هوالقهار

مترجمہ جناب مولانا ظفر علی خان صاحب [illegible]

سنہ ۱۹۰۰ء

## بسم اللہ الرحمن الرحیم

## تاریخ قدیم بابل و نینوا

واقعات قدیم کی نتائج سمجھنے کے واسطے اگر یہہ اندازہ کیا جائے کہ نہایت صریحی طور پر بالکل پیشین گوئیوں کے بموجب کوئی نہایت ہی آباد اور زرخیز اور وسیع شہر دنیا میں نہایت تہوڑے عرصہ میں برباد اور نیست و نابود ہو گیا ہے تو وہ توریت مقدس اور دیگر قدیمی تاریخوں اور پیغمبرین ثقہ پیشتوں کی زبانی سلسلہ روایات کے موافق شہر بابل ہے۔

## شہر بابل کی تعمیرات اور اسکی ابتدائی شان و شوکت

نینوا کی بربادی کے بعد دنیا میں اپنی وسعت اور لاثانی دولتمندی اور سرسبزی باشندوں کی کثرت کے لحاظ سے شہر بابل کی آبادی و تعمیر انسانی عقل اور محنت اور کاریگری کی ایک مکمل مثال تہی اسکی شہرپناہ کی دیواریں جو دنیا کی بڑی عجائبات میں سے شمار کی گئیں ہیں اپنی تعمیر اور مضبوطی اور بلندی سے ہیبات کا نمونہ پیش کرتی تہیں کہ انسانی قوت اور صناعی کی نسبت فطرت کی ہنرمندی زیادہ تر اسمیں صرف ہوئی ہے کیونکہ انکی بناوٹ کی طرز و وضع ہی کچھہ اس قسم کی تہی جسپر ایک سیاح کو فوراً یہہ خیال ہو سکتا تہا کہ انکی تعمیر بالکل انسانی قوت اور کاریگری سے باہر ہے اور محض قدرتی صنعت کاری کا ایک نہایت حیرت انگیز مجموعہ ہیں اس شہرپناہ کے متصل بیلس (بعل) کا بتخانہ تہا جسے بعض مورخین نمرود کی تصویر کہتے ہیں اور توریت کے بموجب وہ ایک خاص دیوتا اہل بابل کا تہا گویا تمام بابل میں نہایت بزرگ اور نہایت محترم سمجھا جاتا تہا۔ کم و بیش اسکی وسعت اور رقبہ ایک میل کے پہیلاؤ میں تہا اور سطح زمین سے اسکی بلندی ایک فرلانگ (میل کا آٹھواں حصہ) سے کم نہ تہی اسکی چاروں طرف نہایت مستحکم پلیایوں اور چبوتروں پر اتنی سامان کے پیڑوں اور ٹکڑوں کو بچھا کر ایک ایسا منظر انسان کے پیش نظر کیا گیا تہا جسپر طرح طرح کے میوہ دار اور پہولدار درخت اور سبزہ اور لالہ و نافرمان اور عجیب و غریب بوٹے لگے ہوئے تہے دور سے یہہ مصنوعی نباتاتی جنگل ایک معلق باغ معلوم ہوتا تہا اور اسی کو

اہل بابل نے اسکا نام بھی باغ معلق رکھا تھا۔

اسکے علاوہ دریائے فرات پر جو اس شہر کے وسط میں سے ہو کر گذرتا تھا پتھر کا ایک مضبوط بند شہر کی حفاظت کی غرض سے باندھا گیا تھا جسمیں سلطنت نے بیحد روپیہ صرف کیا تھا اور کچھ شک نہیں کہ بلحاظ اپنی عمدہ ساخت اور عجیب موقع پر واقع ہونے کے یہ بھی شہر کے ایک نہایت دلفریب منظروں میں سے تھا۔

اس شہر پناہ میں جسکا کسی قدر ذکر ہو چکا ہے ایک سو دروازے نہایت موٹے فولاد کے لگائے گئے تھے جنپر پیتل کے موٹے موٹے پتر چڑھے ہوئے تھے۔

اور شہر کے[^۱] قریب ہی دریائے فرات سے ایک بہت بڑی مصنوعی جھیل نکالکر شہر کے بعض حصوں کی طرف پھیلا دی گئی تھی یہ سب اسباب اور ذرایع ایسے تھے جو انسانی فنا پذیرستی کے زبردست اور قوی کاریگروں کو ایک عجیب نمونہ پیش کئے ہوئے تھے۔ اسکے علاوہ باشندگان شہر کی سرسبزی و تمول کی یہ حالت تھی کہ ابتک بربادی سے پہلے بابل نے زمانہ کو یہ ثابت کر دیا تھا کہ اس سے زیادہ دولتمند اور آباد اور مرفہ الحال شہر دنیا میں اور کوئی نہیں ہو سکتا ہے۔ اسکے حکمرانوں کی ذی اقتدار حکومت اور سلطنت بابل کے زمانہ کمال شباب میں اور اسکی بربادی سے ۱۰۰ برس پہلے تک جو مورخ اسطرف گذرے ہیں یعنے جو لوگ کیکاؤس اور اسکی جرار اور خونریز فوج کے داخلہ بابل سے قبل اس مقام کی سیاحت کر چکے ہیں انکا یہ خیال بطور پیشین گوئی اس شہر کی نسبت مشہور ہو گیا تھا کہ یہ شہر کبھی برباد اور کسی زبردست سے زبردست قوت سے بھی فتح نہوگا۔ مگر انکا یہ خیال غلط تھا کیونکہ مختلف پشتوں اور متواتر نسلوں کے گذرنے اور زمانے کے قاعدہ کے بموجب بتدریج یہ نہایت ہی دلفریب شہر بھی نیست و نابود ہو گیا۔ اور آہستہ آہستہ اس شہر کو زوال نے اسقدر گھیر اکہ طرفۃ العین میں اسکی وہ ساری دولت و حشمت فنا ہو گئی اور سوائے سنسان اور عبرتناک ویرانے کے اب کچھ بھی وہاں نظر نہیں آتا ہے اللہ اکبر یا تو کسی زمانہ میں اس شہر کو بابل اعظم کہتے تھے اسکے چاروں طرف جاہ و جلال اور

[^۱]: تاریخ یعنی وغیرہ اس شہر پناہ کے احاطہ کی نسبت مورخین قدیم میں اختلاف ہے ہیرودوٹس کی تحقیق میں بابل کی شہر پناہ کا دور ۴۸۰ فرلانگ کا تھا یعنی اور سولینس مورخین کے نزدیک بہ حساب رومی میلوں کے حساب سے ۶۰ میل تھا۔ ایک اور مورخ قدیم اسٹرابو ۳۸۵ فرلانگ بتاتا ہے اور کسی کے نزدیک ان مورخین میں سے یہ احاطہ ۳۶۰ اسٹیڈیا سے لیکر ۳۶۵ اسٹیڈیا تک تھا اور بعض ۳۶۸ اسٹیڈیا تک بتاتے ہیں ہیرابیل کے تخمینہ کے بموجب ایک اسٹیڈیا کی مقدار ۴۹۱ فیٹ ہے بلندی ان دیواروں کی ہیروڈوٹس مشہور یونانی مورخ کی تحقیق میں دو سو کیوبٹ یا تین سو فیٹ تک تھی اور چوڑائی ۵۰ کیوبٹ یا ۷۵ فیٹ تک تھی۔ مگر ایک مورخ کلیرٹی اس کے نزدیک انکی بلندی ۷۵ فیٹ اور چوڑائی ۳۲ فیٹ تھی ۱۲

حشمت و شوکت اور دولتمندی کا مینہ برس رہا تھا اور جب اسکا زوال شروع ہوا تو ایسی پائمالی ہوئی کہ اِس زمانہ میں جو مسافر اُسطرف جاتے ہیں اور اِسکے خرابوں اور کہنڈروں کو تلاش کرتے ہیں تو مشکل سے اُسکا نشان دستیاب ہوتا ہے۔

جسقدر پیشین گوئیاں شہر بابل اور اُسکے تمام ملک و سلطنت کی بربادی کی بابت توریت مقدس اور دیگر صحائف انبیا میں پائی جاتی ہیں گو اُنکے مضامین میں یہودیوں وغیرہ کی جہالت اور تعصب کے باعث بہت کچھ تحریف ہوگئی ہو تاہم وہ اپنی ابتدائی آبادی سے اسوقت تک مختلف صورتوں میں پوری ہوتی رہی ہیں عظمت ملک بابل کی اگرچہ برابری کرسکتی تھی تو سرزمین کالڈیا کرسکتی تھی جو نہایت زرخیز اور حیرتناک دولت و حشمت رکھتی تھی اور جسکے باعث آغاز سنہ عیسوی تک خود بابل کی ناموری کا نشان قائم رہا ہے اور ایک زمانہ میں یہاں کی سلطنت کی ماتحت تمام مشرقی دنیا تھی گویا ایشیا کا کوئی قطعہ اسکی باجگذاری سے علیحدہ نہ تھا۔

بعض مؤرخین خود اس ملک کو جسمیں شہر بابل آباد اور اُسکا دار السلطنت تھا کالڈیا کہتے تھے حال سلطنت بابل اور خاصکر یہ شہر ایک نہایت ہی خوش فضا اور عموماً مسطح اور ہموار قطعہ ارض تھا جسے دریائے فرات اور دجلہ کے پانیوں نے نہایت سرسبز اور کان زر بنا دیا تھا اور بسبب بیحد پیداوار کے دولت و حشمت یہاں کے باشندوں سے قول ہار گئی تھی اِن دریاؤں کے علاوہ اور بھی بہت سے چشمے اور نہریں اور چھوٹی چھوٹی ندیاں تھیں جنمیں سے بعض فرات اور دجلہ سے نکالکر تمام ملک میں پھیلا دی گئی تھیں اور بذریعہ باقاعدہ کلوں کی آب رسانی کے تمام سطح سلطنت سرسبز اور شاداب و مرفہ حال تھا اِن سب حالتوں کے دیکھنے اور انپر غور کرنے سے یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ اہل بابل اپنی ہنرمندی اور علم و دانش اور دنیاوی جاہ و حشم کے اور دولت پیدا کرنے میں کیسے کامل اور ہوشیار تھے اور اسمیں شک نہیں ہے کہ ایسی ہی حالت نے انکو اپنے صانع حقیقی کے خوف اور یاد بلکہ اسکی ہستی سے بھی بالکل منکر کردیا تھا۔

ہیروڈوٹس یونانی مورخ لکھتا ہے کہ بابل کی زرخیزی اور تمول کی حالت جب تک کوئی شخص آنکھوں سے نہ دیکھ لے اسکو سنکر ایک حیرتناک افسانہ یقین کریگا اور اگرچہ سرزمین یونان بھی سرسبزی اور حاصل خیزی میں اپنا عدیل اور نظیر نہیں رکھتی ہے مگر اصل یہ ہے کہ مملکت بابل

۱ کوئنٹس کرٹس بت پرست مورخ کی تاریخ ۱۲ ۲ پلانگس رانس ہٹری وغیرہ اسٹرابو کی تاریخ ۱۲ ۳ سرگرم ٹاڈیس روڈز

۴ کہ ڈرپسلم لاطینی تاریخ کی عبارت مولف پلینی ۱۲

کی سرسبزی اور زرریزی کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتی ہے۔"
بہرحال بابل کی ملکی حالت مذکورہ کے بعد سلطنت موصوف کے انتظامی اور اُسکے دیگر پہلوؤں پر لحاظ کرنا اور اُنکی تفصیل اس موقع پر بلحاظ تاریخ نگاری ضروری ہے۔

سلطنت ایران نے جب کالڈیا وغیرہ (بابل) کو فتح کیا ہے تو یہ تمام ملک گورمنٹ ایران کا ماتحت ہوگیا تھا اور اُسکا ایک نہایت معین اور سرسبز جزو سلطنت سمجھا جاتا تھا علاوہ اُن گھوڑوں کی تعداد کی جو ملکی اور جنگی خدمات کی غرض سے سرزمین کالڈیا سالانہ طور پر فراہم کرتی تھی بعض اوقات ضروری حالتوں میں اُسنے سولہ ہزار گھوڑے گورمنٹ ایران کی طلب پر ایکدم سے جمع کردئیے ہیں اور علاوہ ایک معمولی اور واجب خراج کے جو ہر سال اِس صوبہ سے سلطنت ایران کو وصول ہوتا تھا ضرورت کیوقت گورمنٹ موصوف اِس ملک سے اِسقدر آدمی جنگی کاموں کے واسطے بھرتی کرسکتی تھی کہ جو خاص ایران ایسی وسیع سلطنت کی کثیر آبادی سے کہ دہلس پائنٹ سے ہندوستان تک محیط تھی، فراہم کرسکتی تھی۔ ہیروڈوٹس لکھتا ہے کہ علاوہ شہر بابل کے اُسکے اطراف میں بھی تقریبًا دس دس کوس کے فاصلہ پر اور بھی بڑے بڑے چار شہر آباد تھے کالدانی عظمت کا ثبوت صرف اِسی سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُسنے ابتدا میں بڑی بڑی فتوحات حاصل کی تھیں اور نمرود اور اُسکے خاندان کے لوگوں نے تمام ایشیا میں ایک تہلکہ مچادیا تھا اور بخت نصر کے حملہ بیت المقدس اور اسیری یہودیان شام اُسکے ہاتھوں سے ہوئی تھی اور نہ اُسکی آخری تباہی اور بربادی سے کوئی اسکے ثبوت اُسکی قوت اور کثرت دولت کا مل سکتا ہے بلکہ اگر ہم سلطنت اسیریا اور اُسکے بڑے بڑے شہروں کی نسبت جو یکے بعد دیگرے مختلف اوقات میں قائم ہونے سے تحقیقات اور غور کرینگے تو یہ امر بخوبی دریافت ہو جائیگا کہ بابل اعظم کی تباہی کے بعد ان سلطنتوں نے کیسے کیسے وسیع شہر صرف اُسکی عمارتوں کو کھود کھود کر اُسکے مصالحہ سے آباد کیئے تھے نہایت نامور شہر سیلوشیا جسکے کھنڈر اب تک اطراف موصل وغیرہ میں موجود ہیں شہر بابل کی عظمت کی گواہی دے رہے ہیں۔ جو اُسکے کثیر مصالحہ کو توڑ کر اور مختلف سامان عمارت سے سیلوکس نیکیٹر بادشاہ سیریا نے جو اسکندر اعظم کا زبردست جانشین تھا، دو سو ترانوے برس قبل سنہ عیسوی کے آباد کیا تھا پہلی صدی عیسوی میں اِس شہر کے باشندوں کی تعداد باوجود چند بار برباد ہونے کے چھ لاکھ سے زیادہ شمار کی گئی تھی جو خاص شہر بابل

---

ؔ۱ہ ہسٹری مسٹر لا ملینی تاریخ کی عبارت مولفہ بلینی ۱۲

کی آبادی کا دسواں حصہ تھی بہ حالت سیلوکس کے دورہ حکمرانی میں شہر مذکور کے بیئے قائم رہی تھی
اور جب پارتھیا قوم میں سلطنت بابل اور شام منتقل ہوئی تو انہوں نے سیلوشیا کی بود وباش بوجہ
خرابی آب و ہوا اور چند مصالحہ ملکی کے جیو شیئے ضرور سمجھی اور آخر اس حکمران خاندان نے جو اسکندر
اعظم کے جانشینوں سے علیحدہ تہا اپنا دارالسلطنت دریائے دجلہ کے محاذی ایک موضع میں
منتقل کردیا جسکا طیسفون نام رکھا گیا تہا شہر مذکور میں پارتھیا قوم کے بادشاہ بوجہ گرم قطعہ ملک پر واقع
ہونے کے اکثر موسم سرما بسر کرتے تھے بہرحال شہر مذکور بھی بابل ہی کے مصالحہ سے بنایا گیا تہا
اور پارتھیا انجنیروں اور معماروں کو اسکے خراب شدہ مصالحہ اور پتھروں وغیرہ سے جسقدر کافی
اعانت ملی اسکی اتنی مقدار تھی کہ انہوں نے بغیر کسی دوسری جگہ کے تلاش کیئے ایسا بڑا اور خوشنما
شہر نہایت تھوڑے عرصہ میں آباد کر لیا اور ایک زمانہ میں وہ مقام جو صرف ایک گاؤں تہا اور جسکا
نام بھی کوئی نہ جانتا تہا دنیا کے بہت بڑے قدیمی شہروں میں شامل ہوگیا اسکے علاوہ بابل
کی بربادی کی بابت جو پیشین گوئیاں پوری ہو چکی تھیں انکی چہ صدی کے بعد پہر کلدانی قوم نے
اور چند عظیم الشان شہر اسی سرزمین شہر بابل میں بسائے تھے جنمیں سے ارٹی میٹا سب سے زیادہ
آباد تہا اور اسکی وسعت اس زمانہ کے شہروں میں بہت بڑھی ہوئی تھی اور اسکے علاوہ تمام انکی
متعلقہ آبادی یعنے جسقدر مواضع اور قصبے اسکے تحت میں تھے اور قریب قریب آباد تھے وہ بھی
صرف بابل ہی کے مصالحہ اور اسکے کہنڈروں سے کہود کہود کر بنائے گئے تھے یہانتک
کہ جس زمانہ میں جولین قیصر روم نے اس ملک پر حملہ کیا تو بقول گبن مورخ کے یہ وسعت آبادی بسبب
اپنی آبادی اور باشندوں کے ایک نہایت سرسبز اور دولت مند اور مرفہ حال ملک پایا گیا تہا
مورخین قدیم لکہتے ہیں کہ زمانہ انبیا بنی اسرائیل سے یا بابل کی تباہی کے بعد سے اسوقت تک
اس قطع ملک کی جاہ و حشمت اور دولت و عظمت کسی زمانہ میں اسقدر نہیں دریافت ہوتی ہے جیسی کہ
خسرو پرویز شہنشاہ ایران کے عہد میں تھی ایک مورخ لکہتا ہے کہ اس بادشاہ کی بود وباش اور
سکونت کی جگہ اکثر مقام آرٹی میٹا یا دستغرد میں تھی جو دریائے دجلہ کے ساحل پر آباد تھے
اور خاص دارالسلطنت واسطے اسکے طیسفون سے شمالی جانب ساٹھ میل کے فاصلہ پر واقع تہا
اسکے قرب وجوار کی چراگاہیں بقول گبن مورخ کے بیشمار مویشی اور بھیڑوں اور بکریوں اور
مختلف قسم کے پالتو چوپایوں سے معمور تھیں اور تمام سبزہ زاروں اور باغوں میں چکور اور تیتر

۱ ہیرودوٹس کی تاریخ لاطینی ۱۲ ۲ پلینی ۱۲ ۳ گبن کی تاریخ سلطنت روم ۱۲

اور طاؤس اور شتر مرغ اور کلنگ اڑتے پھرتے اور اپنا نشیمن رکھتے تھے۔ ۹۶۰ ہاتھی شاہ مذکور کی خدمت کے واسطے ہر وقت فیل خانہ میں موجود رہتے تھے اور ایوان شاہی کے سامنے چھ ہزار سپاہی جرار کمر بستہ ہر وقت موجود رہتے تھے ان کے علاوہ بارہ ہزار غلام حبشی اور ترکی خطائی تمام مکانات اور قلعہ شاہی کی حفاظت کرتے تھے خسرو کے شاہی اصطبل میں چھ ہزار گھوڑے اور اسی قدر خچر موجود تھے اور جب کبھی وہ شکار یا کسی ضرورت سے سفر کرتا تھا تو بارہ ہزار بڑے قد کے اونٹوں پر اسکا سامان بار برداری لاوا جاتا تھا جنمیں خیمے وغیرہ اور اسکا سامان راحت اور عیش شامل ہوتا تھا اور ادنے قسم کے اور چھوٹے قد بھی آٹھ ہزار اونٹ اسکے پاس تھے جنسے ضرورت کے وقت مختلف باربرداری کا کام لیا جاتا تھا۔

اور اسکے علاوہ بعد مال و دولت اور طرح طرح کے خزانے اور دفینے اور بیشمار جواہرات اور عطریات اور بے انتہا مشک و عنبر اور ریشم اور سونے چاندی کے انبار اسکی ملکیت میں تھے جو ایک سونہ خانوں میں کہ نہایت عمدہ پتھر کے بنے ہوئے تھے محفوظ رکھے گئے تھے تمام مورخ اسپر متفق ہیں کہ یہ سب خزانے اور دفینے اور ایسا کثیر اور بے انتہا سامان جاہ و حشم جسے دیکھکر عقل انسانی دنگ ہوجاتی تھی اور جسکے نیست و نابود ہوجانے پر ایک خاص عبرت ہوتی ہے صرف بابل کے فتوحات سے کیکاؤس کو ہاتھ لگا تھا جو ایرانی خزانوں اور سلطنت میں اس زمانہ سے محفوظ چلا آتا تھا۔

آٹھویں صدی عیسوی میں شہر سامرہ اور پارونیہ اور حبسرپک کی آبادی کثرت کے باعث ایک ہوگئی تھی ان شہروں میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک جو سڑک گئی تھی وہ اٹھائیس میل کی لانبی تھی کالڈیا کی سر زمین میں یہ سب مقام داخل تھے جو ابتدائے آبادی بابل سے اس زمانہ تک اپنے تمول اور گرم موسم اور دریائے دجلہ اور فرات کی مختلف نہروں سے دنیا میں نہایت محسود زمانہ اور زرخیز قطع آبادی شمار کیے گئے تھے درحقیقت دنیا میں یہ ایسی آبادیاں اور زرخیز شہر تھے جنکا برباد ہوجانا انسان کے ذہن میں بھی نہیں آسکتا ہے اور اس زمانہ کی حالت کے بموجب اسمیں شک نہیں کہ سرسبزی کے عام معنوں پر لحاظ کیا جائے۔ تو اسوقت

ما۔ بعض مورخین یورپ کا قول ہے کہ جسقدر تمول خلفائے بغداد کو حاصل تھا یہ ایک نمونہ سلطنت بابل کی ثروت اور دولتمندی کا تھا اور بہت سی باتوں میں صرف الف لیلہ کے قصوں کے اعتبار پر یہ لوگ بڑے تعصب کے ساتھ خلفائے بغداد کی طرز حکومت کو سلطنت کفار بابل سے تشبیہ دیتے ہیں ۱۲۰ مترجم

تک دنیا میں کوئی اور ملک اسکے برابر سرسبز اور آباد نہیں دریافت ہوتا ہے۔

## شہر بابل کی بربادی کی ابتدائی اسباب اور اُسکی نسبت مختلف پیشین گوئیاں

سرزمین کلدانیہ (کالدیہ) اور بابل کی بربادی کی نسبت صدہا پیشین گوئیاں ہوتی چلی آتی تہیں اور انسانی نسل کا ایک بہت بڑا سلسلہ پشت در پشت اُن پیشین گوئیوں کے اظہار اور شمار کو محفوظ کرتا چلا آتا تہا جو آخرکار ایک زمانہ میں اپنے نتیجہ کے نمودار کرنیکے واسطے مکمل ہوگئیں اسمیں کلام نہیں ہے کہ فیصلہ ہائے آسمانی یا خدا کی پیشگاہ سے جو انصاف ہوتا ہے یا جس کسی امر کا تصفیہ درگاہ احدیت سے ہوتا ہے وہ محض اس قسم کے نتایج کا سبب یا باعث ہی نہیں ہوتا ہے اور نہ سرسری اور معمولی ہوتا ہے بلکہ واقعی اور نہایت تحقیقی درجہ بدرجہ بااصول اور یقینی ہوتا ہے اور اُسی کی مثل یہہ فیصلہ بہی ہے جو سرزمین بابل کے واسطے طرفۃ العین میں ظہور پذیر ہوگیا سچ پوچہئے تو باشندگان کلدانیہ یا کالدیہ اور بابل کے واسطے نہایت منصفانہ پاداش اس عذاب سے زیادہ موزوں انسان کے خیال میں نہیں آسکتی اور جو لغو ونکر اور خیال کرنے پر ہر قائل معاد اور ایماندار کے لیئے تازگی ایمان اور اُسکی ایک نہایت ہی مؤثر تاثیر عبرت کا باعث مثل اسکے ان پیشین گوئیوں کو یہاں بیان کیا جائے۔

یا ان واقعات کا ذکر کیا جائے جو بربادی بابل کی تخریبی سلسلہ سے متعلق ہیں یا ان حالات کی صراحت اور تفصیل بہی اسموقع پر ضرور ہے جنکے باعث خاندان نمرود اور بخت نصر اور انکے بعد صدیوں تک فرمانروایان بابل جو دیگر اقوام سے ہمیشہ حالت مصیبت اور بربادی میں رہتے تہے اور جسقدر اکثر بادشاہوں سے اسبات کی کوشش کی کہ سرزمین بابل میں کوئی ایسا منظر قایم کیا جائے جو اُسکی قدیم شان وشوکت کا نمونہ ہو اس سے زیادہ عجیب انقلابات نے اُسکی عمارتوں اور نہ صرف قدیم بلکہ جدید آثار تعمیرات انسانی کو ایک عجیب راستہ معدومی پر ڈالدیا تہا یہ ایک حیرتناک امر ہے کہ کس طرح نہایت ہی اندازہ کے ساتھ یہ بربادی اس طبقہ انسانی اور اُسکی یادگاروں کی وقتاً فوقتاً ہوتی رہی ہے جو زندگانی ظاہری کی آرائش میں لاثانی طور سے مصروف تہا اور جسکا یہ خاص اصول حیات تہا کہ عیش وراحت دنیا صرف انکو زندہ رکہہ سکتی ہے بہرحال جسقدر بربادی ہوئی اُسکے اسباب سے آگاہی قدیم تاریخوں کی ذریعے بخوبی ہوسکتی

یہاں یہ کہنا ضرور ہے کہ ایسے بدکاروں کے بیئے جو کچھ فیصلہ کیا گیا اور جو معدومی انہیں حاصل ہوئی
وہ انکے کیفر کردار کے واسطے ہونی ضروری تھی۔ کیونکہ یہ نہایت ہی مغرور اور حد درجہ خدا فراموش
طبقہ مخلوق سے جزو ایمان بالکل سلب ہوگیا تھا اور نہ صرف شدید بت پرستی بلکہ مادہ پرستی اور
خود پرستی اور اسکے علاوہ بعید فضائل ذمیمہ یعنے عالمگیر زناکاری اور اسکے فرانبرداری کی نہایت
ہولناک اور خونریز مظالم جنکو سنکر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ بخبر اور معاملات خدا شناسی میں
عام سرکشی اور ہٹ دھرمی۔ طرح طرح کی سفاکیاں اور ہزارہا قسم کے عیوب بطور ہنر اس ملک اور قوم بلکہ
اس تمام طبقہ میں جہاں جہاں اہل بابل کی حکومت رائج تھی۔ اور ایک عجیب سلسلہ پیدایش کی
میں مختلف نسلوں اور بیشمار پشتوں کے گذرتے رہنے سے استحکام حاصل کرتے جاتے تھے
گویا یہ سب نقائص جو ہر آئینہ ذات انسان کے واسطے عیوب میں داخل سمجھے گئے ہیں گویا اس
گروہ کی طبیعت ثانیہ ہوگئی تھی۔ لہذا غیرت الٰہی اور دریائے حمیت قہاری کا یہ مقتضا ہر طرح نہایت
موزوں وقت پر ہوا کہ یہ لوگ تباہ و برباد اور انکا ملک اور سامان سلطنت قہر خداوندی سے
دفعتاً نیست و نابود ہوگئی جو پردہ عالم پر جبتک دنیا قائم ہے اپنی بربادی کی یادگار اہل مذہب
کے دلوں میں قائم رکھینگے۔

انکی بت پرستی اسقدر ذلیل اعتقادات اور سراسر غلط اصول سے مرکب تھی اور ایسی مہمل اختراعات
مذہبی کا معدن تھی یا انہوں نے مذہب کے نام کو اپنی نہایت متنفر اور حد درجہ وحشیانہ اور
حیوان خصلتی اور نہایت خبیث ذاتی جذبات اور فضول اور لغو ایجادوں اور اختراعوں میں
ایسا مخلوط کر دیا تھا کہ انکی عالمگیر طور پر شایع اور رائج ہونے کی باعث انکا مذہب مہلک
اور وحشیانہ رسم و رواج کا خزانہ ہوگیا تھا اور اسدرجہ مضر تناک اور خراب نتیجے اس سے
پیدا ہونے لگے تھے کہ خود کافر اور بت پرست قدیم مورخین نے جنمیں ہیرودوٹس یونانی
اور اسٹرابو وغیرہ شامل ہیں اہل بابل کی اس مادہ پرستی اور نہایت متکبرانہ اور ذلیل طرز زندگی
اور عام طور سے انکی مذہب کو شدت سے برا کہا ہے اور بوجہ تحریک تہذیب انسانی کی نہایت
غصہ اور نفرت کے ساتھ انکی نہایت مذموم اور قابل نفرت اعتقادات پر نکتہ چینی کی ہے
اگرچہ اہل کالدیہ یا کلدانیں یعنے ساکنین کشور بابل میں دولتمندی اور ثروت کی انتہا نہ تھی
جسکے ذریعہ وہ عجیب سیر چشمی اور عالی حوصلگی کا اظہار وقتاً فوقتاً اخراجات میں کرتے رہتے
تھے مگر انپر سایہ جلال و رحمت کبریائی کا اثر جس سے لازوال برکتیں پیدا ہوتی ہیں اور جس سے

انسانی وجود پر خاص مراحم کا اختصاص ہے ذرا بھی نہ تہا وہ تمام تر خدائے ذوالجلال کے وجود سے غافل اور جاہل تھے اور اسکی قدرت بالغہ اور ارادت کاملہ کے منکر تھے اور بالکل انسانی مخترعات موہومی اور بشری کارگیریوں اور صناعیوں پر حقانیت مذہب کے اعتبار سے شیفتہ اور دلباختہ تھے اور جو کچھ انسان اپنے ہاتھ سے بنا سکتا ہے وہی اہل بابل کے نزدیک از روے مذہب قابل احترام تہا اور اسکی عظمت تمام سطح مملکت شنار دارض اسیریا پر محیط تھی جو آخر ایک قسم کی ایسی نیستی و تباہی کا باعث ہوئی کہ اس سے زیادہ مناسب انکی بُت پرستی کی پاداش اور انکے مظالم کے دل و دماغ کی خرابی اور گوشمالی کی تدبیر تصور ہی نہیں ہو سکتی اور یہ تباہی بالکل بموجب تحریر کتب انبیا و صحایف سماوی سابقہ ایک خاص حکم آلہی کی تکمیل ہوتا تھی جو حضرت اشعیا نبی کے ذریعہ ان الفاظ میں ظاہر کیا گیا۔ یہہ حکم بشیار فقرات میں انبیار سابقین اور ربانیین یہود کے ذریعہ ابتک توریت اور دیگر صحائف میں جو اسوقت تک نیرنگی و دستبرد زمانہ سے محفوظ اور مجموعہ کتب عتیق میں چلی آتی ہیں موجود او بجنسہ مندرج پایا جاتا ہے۔ ہم آگاہی ناظرین کتاب کے واسطے اسکا خلاصہ اس موقع پر درج کرتے ہیں اور یہ یقین دلاتے ہیں کہ مورخین قدیم نے جو کچھ اپکی تحقیقات بربادی اپنی تاریخوں میں وقتاً فوقتاً لکہی ہے انکو بہ لحاظ واقعات بربادی شہر بابل کامل تطابق ہے۔

## حکومت و شہر بابل کی بربادی کی نسبت انبیار کرام سابقین کی پیشین گوئیاں

دو ایک عالم کی آواز بطور ایک بڑے مجمع کے صدا ایسے انسان یا بادشاہت اقوام کی ایک متحدہ اور مجموعی آواز کے بلند ہے رب الافواج نے لڑائی کے لیئے جرار فوج کو جمع کر دیا ہے نہایت کثیر اقوام اور لشکر عظیم ایک دور و دراز قطعہ ارض کنارہ دنیا سے یا کنارہ آسمان سے بحکم قاہرہ رب الافواج چلی آ رہی ہیں اور اسکے غصے اور قہر کے اسلحہ انکے ساتھہ ہیں اُس دن کو اک ذرا غور کر جسدن رب الافواج اس سرزمین کی بربادی اور نیست و نابود کرنے کے واسطے نہایت قہر و غصہ کے ساتھہ آئیگا وہ گنہگاروں کو قبل اسکے کہ اس سرزمین سے جلا وطن یا فرار ہوں یا دور کریگا میں انکو مچھلی کے انڈے کی مثل شکار کروں گا اور اس ہیبتر کی طرح انکو گرفتار کرونگا جسے کسی انسان نے نہ گرفتار کیا ہو۔ جو شخص ان فوجوں کے مقابل میں پایا جائے گا وہ پیوند زمین کر دیا جائے گا۔

اور ہر ایک شخص جس سے اہل بابل کا مقابلہ ہو وہ تلوار سے انکو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیگا۔

میں اہل میڈیا کے خلاف ہنگامہ برپا کروں گا ان کی محلات کو ویران کر دوں گا انکی سامان سلطنت نیست و نابود ہو جاینگے انکے غرور اور سرکشی خاک میں ملا دونگا نہ انکی چاندی محفوظ رہیگی اور نہ طلائے احمر اور جگمگاتی ہوئے جواہرات میں کوئی جلا اور تابندگی پیدا کر سکیگا۔ ہر طرف ویرانی کو میں اپنے قہر سے مسلط کر دوں گا قومیں اور بیشمار انسانی گروہ ان لوگوں کی زندگی خاک میں ملا دینگی جو خدائے رب الافواج سے سرکشی کرتے ہیں اور جو بیل اور عشتار کی پرستش میں اپنی دن رائگان کرتے ہیں۔ انکی کاہن نوجوان آدمی توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالینگے اور انکے بچوں پر جو ماؤں کے پیٹ میں بھی ہونگی کوئی رحم نہ کیا جائے گا اور نہ انکی آنکھیں چھوٹے چھوٹے بچوں کو زندہ چھوڑینگے۔

سرزمین بابل جو تمام سلطنتوں کی عظمت اور اہل کالدیہ کی خوبصورتی اور زینت و زیبائش ہے اسکی حرمت اور عزت اور جلال و شوکت اور خوبی اسطرح نیست و نابود کر دی جائے گی جسطرح خدائے قاہر و قادر مطلق نے شہر ہائے سدوم اور عمورا کو لوط نبی کے عہد میں برباد کر دیا تھا۔ اور اسکے تمام باشندے نیست و نابود اور فنا ہو گئے تھے۔

اسمیں کبھی سر سبزی اور آبادی نہ ہونے پائے گی اور اگرچہ پشتیں اور نسلیں گذر جائینگی مگر اسمیں آبادی اور کسی قسم کی عمارت نہ بنیگی اور نہ عربی خیمے اسمیں آئندہ نصب ہوں گے۔ اور نہ گڈریئے اسمیں اپنے گلے چرانیکے واسطے لائینگے بلکہ جنگلی درندے اور وحشی چوپائے اسکی سرزمین پر لوٹتے پھرینگے اور حد درجہ کی افسردگی اور غمگینی اسپر مسلط اور معمور ہوگی۔ ہر جگہ اسمیں جغد و بوم کا مسکن اور نشیمن ہوگا اور بھوت پلید اور پلیڈیا د بابل کے بت پرستوں کا ایک نہایت پیارا دیوتا تھا جسکا نصف بدن شیر اور نصف بکرے کی صورت میں ہوتا تھا) اسلئے ہو کر ناچ میں مصروف ہوں گے اور نہایت درآور جنگلوں کے درندے اور ویران خرابہ کے پرندان گھروں میں جہاں اسوقت نہایت بدکار اہل بابل نشہ عشرت و عیش میں مدہوش ہیں شور و غل مچاتے پھرینگے اور چھپکلیاں اور بچھوؤں اور نہایت کثیر تعداد میں حشرات الارض اور بڑے بڑے اژدہے اور شیطان اسکے نہایت ہی حسین اور آراستہ اور بازیب و زینت محلات اور ایوانوں میں سکونت اور بود و باش اختیار کرینگے جنکے یہ ضرب المثل بخلاف شاہ بابل کے اختیار کرلینی چاہیئے اور کہا جائے گا کہ کس طرح ظالم اور بدکار لوگ جو بابل کی دیواروں کی اندر زناکاریوں اور بت پرستی میں مصروف تھے نیست و نابود اور برباد دیکھے گئے اور

کس طرح طلائی شہر یعنی شہر بابل بے نام و نشان کر دیا گیا۔
تمام سامان عیش و طرب اور اسباب لہو و لعب ویرانوں اور قبرستانوں میں بند ہیں اور سوائے جھینگروں کی آواز کے صدائے بربط و سرود کا نشان بھی نہیں ہے۔ کیڑے مکوڑے تیرے جسم میں پھیل جائینگے اور نہایت چھوٹے چھوٹے کیڑے بچھے ڈھانپ لینگے۔ تو دوزخ کے نہایت عمیق غار میں ڈالدیجائیگی اور تیرا قبرستان ایک نہایت مکروہ اور اندوہناک منتظر منظر کا نمونہ ہوگا۔ میں بابل کی آبادی اور اسکے اطفال یعنے اسکے بیٹوں اور بیٹیوں اور شوہروں اور بھائیوں کا نہایت قہر کی اسلحہ سے قلع و قمع کر دونگا۔ یہ رب الافواج فرماتا ہے۔ میں بابل کی آبادی کی خاک دوزخ کے ساتویں طبقہ میں ڈالدونگا۔ میں اسپر سیلاب آب کی تلخی اور نہایت مصیبت انگیز گرداب محیط کر دونگا تمام سرزمین بابل بربادی اور پائمالی کے واسطے یعنے دور و دراز کے اقوام کے واسطے خاص کر دی ہے۔
میں ایک دم سے اسپر تباہی کی جھاڑو پھیر دونگا اور جسطرح کوڑا کسی اچھی جگہ سے صاف کیا جاتا ہے میں تمام دولتمندی اور ثروت اور سرسبزی بابل کو جھاڑ دونگا۔ نہایت جلال اور جبروت کی بیٹی بابل کی شان آب اندوہگینی اور پائمالی سے بدل جائیگی اسکے بچے کیڑوں کے غذا کر دئیے جائینگے اور اسکے مکانات پر میں ان اقوام کو مسلط کر دونگا جو دشمن کی انکو مسمار کرکے نیست و نابود کر دینگے اور پھر ایسی پائمالی ہوگی کہ اے دختر کالدیا تیرا نام و نشان بھی لوگوں کو نہ ملسکیگا۔ رب الافواج فرماتا ہے۔ بابل کا زوال حتمی ہے اور اسکی بربادی اور تباہی ضروری ہے اور اسکی سب بت اور مورتین نیست و نابود کر دیے جائینگی اور وہ انکو خاک میں ملا دیگا۔ رب الافواج فرماتا ہے میں تجھپر تیرے دریاؤں کو بہاؤں گا اور یہ فرماتا ہے کہ میں کافی پر اگڈ رہا ہے اور میری ہر طرح کی خوشنودی کا پابند ہے اور میں بادشاہوں کی کمروں کو دو کھلے ہوئے دروازوں کے آگے کھولونگا۔ اور یہ پھاٹک کبھی بند نہ ہونگے بیل ربابل کے بت پرستوں کا بت نبو گرم سرنگوں کر دیا جائیگا۔
نیچے اتر اور دختر کالدیا اور تاریکی و ظلمت میں مقیم ہو اور گرد و غبار میں سکونت اختیار کر۔ اے بابل کی دختر دوشیزہ زمین پہ بیٹھ جا اب تخت زریں تیرے واسطے نہیں ہے اے دختر کالدیا۔ خاموش ہو کر بیٹھ جا اور تاریکی اختیار کر لے کالدیوں کی بیٹی کیونکہ تو اب سلطنتوں کی بیبی زیادہ عرصہ تک نہ کہلائیگی۔ تو کہتی تھی کہ میں ہمیشہ کے واسطے خاتون ملک رہوں گی اور تمام سرزمین بابل جہاں جہاں بیلیس کا نام اعزاز کے ساتھ لیا جاتا ہے میں شامل رہوں گی۔ رب الافواج

ابھی قہر و جلال فرماتا ہے کہ بابل کی ہر ایک چیز نیست و نابود کر دی جائے گی بس سرزمین کالدیا کو سخت سزا دونگا اور اسکی ایک نہایت ہی ہولناک دوامی بربادی ہوگی اور میں اپنے سب احکام اور الفاظ کی اس سرزمین پر تعمیل کراؤنگا جو اسکے خلاف پیشتر ظاہر کیئے ہیں اور یہ سب اس کتاب میں لکھا ہوا ہے جسمیں یرمیاہ نبی نے اقوام بابل و کالدیا کے خلاف پیشین گوئی کی ہے۔
رب الافواج نے بابل کی تباہی کی بابت نہایت سچے احکام نازل کیئے یرمیاہ نبی کی معرفت یہ ارشاد فرمایا ہے موکہ تو اقوام میں اپنے کو ظاہر کر اور عام اطلاع دے اور نہایت گرمجوشی کے ساتھ تہ دل مستعد ہو جا اور عام میں اس حکم قاہرہ کی اشاعت کر اور ہرگز پوشیدہ نہ رکھ۔ اور پکار کر اور چلا کر کہدے کہ بابل ضرور میڈیا والوں کے ہاتھ سے فتح کر لیا جائے گا کالدیا کے باشندے موذی درندوں کی طرح قتل ہو جائینگے بیل نیست و نابود ہوگا اور اسکا مندر توڑ کر خاک میں ملا دیا جائیگا اور آگ اسکو جلا دے گی کہ اس سے زیادہ کوئی شے دنیا کی نہ جلائی گئی ہوگی،
میروڈیچ کے بتخانے اور ایوان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائینگے اور اسکی مسماری پر تمام دنیا کو عبرت ہوگی اسکی تمام مورتین توڑ ڈالی جائینگی۔ ملک کے شمالی جانب کے اسطرف اور بہت دور اسطرف سے اسکے خلاف ایک خونخواری آنے والی ہے وہ رب الافواج کے حکم سے آئیگی جو اسکی سرزمین اور مکانوں اور کھلیانوں اور تمام دیہات جسموں کو نیست و نابود اور مسمار اور فنا کر دیگی۔ کوئی بھی عمارت اسمیں باقی نہ رکھی جائے گی۔ اسکی دلاور جوان جو اپنے نیزوں کو صفوں میں بلند کیئے ہوئے ہوں گے تمام سرزمین بابل کو جنبش دیدینگے اور متزلزل کر دینگے اور دونوں یعنے انسان اور حیوانوں کو متفرق اور منتشر کر دینگے۔
بس ایک قدرا شہر کرشن میں خود بابل کے خلاف شمال ملک سے نہایت سخت اقوام کے ایک بڑے گروہ اور جماعت کے جلانے کا سبب ہونگا اور وہ بابل کے خلاف ہر بات کو اپنا فرض سمجھینگی اور شہر پناہ بابل کی دیواروں تک قتل کرتی چلی آئے گی اور بابل کا اسطرح محاصرہ کرے گی کہ بخت نصر کی اولاد غافل رہیگی آخر بابل اس قوم کے گھوڑوں کی ٹھوکروں سے پامال کیا جائے گا۔ انکے تیر اور نیزے ایسے ہوں گے جو کسی نہایت طاقت دار اور تجربہ کار سپاہی کے ہوتے ہیں کہ وہ ہرگز فضول اور بے نتیجہ نہ پھینکے جائینگے اور سرزمین کالدیا بالکل برباد ہوجائیگی اور اسکی بربادی مستحکم ہوگی۔ اس طرح رب الافواج فرماتا ہے۔ دیکھ آخرترین حال اقوام کا کہ وہاں بالکل ہی بربادی ڈال دی جائے گی اور ہر طرف کھنڈروں کا جنگل اور ایک عبرتناک ویرانہ

ہوجائیگی کیونکہ وہ ایک نہایت خشک اور بے آب وگیاہ زمین کردی جائے گی جو ایک ہولناک تباہی کا نمونہ ہوگی کیونکہ رب الافواج کا غضب و قہر کبھی اسکو آباد نہونے دیگا بلکہ وہ تمام برباد اور نیست و نابود کر دیا جائے گا یہانتک کہ اگر کوئی آیندہ و روندہ اسطرف جانکلیگا تو وہاں کی پامالی اور بربادی دیکھکر متحیر ہوگا اور ششدر رہجائیگا۔ اسکی بنیاد نیست و نابود اور پامال کردیجائے گی اور اسکی دیواریں گر کر سرنگوں ہوجائینگی۔ کیونکہ رب الافواج کی یہی مرضی ہے اور یہ مرضی اسپر صرف نافذ ہونی چاہیئے۔ کیونکہ اسنے جو کچھ کیا ہے وہ نہایت گناہگاری کا نشان ہے جسکی پاداش اسکے سامنے اسیطرح آجانا چاہیئے۔ زراعت کو بابل سے کاٹ لینا چاہیئے اور فصل خریف میں اسقدر درانتی چلانی ضرور ہے اور عام خونریزی اور شمشیر زنی کے خوف کی وجہ سے اسکے باشندے اپنی قوموں اور خاص اپنے لوگوں میں پھرتے پھرینگے اور وہ اپنی خاص زمینوں میں فرار ہوجائینگے اے ایرانی با تاج و تخت ارض میراثہم کے خلاف آگے بڑھے چا اور یہانتک اسکے خلاف اور نیز باشندگان شہر کے بگاڑنے کی مخالفت کر کہ وہ اسکے بعد بالکل ویران ہوجائے۔ اس سرزمین سے لڑائی اور ہولناک معدومی اور عظیم الشان بربادی کی آواز بلند ہے تمام جہان کا ہتھوڑا کسوقت اسکو قلع و قمع کرے گا اور اقوام میں بابل کے ہاتھوں کسوقت کالدیا و بابل اعظم کی بربادی اور تباہی ہوگی بیشک تیرے واسطے ایک جال پھیلا رکھا ہے اور اے سرزمین بابل تو اسمیں پھنسکر بے قابو کردیجائے گی اور اس گرفتاری کی تجھکو بالکل خبر نہ ہوگی تیرے شہر کی فصیل اور مستحکم شہرپناہ حملہ آوروں کو تباہ دیگی اور دریائے فرات تیرے بیچ سے سمندر کی طرح خشکی پیدا ہوجائے گا بیل جو ایک مردہ پتھر یا ایک نہایت ناپاک ذات میں سے بیل شیرزنے گھڑ کر بنایا ہے سرنگوں کردیا جائے گا اور اسکی ذلیل پرستش ہمیشہ کیواسطے صفحہ دہر سے معدوم کردیجائے گی نیز مردوک کو دیکھنے والے عبرت کی نظر سے دیکھینگے اور اسمیں ہر طرف سانپوں اور چغد و بوم اور ویرانی کا مسکن ہوگا اے دختر کالدیا تو تلاش کر کے گرفتار کرلیجائے گی اور تیرے حسن و جمال پر کسی کو رحم نہ آئیگا اور اسکی وجہ یہ ہے کہ تونے رب الافواج اور ملک الملوک کے خلاف ہمیشہ اپنا طرز عمل رکھا ہے۔

رب القدیر نے اپنا سلح خانہ کھولدیا ہے اور اپنے قہر کا ہتھیار بلند کردیا ہے۔ کیونکہ سرزمین کالدیا کے لیئے رب الافواج کا یہی کام ہے نہایت دور سرحد کے اسطرف سے آؤ اور اسکے خلاف اے ایران کے سپاہیو اسکے خزانوں اور تمام ذخیروں پر قبضہ کرلو اور اسکے اوپر خاک ڈالدو

اور اسکو یہانتک برباد کر دو کہ اسکا نام و نشان تک نہ باقی رہے - تیر اندازوں سے یہ کہدیا جائے
کہ وہ بابل کی مخالفت کریں اور اپنی کمانیں اسکی طرف کریں اور اسکے گرد اپنی فوجیں جما دیں
اسکے باشندوں میں سے کوئی شخص نہ بچ پائے اسکی تمام حالتوں میں تباہ کرنا چاہیئے کیونکہ
اسنے خدائے قدوس کے خلاف سب کام کئے ہیں اور اپنے تکبر اور سرکشی میں یہ ہر وقت خوش رہتے
ہیں پس اسکے خلاف وہ خدا جو اسرائیل کا خدا ہے اور مقدس خدا ہے اپنا قہر نازل کریگا -
اسکے نوجوان اسکی سڑکوں پر گرا دیئے جائیں گے اور اسکے سب باشندے جو لڑائی کے قابل ہونگے
اسدن اچانک قتل اور نیست نابود کر دیئے جائینگے - اسطرح رب الافواج فرماتا ہے دیکھ میں
تیری مخالفت اور دشمنی پر ہوں - اے سرزمین بابل تو بہت مغرور ہو گئی تھی - کیونکہ میرا حکم ہے کہ
جو غرور کرتا ہے وہ ضرور ٹھوکر کھا کر گرتا ہے اور اسکو پھر اٹھنا نصیب نہیں ہوتا - اور میں اسکے
شہروں اور قصبوں میں آگ لگا دینے والا ہوں میں اسکے باشندوں کو خاک میں ملا دینے والا
ہوں میرے قہر کی تلوار آگئی ہر ایک شے پر پہنچی ہے میرے قہر کی آگ تیری زمین کو جلا دیگی
اور تیرے تمام اطراف میں پھیل کر تجھکو نیست و نابود کر دیگی - اہل کالدیا پر ایک تلوار آگ
اور خون کا مینہ برسا رہی ہے - اسطرح رب الافواج فرماتا ہے اور علاوہ بابل کے سب رہنے
والوں پر تلوار ہے اور اسکے حاکم اور تمام دانشمندوں اور مشیروں اور صالح آدمیوں اور شاہزادوں
کے بیٹوں پر بھی اب تلوار کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہے تلوار ہی انکے وکلاء پر کھینچی ہوئی ہے
اور تلوار ہی اسکے شہزوروں اور طاقتور سپاہیوں پر سایہ فگن ہے اور تلوار ہی انکے گھوڑوں اور
انکے رتھوں اور ان لوگوں پر ہے جو اسکے وسط میں بود و باش رکھتے ہیں - وہ سب مرد
جو بہادر اور لڑائی میں مشہور ہیں انہوں کے مقابل میں عورتوں کے مثل ہو جائینگے اور
اسکے خزانے پر تلوار ہے اور وہ لوٹ لیے جائینگے اسکے خیمے پامال کر دیے جائینگے - کیونکہ وہ
بتوں اور ناپاک مورتوں کی پرستش کا گھر ہے یہ سب چشمے خشک کر دیے جائینگے جنسے دختر بابل
سیراب ہے - یہ چشمے اسکے نزدیک پہنچنے لگیں گے ویرانوں اور غیر آباد مقامات کے درندے
اور وحشی بلیاں اور جنگلی جانور اور جو اسکے حیوانات ہیں سکونت اختیار کرینگے - اور وحشی الوؤں
کا اسمیں بسیرا ہوگا اور وہ ہمیشہ کیلئے غیر آباد ویران رہیگی اور اگرچہ نسلیں اور پشتیں گذر جائینگی
مگر وہ آباد نہ ہوگی -
جسطرح کسی زمانہ میں اس نے سدوم و عمورہ کو خاک میں برباد کر دیا ہے اسطرح رب الافواج ارشاد فرماتا ہے

کہ سرزمین بابل کی ایسی اسقدر بربادی اور پامالی ہوگی کہ کوئی انسان ہمیشہ کے واسطے اسمیں
سکونت نہ کریگا اور نہ کسی زمانہ میں نسل انسانی اسمیں عمارت بنائیگی۔ دیکھو ایک عظیم الشان گروہ
انسان شمال کی طرف سے آئیگا اور کنارہ زمین سے متعدد بادشاہ اور عظیم الشان اقوام اسطرف
حملہ آور ہوں گے۔ وہ اپنی کمانیں اور تیر اسطرف اُٹھائے ہوں گے۔ اور وہ نہایت سختی کرینگی
اور انکی طرف سے رحم کا مطلق ظہور نہ ہوگا اور انکی آوازیں سمندر کے پانی کے غرّاٹے کی طرح تمام
سرزمین بابل میں گونجتی پھرینگی اور وہ گھوڑوں پر سوار ہوں گے اور ہر ایک انمیں سے صف باندھے
ہوئے ہوگا کہ جسطرح لوگ لڑائی کیلیے جاتی ہیں پس اسطرح اے دختر بابل وہ تیرے خلاف
حملہ آور ہوں گے۔ بابل کا بادشاہ انکے حملہ اور یکایک انکے داخل ہونے کی اطلاع پائےگا مگر
اسکی عقل سلب ہوجائیگی اور اسکے ہاتھ موم کے ہوجائینگے اور وہ اپنی بیدست و پائی سے کچھ نکر سکیگا
اسکی حالت نہایت اندوہناک اور جگر سوز ہوگی اور حملہ آوروں کے قابو میں آجانے اور اپنے
قتل ہونے کی سامان دیکھکر وہ اسطرح ڈکرائیگا جسطرح زچہ دردزہ کی تکلیف سے ڈکراتی ہے
دیکھو وہ بلندی جابیروں کی طرف سے شیر کی طرح اس ملک میں جسکی آبادی بکثرت اور مستحکم ہے
یورش کریگا مگر میں انکو فتح کے بعد پورا غلبہ اور کامل تسلط دونگا اور ایک ایسا شخص جو چکی کیطرح
گردش کرتا رہتا ہے میں اس ملک پر مسلط کرونگا کیونکہ وہ میری مرضی کا پابند ہے اور وہ
جو میرے واسطے وقت مقرر کریگا۔ اور وہ ان سب کی جو میرے سامنے موجود ہیں گلہ بانی کریگا
رب الافواج کا مطلب بابل کی بربادی ہے اور کالدیا کو بالکل تباہ اور پامال کردینا ہے کیونکہ
اسکی بربادی کا زمانہ قریب آگیا ہے اور میں بابل میں پنکھا جھلنے والے بھیجوں گا جو اسپر پنکھا
جھلینگے اور جو دن مقرر ہوا ہے اُس دن وہ سرزمین ناپاک بُت پرستوں سے بالکل خالی
ہوجائیگی اور اسطرح سرزمین کالدیا میں بربادی چھاجائیگی اور اسکے باشندے سڑکوں
پر مقتول پڑے ہوں گے۔ ارض بابل یکایک زوال پذیر اور برباد ہوجانیوالی ہے اسلئے آپ کی
حالت پر اگر اسکی صحتیاب ہونے میں یقین ہو تو اسکے واسطے روغن بلسان (نوشدارو) کا استعمال
کراؤ ہم بابل کو شفا دینی چاہتی تھے مگر وہ خود اپنی صحت سے نفرت کرتی ہے وہ بیماری اور مصیبت
پر عاشق ہے وہ اپنا اچھا ہوجانا نہیں چاہتی۔
رب الافواج شاہان میڈیا کی روحوں کو اُٹھائیگا جو بابل کی مخالفت کرینگے اور اسکو تباہ و پامال
کردینگے اے دختر بابل تو نے بہت بلکہ بیحد خزانہ جمع کیا ہے۔ تیرا اور تیری طمع اور حرص کا خاتمہ

وقت قریب آگیا ہے۔ رب الافواج خود مسلح ہے کہا جاتا ہے۔ اِس حکم کو یقین کے ساتھ سمجھ کہ میں ایسے آدمیوں کے ساتھ تجھپر حملہ کرونگا جو ٹکڈوں کی مثل ہیں اور وہ تجھپر مقابلہ میں غالب آجائینگے دیکھ میں تیرے مخالف ہوں۔ اسے قابل بربادی کوہ دجبال بابل رب الافواج فرماتا ہے جو سب زمینوں کا تباہ کرنے والا ہے۔ اور میں تجھپر اپنا ہاتھ مسلط کردونگا اور تجھکو چٹانوں سمیت گرادونگا۔ اور میں تجھکو ایک جلا ہوا پہاڑ بنا دونگا۔ زمین میڈیا میں ایک جھنڈا کھڑا کیا گیا ہے اور قوموں میں تُرہی پھونکی جاتی ہے اور منادی کیجاتی ہے کہ وہاں کی ہر ایک شے تیرے خلاف تیاری کریں۔ تیری مخالفت پر ارارات منی اشکناز کو آمادہ کر دیا گیا ہے۔

تیرے خلاف سب اقوام کمربستہ ہیں جنکے باعث میڈیا کے بادشاہ آسودہ ہیں اور تمام سرزمین بابل میں زلزلہ پڑ جائے گا۔ اور سنگینی پھیل جائے گی۔ ہر طرف سے بربادی اور پامالی بابل پر محیط ہو جائیگی۔ اور اہل کالدیا کی روحیں عذاب میں دیدی جائینگی کیونکہ خدا کے تدبیر کا ہر ایک ارادہ بابل کے خلاف ہے۔ اسیلئے کہ سرزمین بابل کو بالکل سکونت ذیروح سے خالی کر دیا جائے گا اور اسکو بالکل ویرانہ کر دیا جائے گا۔ بابل کی نہایت زبردست اور طاقتور اور صاحب دولت اشخاص لڑائی میں مارے جائینگے وہ گھروں میں گھس کر روپوش ہو جائینگے گھروں میں روک لیئے جائینگے۔ اور انکی قوت بالکل فنا ہو جائے گی۔ وہ عورتوں کے مثل ہو جائینگے خود اپنے ہاتھوں سے اپنے گھروں میں آگ لگا دینگے اور اپنے ہاتھوں سے اپنے دروازوں کو توڑ ڈالینگے پس اسطرح ایک سی حالت سب کی ہو جائے گی اور ایک سے دوسرا اِس خبر کو سنیگا کہ دشمن کس طرح اچانک شہر میں داخل ہو گیا اور ہر طرف قاصد اور مخبر اور جاسوس اور گوئندے دوڑتے پھرینگے اور کوشش کرینگے کہ شاہ بابل کو معلوم ہو جائے کہ اِس شہر کا خاتمہ قریب پہنچگیا ہے اور دشمن کی فوج کس طرح پوشیدہ طور پر ہوشیاری کے ساتھ بابل کے اندر داخل ہو گئی ہے اس شہر کی زندگانی کا وقت پورا ہو گیا ہے۔

اسطرح رب الافواج خدائے اسرائیل فرماتا ہے کہ دختر بابل اب ایک مردہ زمین کے مانند ہو گئی ہے اسکے آخری وقت اور اسکے شدید ظلموں اور نہایت ذلیل کرتوتوں نے اسکی روح کو اور خود اسکو مردہ کر دیا ہے ابھی ابھی اسکے خاتمہ کا وقت آنیوالا ہے اور یہہ وقت بابل اور تمام باشندگان اور سلطنت بابل اور اسکے بادشاہ کے واسطے نہایت

نیست و نابود کر دینے والا ہے۔ میں اسکی خرابی کے واسطے اسکا سمندر اور دریائے فرات خشک کر دونگا اور اسکے چشموں کو سکھا دونگا اور تمام کالدیا اور بابل کی گناہوں سے بھری ہوئی زمین ایک جلی ہوی اور پامال شدہ مٹی کا ڈھیر ہو جائے گی جسمیں اژدہے اور نہایت مہیب حشرات الارض اپنا سیرگاہ اور مسکن بنائینگے جو نہایت عبرت انگیز حالت ہر شخص مسافر پر سبب عدم سکونت اور موجودگی کسی انسان کی ظاہر کر دینگے۔

میں انکی گرمیوں کے موسم میں انکی مذہبی تیوہار اس قسم کی قایم کرونگا کہ وہ وہاں بے انتہا مست ہو کر سو رہینگے اور ایسی نیند سوئینگے کہ کبھی نہ بیدار ہونگے۔ اسکے بعد سمندر بابل پر موجزن ہوگا اور اسکی بڑی بڑی لہریں تمام سرزمین کالدیا اور بابل پر لہراتی نظر آئینگی تمام شہر اور قصبے تباہ کر دیے جائینگے اور بالکل یہ زمین خشک اور سراسر ریت کا میدان ہو جائے گی اور ایسی زمین ہو جائے گی کہ جہاں کوئی آدمی اپنا مکان اور مسکن نہ بنائے گا اور آدمی کا کوئی بچہ ادھر نہ گذرے گا اور نہ انسانی نسل وہاں قیام کرے گی اور میں بیل کو سزا دونگا وہ اوندھا کر دیا جائے گا اور اسکی پرستش بے نام و نشان ہو جائے گی اور اسکو پوجنے والے پامال کر دیے جائینگے اور اسکے مندر کا نام و نشان نہ رہیگا۔

یہ ضرور ہے شہر بابل بالکل نیست و نابود ہو جائے۔ اسکی شہر پناہ مسمار کر دی جائیں اسکی سب دیواریں گرا کر خاک میں ملا دی جائینگی ساتھ ایلم یا فارس زمین کالدیا پر قابض اور مسلط ہو جائے میڈیا۔ دوڑ کر آ رب الافواج نے شاہان میڈیا (ایران و وسط ایشیا یا عراق عجم) کی روحوں کو اسلئے برانگیختہ کیا ہے کہ وہ بابل کے اور کالدیا کو پامال کر دیں اور اسکی مخالفت اور نیست و نابود کر دینے اور اسکے باشندوں کے قتل و غارت کے واسطے اپنے تمام گروہوں کے ساتھ آمادہ ہو جائیں ۔

## بربادی بابل

تمام اقوام عراق و ایران و شام کی سلطنت بابل سے مخالفت۔ کیکاؤس کیانی شہنشاہ ایرانی کی کالدیا اور سرزمین بابل پر نہایت پر جوش یورش اسکی تدابیر جنگ، بابل میں اسکا داخلہ اور بابل کا قتل عام

[illegible] لیا تہا اور بابل والوں کی [illegible] حالت اور
مدہوشی اور نامردی اور وہ طریقہ جس سے اس شہر کو کیکاؤس نے فتح کیا اور قبضہ بابل کے
متعلق مفصل واقعات کی پیشین گوئی اور سلطنت بابل کے انجام کار کی حالت اور ان سب کی
اطلاع پہلے ہی سے گویا صدیوں پیشتر انبیاء سابق کی زبانی تمام باشندگان بابل کو معلوم
اور اطراف کالدیا میں شایع تہیں اور گو انہوں نے اسکی اصلیت پر یقین نہیں کیا تہا لیکن مورخین
قدیم اور ماہرین علم قصص الاصنام کو یہ امر بخوبی بپایہ تحقیق کو پہنچ گیا ہے کہ بابل کی تباہی اور اسکی
نیست و نابود کر دینے کے واسطے شاہان فارس اور عراق وغیرہ (میڈیا) اس بڑائی پر نہایت
اتحاد اور اتفاق کے ساتھ تہے اور یہ خیال ہو گئی تہی کہ سلطنت بابل اور کالدیا پر نہایت سرگرمی
اور مستعدی سے اور لشکر جرار کے ساتہ متفقہ حملہ کر دیا جائے۔ کیکاؤس (بعض مورخین کیخسرو اور
کیکاؤس ہی کہتے ہیں) جو تمام شاہان فارس کے سلسلے میں ایک نہایت ہی اولو العزم اور
کشور کشا شہنشاہ ایران گذرا ہے جسکے زمانہ میں سلطنت فارس کی شوکت اور عظمت اپنی پیشتر
فرمانرواؤں سے دہ چند ہو گئی تہی ان میں سب سے زیادہ اس سلطنت اسیریا و بابل کی بربادی
و تسخیر پر اسکی مستعدی و جستجو اور بے انتہا زوال کے باعث جسکی خبریں تمام دنیا میں مشہور ہو گئیں تہیں
بڑی گرمجوشی سے آمادہ تہا اور اس فوج کشی سے قبل وہ اور بہی کئی دفعہ اس ملک پر حملہ کر چکا
تہا مگر بوجہ دانشمندی اور اعلیٰ درجہ کی تدابیر اور سپہ اعظم بابل اور نیز اپنی کمی فوج کے باعث اسکو
ناکامی ہوئی تہی۔ مگر اسکی یہ یورش صرف ایرانی فوج سے ہوئی تہی۔
اس دفعہ حالت حملہ کی بالکل جداگانہ تہی کیونکہ سلطنت بابل کی مخالفت میں عام جوش عام
سرزمین تمام عراق اور اطراف سلطنت کالدیا میں پہیل گیا تہا اور اسکے علاوہ خود اندرون سلطنت
بابل میں ایک پوشیدہ ناراضی حکام اور خاندان شاہی سے پیدا ہو گئی تہی اور جو کہ ہمیشہ کی طرح
وفاداری اور حفاظت بابل کی اسباب کو کہا رہی تہی حکام بابل کا ظالمانہ اور نہایت مکروہ طرز
حکومت اب ایسا ناگوار ہو گیا تہا کہ مفصلات ملک کے باشندے اسبات کے دل سے خواستگار تہے
کہ اب اس سرزمین میں اس قسم کا انقلاب ہو جائے کہ موجودہ حکمران شخص کا نام و نشان
بہی باقی نہ رہے [illegible] باجگذار [illegible] یوں کا حال تہا چونکہ اسکی عظمت اور ثروت اور دولتمندی
اور فوجی قوت کا تجربہ اکثر موقعوں پر ان لوگونکو ہو چکا تہا لہذا ہر ایک کی یہ خواہش تہی کہ کسی
طرح اس سلطنت کا خاتمہ ہو اور ہمکو ان خزانوں اور زیادہ از وہم و قیاس مال و دولت

سے کے لوٹ اور غارت کرنیکا موقع ہاتھ آسکے۔ مگر تنہا حملہ کرنے کی انمیں سے کسی کو جرأت نہ پڑتی تھی شاہ کیکاؤس کی اس آمادگی پر سب بادشاہ اور چھوٹے چھوٹے فرمانروا اسکے شریک ہوگئے اور اسطرح انہوں نے اپنی آرزوئے دلی پوری کرنے کا نہایت مستحکم ارادہ کرلیا تھا کیونکہ چونکہ ایک نہایت ہی دوراندیش اور بڑا مدبر بادشاہ تھا اسنے ان سب سلاطین سے ایک نہایت خاص سلسلہ اتحاد بلکہ بعض سے رشتہ اور قرابت قایم کرکے اپنی ہیبت ہر دلعزیزی ان سب میں پیدا کردی تھی۔ اور جسکا اصلی مطلب اور نتیجہ یہ تھا کہ کسی ضرورت پر یہ سب سلاطین اسکی خیال میں شریک ہوجائیں۔ اور ہر طرح اسکی مدد پر آمادہ ہوں۔ چنانچہ یہ خیال اسکا پورا ہوا [illegible] بادشاہ نے جو فارس اور بابل کے قرب وجوار میں حکمران تھی اور جنکا ذکر ابھی [illegible] اپنا تمام خزانہ اور فوج اور لشکر کیکاؤس کے حوالے کردیے اور اسکی [illegible] کیکاؤس کے [illegible] میں دیدیے تھے۔ درحقیقت اس فوج کشی اور اسکی کامل طور سے انجام [illegible] ملکوں سے بڑھکر اس زمانہ میں اور کوئی بادشاہ ان ممالک میں نہ تھا۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ علاوہ ان بادشاہوں کیکاؤس کے تمام خود سر اقوام [illegible] بابل میں اپنی عزیمت اور ارادہ کے مشہور ہوتے ہی گورنمنٹ بابل کے خلاف ہوگئے [illegible] اور ان اقوام میں ایک جھنڈا اس غرض سے کھڑا کیا گیا تھا کہ [illegible] واسطے جو شاہ بابل کے زیر حکومت ہے ایک بڑی جمعیت انسانی [illegible] آئی ہو ہونا چاہیئے۔ تمام اقوام بذریعہ منادی اور ایک خاص [illegible] پیدا کردیا گیا تھا کہ ہر ایک انسان کو جو سرزمین بابل [illegible] سے بابل کے خلاف شاہ کیکاؤس کا شریک ہونا چاہیئے۔

اس عرصہ میں کیکاؤس نے اپنی خاص اور اہم غرض کے لیے ان اقوام [illegible] کی رعایا اور افواج کے ساتھ جو کچھ فیاضی اختیار کی تھی وہ [illegible] انکو کامیابی حاصل کرنے کے واسطے نہایت ہی اچھے درجہ کی تھی۔

ایسے باشندگان [illegible] سلطنت بابل کے ایک [illegible] کی رعایا نے اپنا بالکل تابع وفرمان بنا لیا تھا [illegible] بادشاہ [illegible] باغی ہوگیا تھا [illegible] مضطرب [illegible]

[illegible]

اسکی بہت تشفی کی اور مناسب برتاؤ کے ساتھ اسکو ایسا فرمانبردار بنایا کہ وہ کیکاؤس کے
خاص فوج میں بھرتی ہوگئی۔ اُسنے ہار پکینے کے باشندوں کو بھی جو اطراف شام میں تھے
اور بڑی ثروت اور قوت رکھتے تھے تالیف قلوب کے نہایت موثر ذریعوں سے اپنا ہوا
خواہ اور مطیع بنالیا تھا۔ چنانچہ جب وقت آیا ہے تو یہ سب شاہ بابل کے خلاف بغاوت
پر اُٹھکھڑے ہوئے اور انکی بغاوت اور خودسری اور تمردی سے جو سلطنت بابل کے ساتھ
اُنہوں نے کی تھی حملہ آور شاہ ایران کو مدد تسخیر بابل اور سرزمین کالدیا کے فتح کرنے میں
حاصل ہوئی تھی۔ یہ سب لوگ اگرچہ دشمن کی رعایا تھے لیکن کیکاؤس کی مدبری اور عجیب پیچیدہ
نیک مزاجی یا تالیف قلوب کے برتاؤ کے باعث اسیطرح اسکے تابع فرمان ہوگئے تھے۔
جسطرح اسکی دانشمندانہ اور نہایت ہی عاقلانہ طرز عمل اور مدبرانہ طریقہ حکمرانی نے سلطنت فارس
اور میڈیا کی رعایا کو اسکا ایک دلی خیرخواہ اور جاں نثار اور ہر طرح اسکے ارادے اور خیال کا تکمیل
بنادیا تھا۔ بہرحال ابتداً کیکاؤس نے اس عظیم گروہ کو اپنا معین اور شریک بناکر مذکورہ متحدہ
افواج سے سلطنت بابل پر متواتر حملے کرنے شروع کیے جنکا جواب اگرچہ سرداران بابل نے
بھی وقت پر دیا مگر آخر کیکاؤس کی شان وشکوہ اور تدابیر عاقلانہ کے سامنے انکی دلیری کچھ
کام نہ آئی اور اسی طرح اگرچہ بابل کی فوج نے جنمیں میڈیا کی گورنمنٹ کی فوجیں بھی شریک تھیں
بڑے جوش وخروش سے کیکاؤس کا مقابلہ کیا لیکن تاہم انکو ہر دفعہ سخت ناکامی ہوئی
اور کیکاؤس شہر پر شہر اور ضلع پہ ضلع فتح کرتا ہوا سلطنت بابل کے اندر بڑھتا چلا جاتا تھا۔ ان
شکستوں اور ناکامیوں سے تمام انتظام فوجی سلطنت بابل کا متزلزل ہوگیا تھا اور ایک عجیب
کھلبلی عام طور سے سرزمین کالدیا میں پیدا ہوگئی تھی تاہم برابر فوجوں پہ فوجیں کیکاؤس
کے مقابلے کے واسطے چلی آتی تہیں لیکن یا تو اس وجہ سے کہ ایک مخلط عادت عیش پرستی
اور نیز ذلیل کاہلی سے کے گرداب میں وہ پھنسے ہوئے تھے وہ رموز جنگ سے بالکل ناواقف
ہوگئے تھے اور یا کیکاؤس کے تدابیر جنگ کے اصول نہایت ہی زبردست تھے انکو ہر دفعہ
ناکامی ہوتی تھی اور شکست فاحش ملتی تھی اور شدید نقصانات اُٹھاکر بابل کی فوج پسپا ہوجاتی تھی
ہمارے رائے میں تو اسکی ناکامی یعنے اہل کالدیا اور افواج بابل کی یہ سلسلہ وار شکستیں صرف
انکی بت پرستی اور انکی نہایت مکروہ بداعمالی اور انکی حد درجہ بہائم خصلتیں اور خدا ناشناسی
کا نتیجہ تھیں جنکی بابت خالق کائنات کے احکام قطعی نافذ ہوچکے تھے اور جو تمام سرزمین و باشندگان

اسیریا میں بطور پیشین گوئی صدیوں سے مشہور تہیں۔

بہر حال ایک مقام پر بابل اور میڈیا کی متحدہ افواج نے بڑی سرگرمی اور حد درجہ استحکام کے ساتہ کیکاؤس کی فوج کو جو دریا کے امواج کی طرح بے خوف و خطر اندرون ملک کی جانب بسلطنت دارا کوچ کیے بڑہتا چلا آتا تہا روکنا چاہا اس معرکہ میں بڑی شد و مد اور گہمسان کی لڑائی ہوئی نتیجہ میں بابل اور میڈیا کے دو بڑے سرداران سلطنت سارڈس اور کروکلاس مع ایک کثیر حصہ فوج تمام کے گرفتار ہو گئے اور ایسی ہتیار اور عظیم الشان فوج بابل اور میڈیا کو اس موقع پر ایسی سخت شکست ہوئی کہ بہاگنے جو بچ کر بہاگا ہے تو اسنے سوائے شہر بابل اور کسی جگہ دم نہیں لیا۔ تمام سرداروں اور خود شاہ بابل کو اب زوال ملک و سلطنت کا یقین کامل ہو گیا تہا مگر بایں ہمہ شیطانی تسلط اور نہایت خبیث نفسانی جذبات نے کچھ ایسا اس مخلوق کو اپنے قابو میں کر لیا تہا کہ انکو خدائے واحد کے وجود کی جانب اور اپنے اعمال بد سے متنفر ہونے کی طرف مطلق توجہ نہوئی۔ اور بجائے اسکے کہ وہ شاہ کیکاؤس سے اپنی حفاظت ملک کے بچاؤ اور آزادی کے واسطے کوئی خاص معاملہ یا گفتگو کرتے یا تحفظ سلطنت کی غرض سے اور کسی قسم کی تدابیر پر کاربند ہوتے وہ ایک عظیم الشان جمعیت انسانی کے ساتہ خاص شہر بابل میں جو درحقیقت دشمن سے امان پانیکے واسطے نہ قہر خدا سے بچنے کے لیے ایک نہایت ہی زبردست اور مستحکم مقام تہا داخل ہو کر مع بادشاہ بابل محصور اور پناہ گزین ہو گئے اور اسکے بعد بوجہ اس اطمینان کے کہ اس شہر پر زبردست سے زبردست دشمن کو بہی کسی حال میں فتح نہیں حاصل ہو سکتی ہے وہ سب کے سب پہلے سے زیادہ اپنی بدکاریوں اور شدت سے بت پرستی اور شراب نوشی اور طرح طرح کے لہو و لعب کے اشتغال میں مصروف اور مشغول ہو گئے تہے۔

اسطرف کیکاؤس جسے اپنی فتوحات کی نہایت سہل طور پر مکمل ہو جانے کا کامل یقین ہو چکا تہا اور جسکے ہمراہی اور خونخوار سپاہی بہیڑیوں کی طرح دشمنوں کے شکار کے لیے بیچین ہو رہے تہے اور کسی طرح نہ رک سکتے تہے جہاں اس خونخواری اور شمشیر زنی سے اپنی دہاک بٹہاتا اور اپنی فتوحات کو نہایت سرگرمی سے پورا کرتا چلا جاتا تہا اسکے ساتہ ہی جو دشمن اسکے قابو اور قید میں آجاتے تہے انپر نہایت الطاف اور مراحم شاہانہ مبذول کرتا تہا اور انہیں سے اکثر کو محض اس خیال پر چہوڑ دیتا تہا کہ انکے قلب اب منحرف ملک شاہی بابل کی ہوا خواہی نہ اختیار کرینگے۔ چنانچہ اسی خیال اور امید پر اسنے مذکورہ افسران بابل سارڈس اور کروکلیس کو بہی

مع اکثر رفقا کے اور ہتھیار دولت و مال اور سامان رسد و خیمہ خرگاہ کی گذشتہ جنگ میں گرفتار کر لیا تھا نہایت مروت و عشرت کا اظہار کر کے رہا کر دیا اور نہ صرف انکی جان بخشی کی بلکہ انکی دولت و مال اور جسقدر سامان لوٹا گیا تھا وہ سب انکو واپس کر دیا اور اسکے خاندان کیواسطے ایک امان نامہ بھی دیدیا۔ کیکاؤس کی اس کارروائی سے جس امر کا خیال اسکو تھا اسکا کافی نتیجہ پیدا کیا یعنے سلطنت بابل کی تمام رعایا کیکاؤس کی گرویدہ ہوگئی اور پیدل پیا کے بعض باشندے [illegible] جو ایک کثیر مقدار میں خاص سلطنت بابل کی مخالف ہو کر کیکاؤس کے شریک ہو گئے۔ اس کارروائی کے بعد کیکاؤس نے اپنی دوران فتوحات و پیشقدمی بابل میں مقامات فرغیا اور گرد و نواح کے اقوام کے خوف کے ضعف کی جانب اور انکو سلطنت بابل سے منحرف کرنے کی طرف توجہ کی۔ اس میں شک نہیں کہ یہ اقوام سلطنت بابل کے استحکام کے لیے بطور رگ جان خیال کی جا سکتی تھیں اور شاہ بابل کو ان اقوام کی خود سر حکمرانوں پر بڑا بھروسہ تھا۔ بہرحال کیکاؤس نے انکی فوجوں کو سازش کر کے توڑنا شروع کیا اور اس کارروائی کے بعد اسنے خود اپنی فوج میں **فرغین** قوم کی ایک گروہ کثیر کو نہایت اعزاز اور الطاف کے ساتھ بھرتی کر لیا۔ وہ جس جس ملک کو فتح کرتا تھا وہاں امن و امان قایم کرتا اور وہاں کے باشندوں میں ایک خاص اطمینان پیدا کرتا چلا جاتا تھا اور اسنے اپنی دوران سلطنت میں گورنمنٹ بابل کے اکثر [illegible] سرداروں کو بھی جو اب تک گورنمنٹ مذکور سے متفق تھے قرابت اور اتحاد پیدا کرنا شروع کیا۔ انکی اس کارروائی کے استحکام کو مسلسل زمانہ گذرتا چلا جاتا تھا اور یہ تمام زمانہ کیکاؤس کے [illegible] اور سلطنت بابل پر قابض ہو جانے کے تدابیر میں نہایت کامیاب زمانہ خیال کیا جا سکتا ہے [illegible] اسنے مسلسل طور سے شہر بابل کی رعایا کو ناجائز حکمرانی اور ایک نہایت ناگوار غلامی سے علانیہ اور خفیہ طور پر آزادی دلانے میں بڑی کوشش اور ہمت صرف کی تھی اور یہ بات بالکل [illegible] اس بادشاہ کے جو سراسر دانشمندی اور انسانیت کا نمونہ تھا اور نیز اسکے عجیب عمل اور قابل [illegible] طرز عمل اور بیجا فیاضی کی تمام سلطنت بابل کی رعایا اپنی حکمرانوں کے خلاف شہنشاہ کیکاؤس کی حکمرانی کی دل سے خواہشمند ہو گئی تھی اور اسکو ظاہر میں اور پوشیدہ دو نو طرح سے مدد پہنچاتی تھی۔ اس معرکہ میں جو شاہ بابل اور کیکاؤس [illegible] ہوا یہ اقوام اپنی بادشاہ کے ذرا بھی شریک نہ ہوئیں بلکہ اس سے بعض حالتوں میں کھلم کھلا باغی ہو گئی تھیں اور [illegible] پیمانہ پر ایک عام جوش شاہ بابل کے خلاف تمام اقوام میں پھیلا ہوا تھا کیکاؤس کے متواتر اور مسلسل فتوحات [illegible] سلطنت بابل کے [illegible] اور دھمکیوں [illegible] خوفناک زلزلہ ڈالدیا تھا اور ایک عام ہیبت طاری ہو گئی تھی کہ [illegible]

اِس ملک کے لیے کیا انجام ہونیوالا ہے خود اسکی رعایا اور بڑے بڑے رئیس یکے بعد دیگرے ناراض ہوتے چلے جاتے تھے
اور بغاوت اختیار کرتے جاتے تھے۔ اِس نہایت پرجوش واروی میں جو ملک بابل کی اندرونی
جانب پیشقدمی کی غرض سے کیکاؤس کی طرف سے ظاہر ہو رہی تھی آرمینیا کے چھوٹی بڑی ریاستیں
اور اسپینیا ز کے فرمانروا ملکہ فرغیا اور لوحارث کی حکومتیں بھی اسکے ساتھ تھیں اور قدم قدم پر اسکو
مدد پہونچاتی تھیں اِس عظیم الشان گروہ انسانی کے ساتھ حملہ آوری میں اسکے بیدل ہو جانے سے
ایک پیشین گوئی کے اِس حملہ کی کامل تصدیق ہوتی ہے کہ شمالی جانب کے بابل سے بڑی بڑی
قومیں حملہ کرینگی اور جو سیلاب تمیں [illegible] اور [illegible] شامل ہیں بابل پر موجزن ہوگا
یہ لکھا جا چکا ہے کہ قبل اِس حالت کے [illegible] فوجی [illegible] سے بابل پر
یورش کرنے کی غرض [illegible] اعانت کے لیے کھڑا ہو گیا تھا [illegible] چند [illegible] بابل پر فوج کشی
کی تھی جس میں [illegible] ناکامی اور شکست ہوئی تھی لیکن جب ایسے اتفاق اور ان تمام [illegible]
کی [illegible] زیادہ [illegible] بابل کا زوال [illegible] بابل پر [illegible]
[illegible] مقابلے کے [illegible] ہوا [illegible]
[illegible] شہر بابل [illegible] پہونچ گیا اور [illegible]
میں [illegible] کرکے [illegible] شہر بابل کی فتح کا [illegible]
کیکاؤس کو [illegible] معرکہ آرائی یا جنگی کارروائیوں کی زیادہ ترتیب [illegible] اہل بابل کا [illegible]
پرستی اور [illegible] ایک خاص [illegible] ہوا تھا۔

جسوقت کیکاؤس نے حدود بابل پر اِس یورش میں حملہ کیا ہے تو اسکے ہمراہ صرف چالیس ہزار سوار ایرانی
نسل کے تھے اور انکے سوا اور بھی [illegible] دیگر امدادی اقوام کے تھے۔ اسکے علاوہ ایک لشکر [illegible]
[illegible] اور تیرانداز [illegible] کی [illegible] ہمراہ تھی [illegible] نہایت [illegible]
دشمنوں کو ہلاک کرنے اور اہل بابل کا [illegible] کی غرض سے اسکے ہمراہ نہایت [illegible]
دلیری سے چلی جاتی تھی بہرحال اب [illegible] کے بعد ایک عظیم الشان سلسلہ [illegible]
اور شہر بابل کے اکثر حصے بڑے حصص فتح کر لینے کے کیکاؤس اِس لشکر جرار اور پرجوش سامان
جنگ کے ساتھ روز و شب کوچ کرتا ہوا شہر بابل کی دیواروں کے نیچے پہونچ گیا یہاں پہونچنے کے
بعد اسنے اِس خیال پر کہ شاید کسی طرف اِس قسم کا موقع دریافت ہو جائے جو داخلہ شہر کی
غرض سے بہت زیادہ دشوار گذار نہ ہو پہلا یہ کام کیا کہ اپنی خاص ارکان فوج اور بڑے بڑے سردارو

اُنکو ساتھ لیکر دیوار شہر پناہ کے گرد گشت لگایا اور نہایت اندازہ کے ساتھ ایک زبردست جنرل کیطرح گرد آوری کی اور اسکے بعد اسنے اپنی تمام فوج کو شہر کے گرد احاطہ کرکے ڈالدیا اور اسطرح یہ پیشین گوئی پوری ہوئی کہ (اُنہوں نے اس شہر یعنے بابل کی چار طرف گرداگرد اپنی چھاؤنی ڈالدی ہے اور وہ یک دل اور کام میں متفق ہو کر بابل پر حملہ کرنے کی غرض سے صف آرا ہوئے ہیں) بہرحال کچھ عرصہ تک کیکاؤس اِن فکروں اور اِس موقعہ کے حاصل کرنے کی کوشش اور تدبیروں میں مصروف رہا کہ دیوار شہر پناہ کا ایسا کوئی حصہ اسکے قابو میں آجائے جس سے نہایت خفیہ طور پر بہ آسانی اسکی فوج شہر میں داخل ہو جائے اور یا کوئی آسان رستہ یا طریقہ فصیل شہر تک پہنچ جانے کا مل جائے مگر اِس خیال میں عرصہ تک اسکو ناکامی ہی اور اسکی تمام کوششیں اور تدبیریں جو اِس خیال کے پورا کرنے میں وہ روزانہ عمل میں لاتا تہا بے سود جاتی تہیں بلکہ اسکو اُلٹا اسبات کا خوف پیدا ہونے لگا تہا کہ شاہِ بابل اور اسکے سرداروں نے کوئی خاص دہوکے کی کارروائی کا منصوبہ نہ کیا ہو اور کسی وقت غفلت میں شاہ مذکور شہر سے نکلکر اِسکی فوج پر حملہ نہ کر دے کیونکہ گو کیکاؤس کی فوج نہایت یکدل اور ہر طرح کے سامان جنگ سے آراستہ تہی اور نیز دشمنوں کی طرزِ معرکہ آرائی سے بخوبی واقف ہو گئی تہی تاہم بوجہ فوج مذکور کی ایک عجیب کثرت کے اُس کے قیام اور دشمن سے قابل اطمینان حفاظت کا کوئی کامل انتظام ابہی تک نہیں ہوا تہا۔ بہرحال اِس کشمکش اور مختلف تدابیر میں ناکامی حاصل کرنے کے چند روز کے بعد ایک روز کیکاؤس اپنی فوج کے مقابل میں گھوڑے پر سوار ہو کر استادہ ہوا اور اُسنے یہ حکم دیا کہ تمام فوج دستہ دستہ ہو کر اپنی جائے قیام سے چلکر خاص خاص مقامات پر جو اسی شہر پناہ کے گرد اسکے قیام کے لیے بغرض تحفظ فوج و محاصرہ شہر مناسب سمجہے گئے تہے قیام کرے۔ اگرچہ یہ مقامات متفرق تہے تاہم اُسکی فوج کا سلسلہ قیام کچھ اِس طرح قایم کیا گیا تہا کہ معمولی ہدایت و اطلاع پر سب فوج ایک جگہ جمع ہو جائے۔ اسنے یہ حکم دیا کہ سب سے اول سوار جو اعلےٰ درجہ کے جنگجو ہیں آئیں اور اسکے بعد معمولی سپاہیوں اور سواروں کا موقع آیا۔ اسنے ہر ایک دستہ کی تعداد کو نہایت اندازہ کے ساتھ دونا کر دیا اور جو لوگ اِس فوج میں زیادہ بہادر اور فنون جنگ سے ماہر تہے اُنکو میمنہ اور میسرہ فوج پر معین کیا اور اِن اطراف کی نگرانی اور ہر قسم کی حفاظت کی اُنکو بخوبی تاکید کر دی۔ اور جو کمزور یا ادنےٰ درجہ کے سپاہی یا سوار وغیرہ تہے اُنکو قلب (وسط) فوج میں رکہا زینوفن مشہور یونانی مورخ بزرگ کے نزدیک اِس قسم کی

آراستگی اور ترتیب فوج سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ بکاوس لڑائی کے ان دونوں فنون یعنے حملہ آوری اور اپنی حفاظت کی تدابیر کے حصول کو باقاعدہ قائم رکھنے میں بہت ہی بڑا ماہر اور واقف کار شخص تھا۔ بہرحال جب اپنی فوج کی ترتیب وہ اس طرح کر چکا تو اس عظمت و شان سے مع کثیر فوج کے وہ دیوار شہر پناہ کے اوپر صف آرا ہوا اور باوجودیکہ ایک کثیر تعداد اس فوج میں اس قسم کی تھی جو بالکل غیر منتظم حالت میں تھی مگر کسی قسم کی انتظامی شکایت پائی نہ گئی اور نہ تو کسی شخص ہی کو یہ خیال تھا کہ جو بکاوس کے حکم کے مخالف ذرا بھی جنبش کر سکے اور اسکی ہدایت کے خلاف کوئی کاروائی کر سکے اور اسی طرح اس پیشین گوئی کا یہ حصہ پورا ہوا کہ وہ دربار بابل کے خلاف یکسان طور پر صف آرا ہوں گے اور ہر ایک شخص اسکے مقابل صف آرائی میں مستعد پایا گیا۔

جانب مخالف کا حال بھی اس وقت قابل ذکر ہے اور اس موقعہ کی تصویر آپ کے سامنے کھینچی ضرور ہے جو ان سامانوں سے مملو تھا جنپر اطمینان کر کے اہل بابل نہایت فراغت کے ساتھ شہر کے اندر خاموش بیٹھے ہوئے عیش و عشرت میں مصروف تھے۔ شہر کے گرداگرد ایک بڑی عریض اور عمیق خندق بنی ہوئی تھی جو پانی سے ہر وقت لبریز رہتی تھی

اس خندق پر تختے کے پل رکھے ہوئے تھے جو غنیم کے قریب شہر پہنچ جانے کے اندیشے سے اس قسم کی بنائی گئی تھی کہ ایک ذرا اشارہ پر فوراً اٹھائے جا سکتے تھے۔ دریائے فرات ایک طرف یعنے وسط شہر میں ہو کر بہتا تھا اور اسکی روانی کچھ اس طرح واقع ہوئی تھی جو شہر کی حفاظت کے بہترین وسائل قدرتی میں بھی جا سکتی تھی۔ اسکے سطح پر بڑے بڑے دروازوں کا سلسلہ نہایت ہی عجیب ہنرمندی کے ساتھ قایم کیا گیا تھا وہ اس اصول پر تھا کہ اسکو اگر کھلا بھی چھوڑ دیا جاوے تو دشمن بوجہہ دریا کے نہایت عریض اور عمیق ہونے کے بیک آسانی سے شہر میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ دیوار شہر پناہ کے جسقدر برج تھے انپر بڑے بڑے قدآور نوجوانوں کے دستے جو تیر اندازی میں اپنے زمانہ میں تمام ملک بابل میں عدیل و نظیر تھے مدافعت دشمن کے واسطے اور نیز حفاظت شہر کے لیئے ہر وقت موجود رہتے تھے اور ہر ماہ میں انکی تبدیلی ہو جایا کرتی تھی۔ چنانچہ اس وقت بھی ان برجوں پر یہ فوج موجود تھی اور گو انکی مقابلہ میں بکاوس کو ابھی تک کوئی فتحمندی حاصل ہوئی تھی تاہم چہ فرمان رب قدیر جو انکی بت پرستی اور شدید بادہ پرستی کے باعث اور تمام زناکاری کی وجہہ سے یقینی تھی۔ اسلئے اس قسم کی تدابیر میں بھی اہل بابل

کو ناکام رکھا اور کیکاؤس ایک نہایت سہل تدبیر کے عملدرآمد سے جسکا ذکر آئندہ ہوگا بلا تردد اور بغیر کسی روک ٹوک کے بیخوف و بیباک شہر اور شہر پناہ پر قابض ہوگیا یہ سب محافظ جو برجوں پر رہتے تھے ایک ایک کر کے ایرانی فوج کے ہاتھ سے مارے گئے اور انہیں سے کوئی بھی نہ بچ سکا اور بموجب اس پیشین گوئی کے کہ بابل کی تمام طاقت فوراً ہی اس لڑائی میں نیست و نابود ہو جائیگی محافظین شہر مذکور جو نہایت اعلےٰ درجہ کے اشخاص تھے بالکل پیوند خاک ہوگئے اور جو خال خال باقی رہے وہ اپنے گھروں میں روپوش ہوگئے۔

انکی طاقت بالکل سلب ہوگئی اور انکی ہمت کافور ہوگئی اور سچ تو یہ ہے کہ اس موقع پر اہل بابل نے بالکل عورتوں کی سی حالت اختیار کرلی تھی۔ یہ ظاہر ہے کہ اس زمانہ میں شہر بابل تمام دنیا کی دولت اور سرسبزی اور جاہ و حشم کا صدر اور مرکز تھا اور جسکی بڑی وجہہ یہ تھی کہ یہاں کے جبار بادشاہوں نے اطراف کی اکثر سلطنتوں کو نہایت خونریز فوجکشی کر کے تباہ کر دیا تھا اور اپنی زبردست اور متفقہ طاقت سے اپنے گرد کی تمام مشہور اقوام کی قوتوں کو توڑ دیا تھا۔ اور اسکی قوی بازو سپہ سالاروں کی دلاوری اور معرکہ آرائی کی دھاک دور دور کی ملکوں تک بیٹھی ہوئی تھی بیشمار اقوام کو بہت سے مواقع پر فرمانروایان بابل نے تھوڑے تھوڑے معرکوں میں گرفتار کر لیا تھا مگر باینہمہ جاہ و حشم و دانائی کے وہ خدائے واجب الوجود کے اس ارشاد سے بالکل غافل ہوگئے تھے جو اس موقع کی نسبت تھا کہ "تمام اقوام بابل کی مخالفت میں لوگ اسکی دیوار شہر پناہ کے چار طرف صف بستہ ہو جائینگی" اور اہل بابل کی بزدلی اور کم ہمتی کا یہ نتیجہ پہلے ہی بطور پیشین گوئی مشہور ہوگیا تھا کہ ایسا شدید اور خونریز دشمن انکی تباہی کے واسطے آنیوالا ہے کیکاؤس نے پہلے جو کسی زمانہ میں اس ملک پر چند حملے کیے تھے گو اسمیں کیکاؤس کو ناکامی ہوئی تھی مگر حال میں اس فوج کشی کی دوسری دفعہ اہل بابل خواہ وہ سرداران کو یا رعایا اور شاہ و شہریار اپنی خود فراموشی کی محیط گرداب میں یکساں طور سے ڈوبے ہوئے تھے اور ان سب میں سے جز و ہمت و حمیت اور دلیری گویا بالکل سلب ہوگئی تھی اور اس باعث انکو اپنے ملک کو غارتگری یا دشمنوں کے حملوں سے بچانے کیطرف ذرا بھی توجہ نہ تھی اور نہ انکو اسکا خیال تھا کہ ایسے خوفناک حملہ آوروں کو جس طرح ممکن ہو دیوار شہر پناہ کے متصل کسی طرح نہ جمنے دیں اور نہ انہوں نے اپنے حملہ آوروں اور محاصرین کے بھگا دینے یا مقابلہ کے واسطے شہر سے نکلکر کوئی دھاوہ یا چھاپہ مارا آخر اس حالت کا یہ انجام ہوا کہ دشمنوں نے اسکی مستحکم دیواریں گرا کر

خاک کے برابر کر دیں اور اچانک حملہ کر کے اُنہوں نے مغرور اور نہایت بدترین مخلوقات الٰہی کو نیست و نابود کر دیا۔ دشمنوں کے داخلہ تک شہر بابل کا ہر ایک دروازہ بند تہا اور سب اہل شہر اپنے اپنے گہروں میں عیش و عشرت میں مصروف تہے اور اسوقت انکی زندگی کا جو طریقہ تہا اس سے ظاہر تہا کہ اُنکو کوئی بہی مصیبت درپیش نہیں ہے اور وہ ایک ایسے اطمینان میں ہیں جو بہشت کے عیش کرنیوالوں کو حاصل ہونا یقین کرنا چاہیے۔

بظاہر انکی ایک بہت بڑی وجہہ یہ تہی کہ انکے شہر پناہ قدرتی طور پر ایک بڑے مستحکم سد دشمنکے داخلے یا انکے نقصان پہنچانے کے لیے انکی نگاہ کے سامنے ایک عجیب فرضی اعتماد اور یقین ہ لائق تہی۔ اور بس اسپر وہ کامل بہروسہ کر چکے تہے کہ اگر کیسا ہی دانا اور جنگ آزمودہ اور دلیر دشمن ہوگا اور گو اسکے ساتھ کیسی ہی کثیر اور جرّار فوج اور سامان جنگ ہو مگر وہ محصورین شہر کو کوئی نقصان پندرہ بیس برس تک نہیں پہونچا سکتا ہے۔ اسکے علاوہ رسد اس کثرت سے شہر کے اندر فراہم تہی اور موجود کر لی گئی تہی جو اور زیادہ شاہ بابل اور باشندگان شہر کے اطمینان اور بیخبری کا باعث داخلۂ دشمن کی طرف سے تہی مگر خدا ناشناس اور بت پرست اہل بابل خدا کی قدرت سے بالکل منکر اور غافل تہی اور اسکی نافرمانی اور اسکی ہستی کے انکار سے انکے دل اسقدر معمور تہے کہ اسبات کا انکو وہم بہی نہ گذرتا تہا کہ ایک قادر مطلق خدا وحدہ لاشریک کسطرح طرفۃ العین میں انکی مسلسل اور نہایت گستاخانہ نافرمانی کے باعث انکے تمام اطمینان اور انکے شہر کے استحکام اور سامانوں کو نیست و نابود کر دیگا۔ بہر حال بوجہہ ایک عام عیش پرستی اور بزدلی اور کم ہمتی کے محصورین نہ تو دیوار و نپر سے اور نہ دیوار کے سوا کسی خاص مقامات پر سے دشمن پر کوئی حملہ کرتے تہے اور نہ میدان میں مقابلہ کے لیئے شہر سے باہر نکلکر اپنی فوجیں لاتے تہے جسکا انجام یہ ہوا کہ محاصرین اور حملہ آور گروہ شہر پر قبضہ کرنے سے قریب قریب نا امید ہو گیا اور گو کیکاؤس اور اسکے ہمراہی ہر روز بہت بڑی کوشش کرتے تہے کہ اس شہر پناہ میں کسی طرح داخل ہوں لیکن انکے یہ سب منصوبے اور ارادے بیکار ہو جاتے تہے کیونکہ شہر پر قبضہ جب ہی ممکن تہا کہ یا تو بابل کی عظیم الشان شہر پناہ کا کوئی حصہ حملہ آور لوگ منہدم کر دیتے اور یا اسکی نہایت ہی مستحکم اور دبیز آہنی دروازوں میں سے کسی دروازے کو گرا دیا جاتا حالانکہ یہ دونو امر نا ممکن تہے۔ آخر کیکاؤس کے دل میں یہ خیال یقینی طور پر پیدا ہو گیا کہ محصورین کی تعداد اگرچہ زیادہ ہے لیکن بوجہہ فراہمی رسد اور بیشمار سامان خوراک وغیرہ کے انکو کوئی تکلیف نہیں

پہنچ سکتی ہے اور جب تک شہر کا اہل بابل نہ تو امان مانگینگے اور نہ باہر نکلکر میری فوج سے مقابلہ
کرینگے پس آخرکار یہ ارادہ ہو گیا کہ دو برس تک کم سے کم شہر کا محاصرہ رکھا جاوے اور میدان
آخرکار غلہ کی آمد اور نیز شہر کے رستے گویا تھمی اور لازمی قرار دیا گیا جس سے اسکے
ہمراہیوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ بابل جو دنیا کی آبادی کا مشکل ہے ایسے طویل
روک محاصرہ کے لیئے اب ضروری قرار دیا گیا ہے اور جو سراسر بے سود ہے محصورین کے
پاس چونکہ میدان اور زراعت کے کھیت شہر کے اندر بکثرت موجود تھے اور انکے علاوہ
بیس برس تک کے واسطے جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے غلہ کا ذخیرہ انہوں نے اپنی بزدلانہ چالاکی
سے شہر کے اندر ایک عرصہ سے جمع کر رکھا تھا لہذا وہ کیکاؤس کے اس محاصرہ پر ان
دیواروں سے آوازیں قہقہا پہنچتے تھے اور اسکو نہایت شوخ چشمی کے ساتھ ظرافت
آمیز پیام کہلا بھیجتے تھے اور اس اطمینان خاطر و تکبر کے ساتھ انکی زناکاری اور بت پرستی اور
دروغگوئی کو اسقدر ترقی ہو گئی تھی جسکی کوئی انتہا نہ تھی۔ ہر وقت ہر ایک باشندہ شہر
شراب نوشی میں مصروف اور عیش و عشرت میں مشغول رہتا تھا مگر آخر یہی حالت انکی عبرتناک
تباہی کا باعث ہوئی کیونکہ انکی قوت اور دلیری جو عیش پرستی اور خدا کے قہر کے باعث
سلب ہو گئی تھی پھر کسی طرح انکو نہ حاصل ہو سکی اور بابل اعظم کی تمامی ہستی ایک زمانہ میں باقی
نہ تھی کہ وہ ایک معمولی حملہ کی بھی مدافعت کر سکتا۔ اور نہ پھر اسکے قدیم آزادی اور مجہول اور فارغ
حالی سے انہیں عود کیا۔ آخرکار اس محاصرہ کو ایک بڑا زمانہ گذر گیا اور باوجود ایسے سامانوں
اور تدابیر کے کیکاؤس کو کوئی بھی نتیجہ حاصل نہیں ہوا مگر ایسی حالت کے رو بکار ہونے سے اسکا
خیال بابل کی تسخیر کی بابت کم نہیں ہوا بلکہ اسکی توجہ شہر مذکور کے قبضہ اور فتح کی جانب اور
زیادہ ہو گئی گو اس طوالت محاصرہ سے اسکو ایک سخت بیچینی اور پریشانی پیدا ہو گئی تھی آخر
بے انتہا غور و فکر کے بعد ایک عجیب تدبیر اسکے ذہن میں آئی جسمیں اسکو پوری پوری کامیابی
ہوئی یعنی اسکے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ دریاے فرات کی دہار کا رخ اسطرف سے جو
شہر کی سیدھ میں تھا دوسری طرف پھیر دیا جاوے مگر اس تجویز کی تکمیل کچھ آسان نہ تھی کیونکہ دریا
مذکور جو شہر بابل کے اندر سے نکلکر بہتا ہوا جاتا تھا اسکا ایک میل کا پاٹ تھا اور اسکی گہرائی
بعض مقامات پر کم سے کم بیس فیٹ سے زائد تھی اور اسکی ایسی حالت کے باعث اسکا دور
کے شہر پناہ سے [illegible] کہ شہر بابل کا استحکام اور اسکے باشندوں کا موجب اطمینان تھا

یا اسپر فتح نہ پا سکا بہت کچھ دار و مدار بنسبت اسکے عظیم الشان دیواروں کے دریائے فرات پر تہا
بہت زیادہ ہے آخر یہ تجویز مستحکم ہوگئی اور اسکے واسطے ہر قسم کے سامان زمین کہودنے
اور محنت مزدوری وغیرہ کے پورے طور سے فراہم ہوگئی اور جو اسطرح پر ختم ہوئی کہ بابل والونکو
ذرا بھی اسکی خبر نہوئی۔ دریا کے ایک رخ پر زمین کہود کر اسکے پانی کو ایک نالی میں پہنچا دیا
گیا اور اس نالی کو جہیل سے ملا دیا گیا جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ پانی کا بہاؤ اور اسکی دہار بالکل اپنے
اصل مقام سے ہٹکر جہاں زمین کہودی گئی تہی چلی گئی۔ اور جس جگہ پہلے بالکل عالم آب تہا وہاں
خشک زمین نظر آنے لگی یہ ایک ایسے خوش آیند اور کامیابی کی حالت کیکاؤس کے واسطے
پیدا ہوگئی تہی جس سے بڑہکر اسوقت عقل کے ذریعہ ممکن نہ تہی کیونکہ ایک بہت بڑا سطح جو ابہی
زیر آب تہا اسطرح انسانی آمد و رفت کے قابل کر دیا گیا اس کارروائی کے بعد کیکاؤس نے
اپنی فوج کے دو حصے کیے اور ہر ایک حصہ کو ان اطراف میں جہاں سے دریائے فرات شہر میں
داخل ہوتا تہا یا جس مقام سے وہ شہر کے باہر نکلتا تہا کہڑا کر دیا اب یہ وہ جگہ تہی جہاں سے پانی
ایک مناسب فاصلے تک ہٹا دیا گیا تہا اور جس سے یہ پورا اطمینان ہوگیا تہا کہ سطح دریا
سے کس طرح وہ بآسانی شہر میں داخل ہو سکتا ہے اسنے اپنی فوج کو حکم دیا کہ وہ دریا میں اس
مقام کو جہاں پایاب ہو تلاش کریں چنانچہ ایک مقام پر پانی بالکل باقی نہ رہا تہا وہاں سے
اسنے اپنی فوج کو شہر میں چپ چاپ داخل ہونے کا حکم دیا اسوقت رات تہی اور دروازے
دریا کی طرف بالکل کہلے ہوئے تہے گویا اسنے بہ رستہ دریا کو ہٹاکر فوج کے واسطے بالکل ایک
سڑک کے مشابہ کر لیا تہا چنانچہ کیکاؤس کی مذکورہ حکم کی تعمیل نہایت خوبی سے کی گئی اور فوج نے
نہایت انتظام اور شائستگی کے ساتھ شہر کی طرف کوچ کر دیا ایک اور امر قابل ذکر ہے کہ دریا کی
دہار بدل جانے سے شہر کے ایک بڑے حصہ میں طغیانی اور دریا کی موجزنی کا سلسلہ اسوقت
سے شروع ہوگیا گو اہل شہر کو اس سے بیخبری تہی۔ اسمیں شک نہیں ہے کہ اس حیرتناک اور اہم
تجویز کی تکمیل کیکاؤس کی اعلےٰ درجہ کی دانائی اور اسکی نہایت منتظمانہ عقل اور ماہر فن جنگ
ہونیکی مثال پیش کرتی ہے خلاصہ یہ کہ روانگی سے قبل کیکاؤس نے ہر ایک ایرانی کپتان
کو جسکی ماتحتی میں خواہ سوار یا پیدل ہوں ایک ایک ہزار آدمی رہتے یہ حکم نافذ کر دیا تہا کہ ہر ایک
افسر اپنی آنکہوں کے سامنے دو دو گروہ کے ایک سلسلے میں بادشاہ کی ہدایت کے بموجب اپنے ماتحت
سپاہیوں کو شہر کے اندر پہونچانے [illegible] انکو یہ ہدایت کی گئی تہی ہر ایک شخص نے اپنے وقت [illegible]

اندازہ اور اپنے درجہ اور حالت کے مطابق اسکے حکم کی تعمیل کی مگر یہ سب کارروائی چور کی طرح نہایت خفیہ طور سے ایک رات میں ختم ہو گئی اور ایک خاص وقت تک اہل بابل کے خلاف کوئی کارروائی بالنقصان فوج نے اپنے داخلہ کے دوران میں نہیں کیا تھا کیونکہ اگر کیکاؤس کے اِس ارادہ کی ذرا بھی خبر اہل شہر کو کسی طرح ہو جاتی تو جو دروازے دریا کے طرف شہر پناہ کے کھلے ہوئے تھے وہ اہل شہر فوراً بند کر دیتے جس سے خود کیکاؤس اور اسکی فوج تباہی اور مصیبت میں گھر جاتی اور خواہ مخواہ نیست و نابود ہو جاتی۔ مگر تقدیر الٰہی اور حکم ایزد قدیر اِس طرح نافذ ہو چکا تھا کہ شہر بابل تباہ ہو جاوے اور اسکے باشندے اپنی شدت کفر اور زناکاری اور فسق و فجور کے باعث نہایت بیخبری میں قتل و غارت کر دیے جائیں پس جس روز یہ فوج شہر میں داخل ہوئی اس رات اہل بابل کے یہاں کوئی مذہبی تیوہار منایا جاتا تھا اور تمام شہر کے باشندے اپنے مذہبی مراسم کے ادا کرنے میں بڑے جوش و خروش سے مصروف تھے انکو دشمن کے داخلے کا نہ کوئی خوف اور نہ کوئی وہم و گمان تھا اور نہ اسکے دفعیہ کی کوئی فکر تھی یہاں تک کہ ایسا زبردست دشمن کس طرح بلا روک اور بغیر کسی مزاحمت غیر معمولی اور مقابلے اور بغیر کسی طرح کی خونریزی کی دڑاتا ہوا شہر میں داخل ہو گیا۔ اور یہ سب اسلئے ہوا تاکہ انکو معلوم ہو کہ اپنی بربادی کی بابت جس پیشین گوئی کو وہ بالکل غلط سمجھے ہوئے تھے وہ ضرور پوری ہونیوالی تھی۔ بہرحال کیکاؤس کی فوج اِس حال میں نہایت دلیری کے ساتھ شہر کی سڑکوں پر پہنچ گئی اور بادشاہ مذکور کو یہ حال مخبروں کے ذریعہ معلوم ہو گیا کہ تمام شہر کے مکانات کے دروازے کھجور کی لکڑی کے تھے اور ان پر روغن نفت (رال) کی وارنش چمک کے واسطے کیگئی تھی جو نہایت آسانی کے ساتھ روغنی فلیتوں اور اِسی قسم کی مختلف آتشناک مادوں سے جنہیں کیکاؤس اپنے ہمراہ لیگیا تھا جلا دی جا سکتی ہیں۔ بہرحال جسوقت اِس داخلہ کیکاؤس کی خبر جو بالکل ایک معمے کی مانند تھے شہر میں مشہور ہوئی جس سے زیادہ عجیب تر کوئی بات اہل بابل کے واسطے نہیں ہو سکتی تھی تو ایک عجیب تزلزل اور تہلکہ شہر میں برپا ہو گیا اور ہر طرف سے ایک دوسرے مقام کو شہر میں اطلاع دینے کے واسطے قاصد دوڑنے لگے۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ شہر کے باہمی کناروں کا فاصلہ آٹھ میل سے زیادہ تھا پس ہر ایک شخص دوڑتا پھرتا تھا اور ایک دوسرے کو دشمن کے اِسطرح اچانک شہر میں داخل ہو جانے کی خبر کہتا اور سنتا تھا اور پوچھتا تھا۔ ہیروڈوٹس مورخ یونانی وہاں کے باشندوں

ایک سینہ بہ سینہ روایت بیان کرتا ہے کہ جب دارن کیکاؤس بابل میں داخل ہوا ہے اور اسنے شہر کو برباد کیا ہے لوگ بوجہہ ایک مذہبی تیوہار کے اُس روز راگ رنگ اور ناچ اور لہو ولعب کے مختلف قسم کے جلسوں میں مصروف تھے اور وہ لوگ جو انتہائے شہر پر بستے تھے بہ نسبت اُن لوگوں کے جو وسط شہر میں مقیم تھے بہت زیادہ دشمن کے قابو میں آ گئے تھے کیونکہ وسط بابل کے لوگ غنیم کے داخلہ سے بہت جلد آگاہ ہو گئے تھے اور گو یہ بات ذرا کم قابل وثوق ہے جیسا کہ فیلسوف دانا ارسطاطالیس نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ دیوار کی سدراہ ہونے کی باعث دشمن کے داخلہ کی خبر شہر کے بعض مقامات میں تیسرے روز پہنچی تھی تاہم اِس ایک اعلےٰ درجہ کی فلسفی اور اکمل ترین دانشمندان روزگار اور ایک مسلمہ محقق و مورخ قدیم نے جو کچھ اِس واقعہ کی نسبت لکھا ہے۔ وہ کبھی بغیر غایت درجہ تحقیق کے نہ لکھا ہوگا اِسوقت تک باہر سے کوئی خبر ان لوگونکو نہیں پہنچی تھی اور نہ یہ امر ظاہر ہوا تھا کہ دشمن شہر میں داخل ہو گیا ہے اور نہ شہر پناہ کا کوئی دروازہ کھولا گیا تھا اور نہ ایک اینٹ اِسکی گری تھی مگر باایں ہمہ کیکاؤس کو اپنے منصوبہ کی تکمیل کا نہایت ہی کافی موقع مل گیا تھا۔

سچ تو یوں ہے کہ اِس عظیم مذہبی سالانہ تیوہار نے جو اِس شب کو بابل میں منایا جا رہا تھا بادشاہ مذکور کو شہر بابل میں اپنی فوج کے کامل طور سے فراہم اور داخل کرنے میں بے روک مدد پہنچائی تھی۔ کیونکہ اِس رات میں عام طور سے کوئی بھی نگرانی کا انتظام شہر میں کسی طرف نہ تھا اور نہ خاص طور سے شہر پناہ کی دیواروں کی حفاظت کا نگہبانونکو خیال تھا اُن لوگوں میں سے جو شہر پناہ کے پاسبان تھے اکثر خواب نوشیں میں مصروف تھے اور بعض شراب نوشی اور عیاشی میں اپنا وقت کاٹ رہے تھے غرض کہ اسطرح شہر پناہ کے نگہبانونپر کیا منحصر ہے تمام شہر کے باشندوں میں ایک عام طوفان بے تمیزی برپا تھا۔

ایرانیوں نے جو شہر میں بلا کسی روک اور بغیر کسی مقابلہ کے داخل ہو گئے تھے شہر کے اندر اپنے راستے کے طے کرنے میں بعض باشندگان شہر کو قتل کرنا شروع کر دیا تھا۔ اِس حال کو دیکھکر بہت سے لوگ اُن لوگوں کو جو شراب پیئے ہوئے گلی کوچوں میں بدمست اور مدہوش پڑے ہوئے تھے یا دشمنوں کے آنے سے بیخبر تھے اِطلاع دیتے اور انکو ساتھ لیتے ہوئے اِن تنگ راستوں کی طرف بھاگنے لگے جو برج ایوان شاہی کہ بطور قلعہ تھا گئے تھے اور

وہاں سے ایوان کے اندر گھسنے لگے۔ اس عرصہ میں چند قاصدوں نے دوڑ کر بادشاہ بابل کو جو اسوقت محل مذکور میں بے غل و غش عیش و عشرت میں مصروف تھا یہ نہایت ہی عجیب اور ہولناک خبر سنائی کہ دشمن شہر کے اندر بلا روک ٹوک اور بغیر کسی قسم کے خونریزی کے داخل ہو گیا اور اسنے پورے طور سے شہر پر قبضہ کر لیا۔

اس خبر سے ایوان شاہی میں ایک عجیب تزلزل پیدا ہو گیا۔ اور بادشاہ کی سراسیمگی کی کچھ انتہا نہ تھی۔ بہر حال اسوقت جو کچھ انتظام ممکن تھا وہ پیدا کیا گیا اور جہانتک جلد ہو سکا محل شاہی کے دروازے جو نہایت مستحکم اور نہایت با اصول فن انجنیری کے بموجب بنائے گئے تھے فوراً بند کر دیئے گئے مگر اس کارروائی کا کوئی نتیجہ نہیں ہوا کیونکہ جو پاسبان ان دروازوں پر متعین تھے وہ شراب کے نشے میں اسقدر مدہوش تھے کہ ایرانی فوج انکے قریب پہنچ گئی اور انکو ایک دم میں کھیرے ککڑی کی طرح کاٹ کر ڈالدیا۔ اسوقت جو ہنگامہ نائے و نوش اور بزم عشرت و سرور محل شاہی میں قائم تھے اور غلغلہ شادکامی اور نعرہ کوہ شکن اور شور مدہوشی بڑی بیخبری کے ساتھ بلند تھا وہ بالکل بند ہو گیا اور حملہ آوروں کی شور و غل نے ان لوگوں کے کان گونگ کر دیئے جو محل کے اندر مقیم تھے اور اسوقت عیش و طرب میں مصروف تھے اور روشنی کے ایک بڑے احاطہ سے انکو یہ امر معلوم ہو گیا کہ دشمن اس محل کے گرد پہنچ گیا ہے اور نہایت سختی اور تیزی کے ساتھ مکان شاہی منہدم کیا جا رہا ہے اور گو اسکو اسبات کی خبر نہ تھی کہ دشمن وسط شہر بابل میں اسوقت نہایت قوت اور استقلال کے ساتھ موجود ہے تاہم شاہ بابل نے یہ حکم دیا کہ دشمن کس طرح شہر میں اس بیباکی کے ساتھ درانہ بلا دردسر گھس آئے اسکی تحقیقات کریں اور نیز ان محافظین سے یہ وجہ دریافت کیجائے کہ شہر کے دروازے خاص کر وہ دروازے جو دریا کی طرف تھے کس وجہ سے نہ بند کیے گئے مگر اسکا یہ دریافت کرنا فضول تھا کیونکہ وقت گذر چکا تھا اور ایرانی حملہ آوروں کی آوازوں سے تمام ایوان میں ایک کھلبلی مچی ہوئی تھی اور قتل و غارت کا چاروں طرف ایک ہنگامہ برپا تھا بہر حال اس عرصہ میں چند خاص منتظم حکام بابل محل شاہی کی طرف پہنچ گئے اور انہوں نے وہ سب قصہ مفصل بیان کیا کہ کس طرح فرات کے دہار کو غنیم نے پلٹ دیا اور وہ بیٹھے کیا گو اس حالت بیخبری میں اتنے بڑے لشکر کے ساتھ بلا روک ٹوک شہر میں داخل ہو گیا جس سے شاہ بابل کو یہ کامل طور سے یقین ہو گیا کہ اب اسکا آخری وقت ہے اور وہ اور اسکے

ملازم دشمنوں کے ہاتھ سے طرفۃ العین میں ملیامیٹ و نابود ہوجاینگے - خدا نے اسکی اولاد بخت نصر کی حکومت کا زمانہ ختم کردیا ہے اور اب وہ گورنمنٹ ایران اور میڈیا کے حکمرانوں میں تقسیم ہوجائے گی اور آج کی رات کے تیوہار نے بابل کے شہزادوں اور عمایدین اور تمام حکام اور سرداران فوج کی زندگی کو ہمیشہ کے واسطے مٹا دیا اور شراب نوشی کا شغل جو مدہوشی اور بالکل خدا فراموشی کا مجموعہ تھا وہ اب ایسے خواب میں اُن لوگونکو مشغول کردیگا کہ وہ کبھی نہ چونکینگے نہ بیدار ہونگے

مورخ لکھتا ہے کہ کیکاؤس نے ایوان شاہی میں داخل ہونے سے پہلے اپنی جنگجوؤں کو یہ حکم دیا تھا کہ تم لوگ اپنے ہتھیاروں سے ہشیار رہنا اور دیوتاؤں کی پرستش کرنے والونکا ایک دم قتل کرڈالنا میں تمکو نہایت تاکید کے ساتھ بیل دیا بلیوں کا بت زیرک کے توڑ ڈالنے پر مامور کرتا ہوں

دیکھو اور سمجھو اے گنڈا تھیاڑ اور گوبریاس ہمکو تم محل تک پہنچنے کا رستہ بتاؤ کیونکہ تم اسکے راستے کو بخوبی جانتے ہو اور سب سے پہلے ہمکو ایوان شاہی میں داخل ہونیکی کوشش کرنی چاہیے گوبریاس ابتدا میں شاہ بابل کا ایک نہایت دلیر اور جنگجو غلام تھا جو کسی قصور پر اسکے پاس سے بھاگ کر کیکاؤس کے پاس چلا آیا تھا اور کیکاؤس تو لیسے ہو قع کی تاک میں تھا اسنے غلام مذکور کی بہت عزت و توقیر اور خاطرداری کی اور نہایت احترام کے ساتھ اسکو اپنی فوج میں ایک نہایت معزز عہدہ دیدیا تھا - اسمیں شک نہیں ہے کہ کیکاؤس کو شہر بابل کی فتح میں اس غلام سے بہت بڑی مدد ملی تھی - بہرحال گوبریاس اس ارادہ کیکاؤس اور اسکی اس خیال ضروری کے پورا کرنے کی غرض سے اور نیز یہ سوچکر کہ آج کی رات جبکہ حسب قاعدہ شہر کے لوگ بالکل شراب کے نشہ میں مدہوش ہونگے اور ایوان شاہی کے دروازے بھی کھلے ہوئے ہونگے محل پر بخوبی قبضہ کرلینا چاہیے ایوان شاہی کی طرف روانہ ہوا اگر اسکی یہ کوشش عبث ٹھہری کیونکہ اسکے پہنچنے تک یہاں خاتمہ ہوچکا تھا کیونکہ بعض مورخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ جب شاہ بابل کو دشمنوں کے داخلہ کی خبر بخوبی دریافت ہوگئی اور اسکو یہ معلوم ہوگیا کہ اب سلطنت کا بالکل خاتمہ ہوگیا ہے تو اسنے مع اپنے اکثر امرا اور تمام خاندان کے خودکشی کرلی تھی اور اسکے خون کا ایک دریا محل میں بہنے لگا تھا - بہرحال کیکاؤس کسی نہ کسی طرح محل شاہی میں داخل ہوگیا بعض مورخین کے نزدیک اس کے سپاہیوں اور اسکے فوج کے ہاتھ سے ایوان شاہی میں قتل عام ہوا اور مقتولین علاوہ معمولی باشندگان ایوان کی خود شاہ بابل اور اس کے

سب وزرا اور عمائد سلطنت شامل تھے یہ سب کے سب مارے گئے۔ اور بخت نصر کے قدیمی محل پر شہنشاہ ایران کیکاؤس کا جھنڈا لہرانے لگا۔ اسکے بعد کیکاؤس نے سواروں کے ایک دستہ کو شہر کی سڑکوں کی طرف روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ بابل کے باشندوں میں سے جس شخص کو باہر جاتا ہوا دیکھو فوراً قتل کر ڈالو اور نیز ایک حکمنامہ کالدی زبان میں انکے شایع کرادیا تہا کہ جو لوگ اپنے گھروں میں بیٹھے رہینگے۔ انکو شہنشاہ ایران کی طرف سے امان دیگئی ہے مگر جو شخص باہر سڑک یا گلی کوچے میں پایا جائے گا وہ فوراً قتل کر دیا جائیگا بالآخر جب کیکاؤس کو شہر پر بخوبی تسلط ہوگیا تو اُسنے بڑے شان وشکوہ اور جاہ وحشم سے اپنے کل سواران ہمراہی کو جو اس لڑائی میں شریک تھے اہل بابل کی نگاہوں کے سامنے اپنی قوت کے اظہار کے واسطے وسط شہر میں نمایاں کیا۔ ان سواروں میں چار ہزار بطور پاسبانوں کی ایوان شاہی کے سامنے کھڑے کیے گئے اور دو دو ہزار سوار محل کی چار طرف سے ایستادہ ہوئے اور دو ہزار کیکاؤس کی خاص ہمراہی میں تھے جبکہ اسنے اپنی کل فوج کی پریڈ ملاحظہ کی تہی اسوقت اسقدر سوار اسکے ہمراہ تھے انکی چار دستوں میں تقسیم کیگئی تہی جنمیں دس دس ہزار آدمی تھے اور جو میڈیا یا آرمینیا یا کپا دوشیا۔ اور سیکہا کے بڑے دلیر اور جنگجو باشندے تھے انکے علاوہ مختلف ریاستوں کے سواران لشکر علیحدہ تھے۔ ہیرو ڈوٹس کے نزدیک جسوقت کیکاؤس نے بعد قبضہ بابل کے اپنی فوج کا جائزہ لیا ہے تو اسکی تعداد حسب ذیل تہی ایک لاکھ بتیس ہزار سوار دو لاکھ جرٹ سوار اور چھ لاکھ پیدل تھے۔ اس کارروائی کے بعد کیکاؤس نے اس خفیہ خزانے کی تلاش کی جو بابل میں صدہا برس سے محفوظ چلا آتا تہا اور جسمیں زر وجواہر اور دولت بیقیاس موجود تہی اور آخر چند امرائے بابل کی اعانت سے اس خزانہ پر کیکاؤس کو قبضہ حاصل ہوا اور باوجود اس امر کے کہ اسمیں سے ایک بڑے مقدار لشکر کو بطور انعام تقسیم کر دی گئی اسقدر کثیر زر ومال بچ رہا تہا جو سلطنت ایران میں خسرو پرویز کے عہد تک موجود رہا اور جو ایران کی بڑی قوت اور استحکام اور خوشنمائے اور سرسبزی کا باعث تہا۔

بظاہر سلطنت اور شہر بابل کے استحکام سے کسی دشمن کی یہ طاقت ومجال نہ تہی کہ اسپر قبضہ کر لیتا اور نہ کسی انسانی قوت سے یہ ممکن تہا کہ اسکو فتح کر لیتا مگر یہ آسانی یہ شہر اور ملک اُس شخص کا شکار ہوگیا جسکی نسبت یہ کہا گیا تہا کہ وہ خاص ملازم یا خادم یا مخصوص بندہ خدا ہے اور اسنے بنیاد دیہہ اور بموجب اُس تمام مجموعہ پیشین گوئی کی جو انبیائے سابق کی معرفت

ہوئی تہیں کہ (بابل کا زوال ایک روز ضرور شدنی ہے) بالکل شہر مذکور نیست و نابود ہوگیا
اور تاکہ انسان کو یہ امر بخوبی ثابت ہوجائے کہ خدا ہر ایک امر پر قادر ہے اور اس بات کو وہ
بخوبی دیکھ سکے کہ جس چیز کی بابت خدا حکم فرماتا ہے اسکا ایک ثبوت صداقت یہ ہے کہ
بہ خلاف شہر و حکومت بابل الہامی احکام سابقہ میں بابل کے واسطے جو کچھ کہا گیا تہا وہ کس طرح
تمام و کمال پورا ہوا۔ اور نہایت ہی معمولی زمانہ میں اس شہر کے حالت ایسی ہوگئی جو بالکل عبرتناک
اور حیرت انگیز ہے۔

انسان کو غور کرنا چاہیئے کہ ایک زمانہ میں وہی کیکاؤس تہا جو بہت دنوں سے بابل کی فتح
کرنے کی آرزو رکہتا اور کئی بار اسپر حملہ کرچکا تہا اور پہر ایک بڑے گروہ انسانی کے مجموعہ کے
ساتہ جو ہر طرح جنگ کی غرض سے اسکی ہمراہی پہ آمادہ تہا دیرس سے بابل کی دیوار
شہرپناہ کے باہر اسکا محاصرہ کیئے پڑا ہوا تہا اور جسکا صرف ایک عرصہ تک یہی مشغلہ رہا
کہ مایوسی کے ساتہ باہر کی طرف سے بابل کی دیواروں کو دیکہتا رہے اور کچہ بہی اسلوب فتح
وغیرہ کا اس سے انجام نہ پائے اور آخر حالت محاصرہ سے اسکی پریشانی اس انجام پر
پہنچ جائے کہ بوجہ کمیابی رسد و قحط غذا کے اسکی فتح سے ناامید ہوجائے مگر جبکہ حکم الہی
پورا ہونے کا وقت آیا اور جو کچہ پیشین گوئی کا زمانہ اسکی بابت تہا قریب پہنچا تو یہ انجام ہوا
کہ وہی کیکاؤس مکمل طور پر بابل پر قبضہ کرنے کے بعد اسکی نہایت پوشیدہ عظیم خزانوں
اور دفینوں سے تمام و کمال واقف ہوگیا اور جسقدر اسرار اور حالات خزاین مذکور پر قبضہ
کرنے کے وسائل اور ذرائع کے تہے اُنپر کیکاؤس کو کامل تسلط اور اقتدار حاصل ہوگیا۔
پس اسکی وجہہ یہی تہی کہ خدائے بنی اسرائیل یعنے خداوند عالم و عالمیاں نے اسکو اسکے کام کے
متعلق مامور ہونیکے واسطے سابق سے ارشاد فرمادیا تہا اور جب یہ معینہ وقت قریب آگیا
کہ یہودیوں پر جو ظلم کیا گیا تہا اسکا انتقام لیا جائے اور ایک ایسے شخص کی قوت کو جسنے
انپر ظلم کیا تہا بالکل توڑ دیا جائے تو بابل کس طرح ذلیل کرکے فتح کیا گیا اور جسنے اسکی تسخیر
کی تہی یعنے کیکاؤس کیانی نے اُن یہودیوں کو بابل والوں کے دست ظلم سے بہی کامل
نجات بخشی۔

پس اہل البصیرت یہ اندازہ کرسکتے ہیں کہ ابتدا میں کیکاؤس کی کچہ ہستی نہ تہی مگر صرف اسکو
حسب افضال اور رحمت الہی نے تحریک کی تو اُسنے اول ایک مختصر ایرانی فوج کو جمع کیا اور

اور پھر اسکے ذریعہ وہ نہ صرف میڈیا والوں اور اہل ایران کی سلطنت کو متحد کر دینے میں کامیاب ہوا بلکہ ایسے زمانہ میں اہل ہرکینیا نے جو بطور مجاہدین کے اپنی خدمات نہایت کثیر تعداد میں اسکی نذر کی تھی اسکی اطاعت اور جان نثاری کے لیئے پوری فرمانبرداری کا اظہار کیا اور پھر بتدریج اسنے اہل ہیریا اور ساکنان اسیریا۔ اور فرغیہ اور نیز میڈیا۔ کاریا۔ فنیشیا والوں کو بھی نہایت ہی تھوڑے زمانہ میں مغلوب کرکے اپنا مطیع و منقاد بنالیا۔

اور آخر یہانتک اسکے اقبال اور سلطنت کو وسعت ہوئی کہ بخارا و بلخ (بیکٹریا) اور علی ہذا ساشیا۔ ٹیفیلیگونیا اور ہیرا نڈینیا اور انکے علاوہ مختلف اقوام پر نہایت شوکت و اقتدار کے ساتھ حکومت کی اور اسکے بعد اس عنوان پر جیسا کہ اکثر مشہور قطعات ایشیا اور سلطنت ہیریا اور بابل پر اسکو تسلط حاصل ہوچکا تھا اسنے یونان اور سائرس اور مصر کو بھی اپنے قبضۂ اقتدار میں داخل کر لیا تھا۔

## شہنشاہ کیکاؤس ایرانی کے عام اوصاف زندگی

شہنشاہ کیکاؤس کی عام حالات زندگی میں مورخین نے لکھا ہے کہ وہ ایک نہایت ہی سخی انسان تھا اور اسکو دیگر سلاطین زمانہ کی طرح یہ ظاہر مال و دولت دنیا کی خاص طور پر جمع کرنے کی ہرگز طمع نہتھی۔ زینوفن مورخ لکھتا ہے کہ کیکاؤس ایرانی ایک نہایت دانشمند اور سنجیدگی اور رحم اور ہر قسم کے اعلےٰ درجہ کی شاہی اوصاف اور حکیمانہ قابلیتوں کا مجموعہ اور نمونہ تھا۔ یہ ایک مشہور بات ہے کہ نسبت اسکی دولتمندی اور حشمت و تمول کے اسکی عالی حوصلگی سیر چشمی اور مناسب فیاضی بہت مشہور ہوئی تھی اور اسکو ہر وقت عام طور سے لوگوں کو نفع پہنچانے اور ہر قسم کے مصیبت رسیدہ اشخاص کے ساتھ ہمدردی کرنے اور انکی دکھ درد میں شریک ہونے اور ایک نہایت دلاویز انکسار اور عاجزی ظاہر کرنے کے اور کوئی شغل اپنی نہایت تابان اور درخشان سطح زندگانی کے واسطے بہت کم نظر آتا ہے حالانکہ اسکے پاس علاوہ اسکے خاص معمولی ثروت و دولت کے کہ سیسیں اور ہیریا اور سلطنت بزرگ بابل کے عظیم خزائن و دفائن موجود تھے اور نیز

سلہ مورخین قدیم استرالو۔ ہیرو ڈوٹس اور زینوفن وغیرہ کا اس تحقیق پر اتفاق ہے کہ بابل اور تمام اسیریا کی بربادی سے پیشتر تقریباً ایکسو ساٹھ برس قبل حضرت اشعیا نے بابل کے زوال کی بابت پیشین گوئی کی تھی مگر بموجب قول جوزیفس مورخ کے یہ پیشین گوئی حضرت اشعیا نے بابل کے زوال سے دوسو دس برس قبل کی تھی۔ اور کیکاؤس نے بابل پر سنہ عیسوی سے ۵۳۸ برس پیشتر یہ فتح حاصل کی تھی۔

اسکو کامل اقتدار اور قبضہ حاصل تہا۔

اسکا عام خیال یہہ تہا کہ اسکی دولت ذاتی ضرورتوں کی نسبت عزیزوں اور اپنے ماتحت سرداروں اور دوستوں کی رفع حاجات وضروریات کے واسطے زیادہ موزوں ہے اور چنانچہ اسی خیال پر اسنے اپنی دولت ومال کا بہت بڑا حصہ ایسے اشخاص کی ہمدردی اور رفع حاجات میں بتدریج صرف کردیا تہا اور اسی کے باعث اہل میڈیا کا یہ خیال تہا کہ انہوں نے اپنی اور اپنے سرداروں اور تمام معزز اور ہر طبقہ کے خورد وبزرگ اشخاص کی جانیں کیکاؤس کے اختیار میں دیدی تہیں کہ اگر اسکا اشارہ ہو تو ایک پل میں انکو قربان کردیں۔ گویا اسکے لمحی اور فوری فرمان پر اپنے جانوں کو یہہ لوگ صرف اسکی خوشی کے لئے نیست ونابود کرنے پر آمادہ ہوجاتے تہے۔

ایک ادنے مثال اسکی سیر چشمی اور عالی حوصلگی کی یہ ہے کہ جسوقت گوبرباس جو ایک بڑا اسیرین گورنر اور بابل کا لیڈر یا میں گویا ایک نمودار سردار تہا اور جو دراصل شاہ بابل کا نفس ناطقہ اور خاص رفیق تہا اور سچ پوچھیے تو یہی شخص اسوقت سلطنت بابل کو سنبہالے ہوئے تہا۔ اپنی گورنمنٹ سے باغی ہوگیا جسکی وجہہ کی نسبت مورخین نے اختلاف کیا ہے مگر ایک مسلم سبب یہ بیان کیاجاتا ہے کہ شاہ بابل نے اپنی فطرتی ظالمانہ طبیعت اور نہایت سفاکانہ مغلوب الغضبی کو کام فرماکر شدید ظلم اور بیرحمی سے اسکے اکلوتے بیٹے کو قتل کرڈالا تہا۔ پس اس صدمے اور ایک نہایت اندوہناک حادثہ سے سردار مذکور ناراض ہوکر کیکاؤس سے ملجانے پر آمادہ ہوا تو کیکاؤس نے نہایت اعزاز واحترام کے ساتہہ استقبال کرکے اسکو اپنے لشکر میں اتارا اور بعد فتح وتسخیر وخونریزی بابل اسکی نہایت عظیم الشان لشکر میں جسقدر مہر کینے اور میڈیا والے تہے اور نہایت ذی عزت اور عالی ہمت ایرانیوں کے سامنے اسنے یہ درخواست بطور اپیل پیش کی کہ بابل کے مندروں اور تمام سرزمین بابل سے جسقدر مال ودولت لوٹ میں انکے ہاتہہ آئی ہے وہ ایک بڑی مقدار میں تقسیم کرکے زیادہ حصہ گوبرباس کو دیدیں اور اسکے رفقائے ہمراہی اور تمام لشکر کو ہر طرح کا آرام اور آسایش پہنچائیں۔ اس حکم کی نوعیت جسقدر انسانیت اور مردم شناسی سے مملو تہی اسکی تصدیق اس امر سے ہوتی ہے کہ جیسے ہی یہ الفاظ کیکاؤس کی زبان سے نکلے تمام لشکر

بقیہ صفحہ ۳۶ جوزیفس مورخ کہتا ہے کہ جب پیشین گوئی زوالی اور بربادی بابل کی بابت حضرت اشعیا نے کی تہی اسکا زمانہ سنہ عیسوی سے ۷۰۰ برس پہلے تہا مگر ہیروڈوٹس مورخ اسکے زوال کے دو سو پچاس برس بعد یعنے ۳۰۰ برس قبل سنہ عیسوی کے پیدا ہوا تہا اور زنیوفن ساڑہے تین سو برس بعد اس پیشین گوئی یعنے ۳۴۹ برس قبل سنہ عیسوی کے پیدا ہوا تہا

ایران بلکہ دوست و دشمن میں عام طور سے نہایت شاباش اور آفریں کا غلغلہ مچگیا اور بغیر کسی قسم کی تامل اور اختلاف کے اُن لوگوں نے فوراً اپنی نہایت بہادر اور عالی ہمت بادشاہ کے احکام کی تعمیل کی۔

بعض مورخین کہتے ہیں کہ یہ واقعہ فتح بابل سے قبل کا ہے یعنے جسوقت گوبر یاس مع اپنی متعلقہ فوج کے لشکر ایران میں آکر شامل ہوا ہے تو کیکاؤس نے یہ حکم اپنی فوج کو نافذ کر دیا تھا کہ جہاں تک انسانی طاقت میں ممکن ہے گوبریاس کی خاطر تواضع کیجائے اور تم لوگ اِسبات کا وعدہ میرے سامنے کر لو کہ تسخیر و فتح بابل کے بعد دیوتاؤں کے مندر سے جسقدر لوٹ حاصل ہو وہ گوبریاس کو دیدی جائے گی چنانچہ اِن احکام کی بخوبی تعمیل کی گئی اور بعد فتح اسیریا اہل ایران وغیرہ نے اِس حکم کیکاؤس پر یہانتک رضامندی ظاہر کی کہ ایک سردار اور امیر ایرانی نے گوبریاس کو متوجہ کر کے کہا کہ جو کچھ ہمارے شہنشاہ نے حکم دیا ہے وہ نہایت ہمدردی سے لبریز ہے اور ہم جب تک ہمارے اختیار میں ہماری جان ہے بلاشک ایسا ہی کرینگے اور مناسب فرمان کی بدل و جان تعمیل کرینگے اور اے گوبریاس تو ہماری نسبت یہ خیال کرتا ہوگا کہ ہم اہل ایران بالکل محتاج ہیں کیونکہ ہم لوگ اپنی ملک سے سکہ ہائے طلائی یعنے اشرفیوں کے بوجھ سے لدے ہوئے نہیں آئے ہیں مناسب اور شراب نوشی اور معتدل عیش و مسرت اور شادکامی کچھ طلائی جام و پیالہ پر منحصر نہیں ہے اگر اس سے سرخوش اور تفریح منظور ہو تو مٹی کے پیالوں میں بھی ممکن ہے اور یہ بھی تجکو سمجھ لینا چاہیئے کہ ہمارے یہاں کے دانشمندوں کا قول ہے کہ انسان روپیہ سے عالی ہمت اور مستحکم نہیں ہو سکتا بلکہ عقل اور استحکام قلب سے ایسا لازوال فائدہ اُسکو پہنچتا ہے جو لازوال ہوتا ہے اور صرف دولتمندی سے انسان کو کوئی وقعت نہیں حاصل ہوتی ہے بلکہ اُسکو اپنی دلی قوت میں اِس قسم کی خاصیت جس سے عام کو آسایش ہو فیاضی اور ہمدردی کے واسطے پیدا کرنی چاہیئے۔

چنانچہ کیکاؤس اور تمام سرداران ایران کی اِسقدر خاطرداری اور ایسی عجیب طریقہ تالیف اور انسانیت کے ساتھ پیش آنیسے گوبریاس کو ایک عجیب مشکل پیش آئی کیونکہ اگرچہ وہ نہایت بخشندہ تھا اور اِسکی بادشاہ نے شدید ظلم اور سفاکی کے ساتھ اِسکے اکلوتے بیٹے کو نہایت بیرحمی سے اِسکی آنکھوں کے سامنے قتل کرا دیا تھا مگر اِسکے انتقام اور مواخذہ میں یہ امر اسکا قلب کسی طرح گوارا نہ کرتا تھا اور اسکی نفس کو یہ امر نہایت دشوار معلوم ہوتا تھا کہ وہ بالکل سلطنت بابل کا دشمن ہو جائے

جہاں اسکے بزرگوں اور آبا و اجداد نے عزت اور نام اور ثروت اور دولت حاصل کی تھی
اور اسکا ارادہ کسی طرح اسپر قایم تھوڑا تھا کہ اپنے بادشاہ سے نمک حرامی پر کمر باندہ کر اپنے
ملک و کشور کی خرابی اور تباہی میں کوشش کرے اور اس خاندان کے استیصال میں سرگرم
اور مصروف ہو جسکے نمک اور بایدہ احسان سے اسکی بہت سی پشتیں پرورش پا چکی تہیں
اور جہان سے اسکو اسقدر عزت اور ثروت اور بلند نامی حاصل ہوئی کہ ایک غلامی کی حیثیت بتدریج
ترقی کرکے وہ اہل کالدیا کا ایک بہت بڑا سرغنہ اور سلطنت بابل کا ایک زبردست مشیر بنایا
گیا تہا۔ مگر اسکا پس و پیش بے سود تہا کیونکہ آخر کیکاؤس کی فیاضی اور بیدریغ عطا نے
اسکے خیالات کو خاندان فرمانرواے بابل سے بالکل بدلدیا اور آخر جب کہ شاہ بابل کے محل پر غنیم کا
قبضہ ہوا ہے تو یہی پہلا شخص تہا جسنے دشمن کو وہانتک جانے کا خفیہ رہستہ بتایا اور محلات
شاہی پر قابض کرا دیا اور بموجب منشاء ایبروی کے کہ جو نہایت صحیح اور اعلے درجہ کے فیصلونکا
سرچشمہ ہے اسکا ہاتہ ان لوگوں کے بیدریغ قتل میں شریک ہو جنہوں نے اسکے فرزند کا
خون بہایا تہا۔

موجودگی ایک نہایت ہی زرکار اور درخشان مرقع پیشین گوئی کے جو سلطنت کالدیا اور
بابل کے تسخیر و قبضہ کیکاؤس کے بابت ہمارے سامنے موجود ہیں یہ امر خاص طور پر اظہار
کرنا ضروری ہے کہ نہ تو زمانہ قدیم کی تاریخ بتلاتی ہے اور نہ اس زمانہ تک جیسے کوئی ایسا بادشاہ
یا کشور کشا اور فاتح سلطنت نظر آتا ہے جسکے اوضاع و اطوار اور جسکا عام چال و چلن ایسے اعلے
درجہ کی خوبیوں کا مجموعہ ہو اور جو اخلاقی پالیسی و حکمت عملی، اور دشمنوں کے مظالم اور سرگذشت
میں اپنی کامیابی کے لیئے اسدرجہ سربرآوردہ اور نامور ہو جیسا کہ کیکاؤس بادشاہ ایران
تہا اور جسنے بابل کے تسخیر اور قبضہ کے بعد اہل کالدیا کے ساتہ ایسی عالی حوصلگی کا برتاؤ کیا
تہا۔ اسکے حقیقت کی بابت تمام کفار مورخین جو اس زمانہ کے کچہ عرصہ کے بعد ہی پیدا ہوئے ہیں
اپنی اپنی تاریخوں کے ذریعے گواہی دیتے رہے ہیں کہ اکثر مورخین قدیم کا خیال ہے کہ
یہی ایک شخص تہا جسنے بربادی بیت المقدس اور یہودیوں کی تباہی کے بعد جو شاہان
بابل کے ہاتہ سے نہایت ہی عبرتناک طور پر ہو چکی تہی ازسرنو بیت المقدس کو از سر نو آباد کیا
اور نیز خاص عمارت بیت المقدس جسے بخت نصر اور اسکی اولاد نے اکثر مقامات سے منہدم

۱؎ بیت المقدس کی نسبت اکثر مورخین کا اتفاق ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے بنوائی تہی اور یہ خاص عبادتگاہ [illegible]

کرادیا تہا ترمیم اور تجدید کی جانب تجدید فرمائی۔ شہر مذکور کے اصلی باشندے نہایت اطمینان کے ساتہہ پہر وہاں آباد ہوئے اور ہیکل اور تمام وہ مقامات جو متبرک اور عبادت کے اسباب میں شامل تہے ازسرنو قایم اور درست کیئے گئے اسنے اس کارروائی یعنے ترمیم بیت المقدس کو نہایت خوبی کے ساتہہ پورا کیا یعنے اسکی تعمیر وغیرہ میں بڑی سیرچشمی اور فیاضی سے بیدریغ روپیہ صرف کیا اور اپنے حیز فوں اور تمام بڑے اور چہوٹے افسروں کو یہ حکم دیدیا تہا کہ جسقدر یہودی اطراف یہودیہ وغیرہ میں منتشر ہیں انکو الطاف اور ہر طرح کی خاطرداری اور حسب موقع اعانت از روئے مال کے ذریعہ واپس بلایا جائے اور اس عمارت کے بنانے میں جسقدر روپیہ کی ضرورت یا سونے چاندی کے لگانے یا صرف کرنے کی یہ خواہش ہو وہ انکو حسب ضرورت اور بلاتامل دیا جائے اور نیز وہ جانور جنکی قربانی کرتے تہے اور یہودی جنکی قربانیوں سے تمتعات اخروی کا یقین کرتے تہے بلاتردد و تامل انکے واسطے فراہم کیئے جائیں۔

کیکاؤس کی نسبت یہ مشہور ہے کہ اسنے تعمیر مذکور یعنے بیت المقدس کی ازسرنو عمارت کی تیاری اور اسکی بربادی اور یہودیوں کی تباہی و قتل و اسیری کے ستر برس بعد کی تہی اور بعض مورخین جو تقلیس وغیرہ کی یہ رائے ہے کہ یروشلیم کی ازسرنو تعمیر جو کیکاؤس کے ہاتہہ سے ہوئی وہ حملہ بخت نصر اور اسکے ہاتہہ سے فتح و بربادی بیت المقدس اور یہودیوں کی گرفتاری اور جلاوطن بابل کے ایک سو بیس برس بعد ہوئی تہی۔ توریت سے زیادہ تر اس زمانہ کی کوئی معتبر تاریخ اہل مذہب الہام کے نزدیک نہیں قرار پاسکتی ہے اس سے حسب ذیل مفہوم ظاہر کیا جاتا ہے کہ دکیکاؤس شاہ ایران کے پہلے سال حکمرانی میں خدا کے یرمیا کے اس ارشاد کی پوری تکمیل ہوگئی یعنے خدا نے کیکاؤس کی روح اور دل کو اسبات پر آمادہ کیا کہ اسنے اپنی تمام سلطنت میں یہ فرمان شایع کرادیا جسکا یہ مضمون تہا کہ دکیکاؤس شہنشاہ ایران حکم دیتا اور اعلان کرتا ہے کہ خدائے کریم نے جو زمینوں کا بادشاہ ہے مجکو روئے زمین

بقیہ صفحہ ۳۹ — بنی اسرائیل کی تہی جسکی عظمت و جلالت اسوقت یہودیوں اور نصرانیوں اور اہل اسلام کے دلوں میں اسوقت تک موجود ہے — ۴۰ مترجم بخت نصر ایک کافر اور نہایت ظالم بادشاہ بابل تہا جسکا ذکر کسی موقع پر کیا جائیگا اسنے بیت المقدس پر حملہ کرکے اسکو لوٹا اور یہودیوں کو ایک بڑی مقدار میں قتل کرکے اسقدر یہودیوں کو قید کرکے بابل میں لے آیا تہا اور انسے غلامی اور ذلیل کام کرائے جاتے تہے اور سلطنت کے معاملات میں انکو کوئی حق حاصل نہ تہا۔ نیز وہی مورخ [illegible]

کی سلطنت عطا کی ہے اور مجکو اسنے یروشلم میں جو ارض یہودیہ میں واقع ہے ایک مکان تعمیر کرنیکا حکم دیا ہے، تمام بُت پرست اور کفار مورخین قدیم نے نہایت پسندیدہ طرز سے اس امر کو اظہار کیا ہے کہ کیکاؤس سلطنت ایرانی رحیم باپ اور انسانوں کا ایک نہایت شفیق مربی تہا وہ در اصل سلطنت ایران کے استحکام کا بانی تہا اور وہ سلطنت موصوف کے سلسلہ میں ایک ایسے خاندان کا مورث اعلے تہا جو زوال و بربادی بابل و کالدیا کے بعد نہایت حشمت و اقتدار کے ساتہ ایران میں قایم ہوا تہا اور جسکی فرمانروائی کی وسعت سرزمین شام سے لیکر ہندوستان تک پہیلی ہوئی تہی اور دوسری طرف ممالک روس اسکے قبضہ میں ستہے اور ایک جانب ختن او تبت میں اور تمام منگولیا میں اسکی عملداری ہوگئی تہی۔

آرین اور اسٹرابو اور پلوٹارچ مورخین نے وہ کتابہ جو دخمہ کیکاؤس پر نصب تہا اور جو سکندر کو اتفاق سے ملگیا تہا اپنی آنکھوں سے دیکہا تہا اسپر خط زند میں عبارت ذیل کندہ تہی داد فنا پذیر انسانی ہستی میں کیکاؤس فرزند کیقباد شہنشاہ ایران ہوں جسنے ایسی بڑی سلطنت ایران کو قایم کیا کہ جہاں آفتاب غروب نہیں ہوتا تہا اور تمام ایشیا پر فرمانروائی کی تہی تجکو میرا مقتدر اور باحشمت سلطنت کی یادگار پر رشک وحسد نہ کرنا چاہئیے، بہرحال اسمیں شک نہیں کہ بنسبت سنگی کتبوں اور اپنے پتہروں پر درج ہونے کے کیکاؤس کا نام ان بیانوں میں جو پیشین گوئی سمجی جاتی ہیں زیادہ عرصہ تک قایم و برقرار رہیگا کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ جسنے مذکورہ طرز و طریقے پر احکام الہی کی تعمیل کی وہ ایک معمولی حکمران نہیں تہا بلکہ ایک بہت ہی زبردست اور طاقتور بادشاہ تہا جو بیشمار اقوام کا قایم اور مظلوم یہودیوں کی اور نجات کا اصلی باعث تہا بابل کے متعلق جسقدر مذہبی یا انبیا کے ارشادات بطور تاریخ سمجہے جاتے ہیں۔ انسے صرف یہی امر ثابت نہیں ہوتا ہے صرف کہ کیکاؤس ہی نے اس شہر پر قبضہ اور تسلط نہیں کیا ہے اور نیز بکمال مرحمت شاہانہ انکی ستر برس کی اسیری بنی اسرائیل کی ستم اہل بابل کو اور انکی ایک مسلسل مصیبت اور فلاکت کو موقوف کیا بلکہ مختلف اقوام اور بڑے بڑے بادشاہوں نے سلطنت کالدیا اور بابل پر اسکے اپنی زبانوں میں پیشین گوئی کی ہیں اور بہت نسلیں اور پشتین گذری ہیں اور بہت سی صدیوں کا دور ختم ہوتا رہا ہے کہ یہودیوں کی اس مصیبت کا انتقام لیا گیا ہے جو بابل والوں سے نہایت سختی کے ساتہ اسکے واسطے ظہور میں آیا ہوا تہا یہانتک کہ بابل کے خلاف یہ مثل مشہور ہوگئی تہی کہ کیسے بار بار اور کیسے صفائی کا تہ طور سے طلائی شہر

فتح کیا گیا تہا۔

اسمیں شک نہیں کہ بابل کے شہرپناہ کی دیواریں ایسی تہیں کہ جو عجائب عالم میں شمار کی گئیں تہیں اور جو بلحاظ اپنی بلندی اور استحکام کے انسانی کاریگری میں لاثانی سمجھی جاتی تہیں اور مورخین قدیم بالاتفاق اس بات کو لکھتے ہیں کہ دیوار ہائے مذکور اس قدر مستحکم پیمانے پر تعمیر ہوئی تہیں اور ایسی مضبوط بنائی گئی تہیں کہ یہ بات کسیطرح سمجھ میں نہیں آسکتی تہی کہ کسی انسانی قوت کا ایسا امکان ہو کہ جس سے بابل مسخر کیا جاسکے اسکے برجوں اور حصار پر اگر کوئی بہروسہ اپنی حفاظت کا کیا جاتا تو کچھ بہی بیموقع نتہا کیونکہ باشندگان شہر بابل اور انکے سپاہی جو دشمنوں سے آخر زمانہ میں برسرمیدان مقابلہ کرنے سے ڈرتے تہے وہ ہمیشہ اس شہرپناہ کے اندر محفوظ رہتے تہے اور انکو اپنے شہر کی دیواروں پر اس درجہ غرور تہا کہ جس زمانہ میں پارتہیا والے صف باندہکر دیوار مذکور کے نیچے سے گذرتے تہے تو اہل بابل اپنی دیواروں کے اوپر بیٹہے ہوئے حملہ آوروں پر بڑی حقارت کے ساتہ ٹہٹہے مارتے تہے اور انپر بلند آوازوں کے ساتہ اشتعال دلاتے اور طعنہ زنی کرتے تہے۔

لیکن باینہمہ یعنے اگرچہ ایسے زبردست اسباب اہل بابل کے نزدیک حفاظت شہر و اہل شہر کے لیئے انکے قبضہ اختیار میں تہے جس سے پہ کبہی یقین نہو سکتا تہا کہ کسی طرح اس شہر اور ملک پر کسی زبردست سے زبردست حملہ آور کو بہی فتح حاصل ہوگی مگر جسوقت قہر الہی نے اسکی بربادی پر سایہ ڈالا اور جسوقت اس خدائے وحدہ لاشریک کی مرضی قاطع طور پر اسکی بربادی کے واسطے مقتضی ہوگئی اور اسکے حکم کا وقت آیا تو نہایت سہل طور پر اسکو فتح کر لیا گیا اور باوجود اسقدر مستحکم دیوار ہائے شہرپناہ اور ایسے عظیم الشان فوج ولشکر کے اہل بابل اپنی جانوں اور تمام شہر اور ملک بابل وکالدیا کو محفوظ نہ کرسکے۔

کیکاؤس[1] اگرچہ ابتداً جبکہ اسکی دیواروں کے قریب پہنچا ہے تو اسپر فتح حاصل کرنے سے ناامید ہوگیا تہا مگر آخرکار اسنے اس کارروائی سے کہ تمام اقوام کو بابل کے خلاف جنگ وپیکار پر آمادہ کردیا تہا اپنے ارادے اور منصوبے میں بخوبی کامیاب ہوا اور بابل کو اسنے بڑی جاہ وحشم

[1] بعض مورخین قدیم کی تحقیقات میں فاتح بابل اور جن واقعات کا ذکر ہوچکا ہے انکو سلطنت بابل کے متعلق انجام دینے والا کیکاؤس نہیں تہا بلکہ سائرس کیخسرو ابن کیماسیس بن کیقباد بادشاہ ایران تہا جو بعد رستم و دستان فتحیابی وغیرہ تمام بر اعظم ایشیا اور اکثر حصص یورپ پر قابض ہوگیا تہا دیسفنس کی قدیم تاریخ ۱۲

اور شوکت شان کے نہایت ہی قلیل زمانہ میں فتح کر لیا
بعض مورخین کے نزدیک صرف کیکاؤس کے ہی زمانہ میں بابل کی تباہی نہیں ہوئی بلکہ انکا خیال ہے کہ سوائے خاندان شاہی کے بیست و نابود کرنے کے اسنے کوئی اور کارروائی اس قسم کی نہیں کی جس سے سلطنت بابل کا نشان صفحہ ہستی سے مٹ جائے مگر جو پیشین گوئیاں پوری ہونے والی تہیں وہ اپنی تکمیل سے اسباب کو بخوبی ظاہر و ثابت کرتی ہیں کہ کیکاؤس کے بعد سلسلہ وار مختلف اقوام نے اپنے اپنے زمانے میں یورش اور حملہ کر کے بابل کو تسخیر کیا اور آخر ایک خاص زمانہ میں رومی حملہ آوروں نے تو ایسا اسکو برباد اور تاخت و تاراج کیا اور ایسی اسکی پامالی روا رکہی کہ بڑی سرگرمی کے ساتھ اسکی بنیادیں تک اکھیڑ کر پہینکدیں اور اسکی اینٹ سے اینٹ بجادی۔
کیکاؤس کے زمانہ میں اسکی بیٹے کالدیا اور بابل کی عظمت ملکی اور شان و شوکت کو چنداں صدمہ نہیں پہنچا تہا کیونکہ کیکاؤس بقول بعض مورخین کے اسکا برباد کرنے والا نہیں تہا بلکہ اسنے نہایت عمدہ طریقوں اور مناسب ذرایع سے اسباب کی کوشش کو جاری رکہا تہا کہ تمام اقوام میں شہر مذکور کی فضیلت اور بزرگی قایم اور برقرار رہے اور اسکے بعد جو کوئی بادشاہ اسکا جانشین ہوا اسکے واسطے شہر بابل اور نیز اپنی سلطنت کی حالت کو نہایت اعلے درجہ کی قوت اور حشمت کے ساتہہ چہوڑ گیا تہا۔

## داریوش یا دارا شہنشاہ ایران کی سلطنت بابل پر چڑہائی

## اور شہر بابل کا قتل عام اور اُسکی مسماری

کیکاؤس کے انتقال کے بعد اہل بابل کی حالت اگرچہ اسکے زمانہ فرمانروائی کے مانند کچھ عرصہ تک اطاعت و فرمانبرداری ایران میں ایک خاص پیمانہ پر قایم رہی لیکن ایرانی سلطنت میں چند انقلابوں کے ہونے کے بعد جب دارا ابن دارا بہ فرمانروائے فارس ہوا تو اسکے عہد میں اہل کالدیا نے گورنمنٹ ایران سے تمردی اور بغاوت اختیار کی اور نہایت زبردست قوت سلطنت ایران کی قطعی مدافعت اور اسکی حکومت سے نکالیا

طور پر آزاد ہونے کی غرض سے اُنہوں نے بیحد جوش اور عام سرگرمی کے ساتھہ بڑی بڑی
تیاریاں لڑائی اور اپنی محافظت کی علانیہ شروع کردیں اور سلطنت مذکور کو نہایت بیباکی
کے ساتھہ اسبات کی دہمکی دینا شروع کی کہ یا تو ایرانی حاکم اور اُسکا تمام عملہ اور فوج و لشکر اپنا
بوریا بدھنا باندہ کر یہاںسے چلا جائے ورنہ اہل بابل سبکے تمام قتل کر ڈالینگے اور اِسطرح ایرانی لوگونکو
جو عملداری بابل میں رہتے ہیں نیست و نابود کر دینگے کہ اُنکا نام و نشان بہی نہ ملیگا اور اگر معاملہ کو
طول ہوا اور لڑائی نے زیادہ زمانہ قبول کیا اور صورت جنگ سے اُنکو یعنے اہل بابل کو نقصان
پہنچنے کا اگر کوئی بہی اندیشہ آخری معلوم ہوگا تو وہ ایک ایسے شہر میں پناہ گزین ہو جاوینگے
جو دنیا میں استحکام اور ہر قسم کی انسانی حفاظت کے سامانوں کی موجودگی اور فراہمی میں
اپنا نظیر نہیں رکہتا ہے اور جو پچاس برس تک بہی کسی زبردست حملہ آور کی تدابیر اور یورش
سے تسخیر یا فتح نہیں ہو سکتا ہے جسوقت دارایوش (دارا) کو اہل بابل کی اِس شرارت اور
سرکشی کی اطلاع ہوئی اور نیز وہ اِس امر سے آگاہ ہوا کہ اہل کالدیا نے کسطرح اپنی حالت
اور قوت کو اِس لایق بنا لیا ہے کہ وہ ایران جیسی سلطنت کی اطاعت سے ایسی تمردی کا
اظہار کرتے ہیں تو وہ حد درجہ مشتعل اور غضبناک ہوا اور شہر مذکور کی بربادی اور وہاں کے
باشندوں اور سرکش سرداران کالدیا کی گوشمالی اور قلع و قمع کے واسطے ایک
زبردست اور عظیم الشان لشکر تہوڑے عرصہ میں دار السلطنت ایران میں فراہم کر لیا اور بعد
کامل اطمینان اور مستحکم اور مستقل ارادۂ تسخیر بابل کے اپنے خونخوار سپاہیوں اور ہتیار جنگی
اشخاص کو ہمراہ لیکر بابل کیطرف روانہ ہوا اور آخر نہایت تہوڑے عرصہ میں قصبوں
اور دیہات و ضلعات بابل کو تباہ و بے چراغ کرتا ہوا دیوار شہر پناہ کے نیچے آکر خیمہ زن ہو گیا بابل
والوں نے اگرچہ بڑے اہتمام اور کامل تدابیر اور سرگرمی سے بعد متواتر شکستوں کے
شہر میں اپنے محصور ہونے اور آسائش سے عرصہ تک قیام کرنے کا کامل انتظام کر لیا تہا لیکن
بدبختی سے انکی یہ جسقدر کارروائی تہی سراسر انکی خرابی کا باعث ہوئی کیونکہ شہر کی اندرونی
حالت بالکل زمانہ حملہ کیکاؤس کے خلاف تہی اور جو لوگ اِسوقت دارا کے مقابلہ میں بڑہ بڑہ کر
صف آرا ہوئے تہے وہ اگرچہ ایک طرح انجام کار سے واقف تہے تاہم وہ اکثر ان امور اور
ضروریات سے غافل تہے کہ فراہمی رسد اور غلہ کی حالت کیسی تشویشناک اور ناقص تہی اور نہ
اِس جانب کوئی خاص توجہہ کی گئی تہی کہ غلہ اور خوراک کا خیال اور اسکی نگہداشت و فراہمی پر نظر

اسی قومی دشمن کی حملہ آوری اور محاصرہ کے کامل طور سے رکھی جائے چنانچہ اس فروگذاشت
اور غفلت کا نتیجہ اور اس غلطی کا خمیازہ نہایت جلد اہل کالدیا کے سامنے آیا اور بوجہ کمی غلہ وغیرہ کے
قحط نے بلا شہر میں نہایت خوفناک طور سے پھیلگئی تھا ہم اہل بابل نے یہ ارادہ کرلیا کہ جسطرح اور جہانتک
ممکن ہو شہر پر دشمن کو اختیار یا قابو نہ دیا جائے چنانچہ اس قسم کے وسائل کے استحکام کی جانب انہوں
نے پوری پوری توجہ کی مگر اسکے ساتھ ہی ایک ایسی وحشیانہ اور نہایت ظالمانہ تجویز کا عملدرآمد انہوں
نے اس محاصرہ کے اندر کیا ہے جسکے سننے اور جسپر خیال کرنے سے سنگدل سے سنگدل آدمی کے بدن
پر بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں یعنے انہوں نے تمام ملک کی عورتوں کو باستثناء ماؤں اور
صرف ایک عورت کے جو انکی خاندان میں بہت عزیز ہو اور صرف انکے کھانے پکانے کے خدمات
اور کاروبار کو انجام دیسکے مع اپنے خورد سال بچوں اور ان عورتوں کے جو انکے سوا ہوں
ایک روز میں قتل کر ڈالا اسکی بہت بڑی وجہ مورخین نے یہ لکھی ہے کہ اہل بابل کو یہ خیال
پیدا ہو گیا تھا کہ انکے دیوتا انکی قربانی سے خوش ہو کر دشمنوں پر انکو فتح دلائینگے اور اس
جانگزا محاصرہ سے انکو کامل نجات حاصل ہو جائے گی۔
بعض کا یہ خیال ہے کہ اہل بابل سحر و ساحری میں بہت مشغول تھے اور اس کارروائی کو
انہوں نے اپنے سحر کی تکمیل میں باعث اور اپنے دیوتاؤں کی قربانی سمجھکر کیا تھا۔ بہرحال
اہل کالدیا نے اپنے تمام آرام اور آسایش کو دارا کے مقابلہ اور شہر کی نگہداشت میں مفقود
کر دیا تھا اور وہ ہمہ تن اس منصوبہ اور فکر میں مصروف ہو گئے تھے کہ دشمن کے قابو سے
کسی طرح نجات اور خلاصی حاصل ہو۔
اور اس صحیح اور مقدس کلام یعنے پیشین گوئی کا مضمون جو حضرت اشعیا نبی کی زبانی ہوئی
تھی ان خدا فراموش اہل کالدیا کی نہایت مذکورہ ظالمانہ طرز عمل سے پورا ہو گیا (یہ دو باتیں
ایک دن میں تیرے واسطے ظہور پذیر ہونگی یعنے بچوں اور بیواؤں کی بربادی اور انکا
نیست و نابود کرنا اور یہ مصائب تیرے خاتمہ کے وسائل کی تکمیل کرینگے جو تیرے نزدیک
سحر و ساحری کے استحکام اور عمدگی کا باعث سمجھے جائینگے اور دراصل تیری سحر و ساحری
اور اس پر اعتقاد رکھنے اور ہر وقت مشغول رہنے سے یہ صورت ہوگی کیونکہ
تیری نہایت خبیث اور حد درجہ بداعمالی تیری بربادی کی ضمانت کر چکی ہے)
بہرحال گویا انہوں نے اپنا خاتمہ خود پورا کر دیا تھا یعنے انہوں نے اپنی عورتوں کو جنہیں

انکی بہویں اور انکی بیٹیاں اور کثیر تعداد میں بوابیں اور اطفال شامل تھے اپنے ہاتھ سے ہلاک
دیکر مار ڈالا اور یہ جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے یکایک ایک لمحہ اور ایک رات میں گذر گیا۔

اور جس طرح بھیڑیں یا اور کسی قسم کی قربانی کے جانور ذبح کے واسطے مقرر ہوتے ہیں ایسی ہی شکل
اس کارروائی ظالمانہ کی بھی تھی ایک مورخ کہتا ہے کہ اس تاریخ بیواؤں کے قتل کی ایسی
شدت ہوئی تھی کہ بعد اس ہنگامہ کے فرو ہونے کے اطراف اور ہمسایہ صوبجات سلطنت سے
پچاس ہزار عورتیں خاص شہر بابل میں اس غرض سے طلب کی گئی تہیں کہ وہ انکی جگہ بھیجی جائیں
جو مقتول ہو چکی تہیں اور اگرچہ انہوں نے اپنی ماؤں کی زندگی کی بابت بڑی حفاظت کی تہی
لیکن بوجہ عام مقتول صغیر سن اطفال کے تمام شہر میں ایک عجیب عبرت انگیز اور اندوہناک
ماتم برپا تہا اور یہ سب نتیجہ انکی جہالت اور شدید بد اعمالی کا تہا کیونکہ جذبات نفسانی نے انکو اسقدر
اندھا کر دیا تہا کہ وہ قتل نفوس پر راضی ہو گئے اور اسلئے یہ امر بخوبی صحیح معلوم ہوتا ہے کہ انکی
بد اعمالی نے خود انکو بیکسی خاص خارجی دشمن کی دست درازی کی بناء ویران کر دیا۔ اور جس
غرض سے یہ خونریزی انہوں نے اختیار کی تہی ایمیں ذرا بہی کامیابی انکو حاصل نہوئی
حالانکہ ایسا نہایت سخت اندوہناک فیصلہ انکی قسمت انکے واسطے کر چکے تہے اور ایسے ہیبت
انگیز خونریزی وہ کر چکے تہے تاہم انکو اپنی بد اعمالی سے باز آنے کے واسطے کوئی بھی سبق نہیں
حاصل ہوا اور وہ باوجود اسقدر نفرت انگیز قتل کے بہی اس آخری فیصلے سے اپنے کو محفوظ نکر سکے
جو دشمنوں کے ہاتھ سے ظہور پذیر ہوا تہا اور جو اہل بابل کی بد اعمالی کے لیئے ایک نہایت ہی
مناسب فیصلہ تہا۔

انہوں نے اس قتل اور خونریزی سے یہ یقین کر لیا تہا اور کامل طور سے وہ اس اعتقاد کو اپنے
دل میں راسخ کر چکے تہے کہ حاکم کی غذا اور شدید بلائے قحط اور نہایت خونخوار دشمنوں کے
ہاتھ سے قتل و غارت اور برباد ہونے کی نسبت انکی یہ حالت نہایت ہی موزوں ہے اور یہ
ضرور ہے کہ اس بربادی بخش اندیشے سے انکو پورے طور سے نجات حاصل ہو جائے گی
اگر یہ خیال انکا بالکل غلط تہا اور سراسر انکی بدبختی اور خرابی انجام پر دلیل واضح تہا کیونکہ
اگرچہ ایسی الٹی تدابیر سے کوئی کام نہیں چل سکتا تہا۔ جو قبضہ بابل کے حصول میں اسکے سابق
حملہ آور یعنی شہنشاہ کیکاؤس نے کی تہیں اور گو محاصرین کے ہر ایک طرح کے حملہ اور چال
بازیوں کی تردید اور جواب ان محاصرین نے دیدیا تہا مگر جب ہم اس انجام پر غور کریں کہ

کسطرح دارا اور اسکی فوج شہر پر قابض اور مسلط ہوگئی اور کس طرح اسنے تمام باشندگان بابل کا قتل عام کیا اور ایک عجیب طریقہ خونریزی سے بخت نصر کے خاندان کو بالکل ہی نیست و نابود کر دیا گیا۔ شہر بابل کے اندرونی عمارتیں توڑ ڈالی گئیں اور ایوان شاہی خراب اور پامال کیے گئے اور شہر مذکور کی عجیب تیس اور مستحکم شہر پناہ دیواریں منہدم کر دی گئیں تو یہ امر بخوبی دریافت ہوجائیگا کہ دارا ابن داراب نے کیسطرح بابل کی بربادی میں کامیابی حاصل کی اور نیز آپ کا محاصرہ جو ایک خاص عرصہ تک بابل کے گرد رہا وہ فضول اور بے سود نہیں تھا۔ اور اسیلئے دارا کی زمانے کی فتح بائبل قدیم میں خاص طور سے لکھی گئی ہے۔ اس موقع پر ایک عجیب واقعہ کے ذکر کرنے سے ناظرین کو معلوم ہو جائیگا کہ کس طرح دارا نے شہر بابل پر فتحمندی اور قبضہ حاصل کیا تھا۔ اصل یہ ہے کہ دارا اگرچہ بڑے جوش وخروش سے حملہ کرنے کے بعد دیوارہائے شہر پناہ کے نیچے پہنچگیا تھا اور اسکی تسخیر اور فتح کرنے کی ہزاروں تدبیریں اسنے کی تھیں مگر کوئی کوشش کامیاب نہوتی تھی اور پورا ایک سال اسیطرح محاصرہ کو گذر گیا اور کوئی صورت دارا کو ملیپنے ارادہ میں کامیابی کی نہیں معلوم ہوتی تو وہ نہایت سخت پریشان اور مضطرب ہوا اور قریب تھا کہ وہ فتح شہر سے دست بردار ہوجائے مگر سال کے آخر دنوں میں ایک سردار ایرانی کی نعش جسکے تمام بدن پر ہر جگہ زخم لگائے گئے تھے گویا زخموں میں اسکو چور کر دیا تھا اور اسکے کان اور ناک بھی کٹے ہوئے تھے شہر بابل کے ایک دروازہ پر پائی گئی جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اگر اسنے کوئی سخت بیجا جرم نہیں کیا ہے تو ایسی کارروائی خواہ کسی کی طرف سے ہو نہایت ظالمانہ اور وحشیانہ سمجھی جاسکتی ہے بہرحال یہ شخص دارا کا خاص معتمد بیان کیا جاتا ہے اور مورخین لکھتے ہیں کہ اگرچہ زخموں میں چور ہوکر حالت ہوش میں وہاں سے بھاگا تھا لیکن دروازہ شہر پہنچکر بالکل مدہوش ہوگیا اور اپنی جان کسی طرح کشمکش دارا کے ہاتھ سے بچاکر بابل کے دیوار کے نیچے آکر پڑ گیا تھا اہل بابل پہلے یہ سمجھے تھے کہ یہ کوئی ادنے لشکری ایرانی کیمپ سے مردہ حالت میں یہاں پھینکدیا گیا ہے لیکن کچھ عرصہ کے بعد انکو دریافت ہوا کہ شخص مذکور کوئی معمولی آدمی نہیں ہے بلکہ یہ شخص لشکر ایران کا ایک زبردست . . . . . . . . سردار زوفائرس ہے۔

بہرحال جسطرح ممکن ہوا شہر والوں نے اسکو اندر بلا لیا اور اس سے اس حال کی بابت جو شخص مذکور پر گذر رہا تھا مفصل کیفیت پوچھی اسنے زخموں کی تکلیف اور خون کے بکثرت نکلجانے

کی وجہہ سے کوئی تفصیلی جواب اُنکو نہ دیا کیونکہ اسمیں بات کرنے کی قوت بالکل نہتی تاہم اسطے
اسقدر جواب دیا کہ میری حالت بہت طویل ہے میں جیسا کہ تمکو بہی معلوم ہوگا سلطنت ایران
کا ایک نہایت نامی سردار ہوں میںنے کوئی بہی جرم یا بادشاہ کا نہیں کیا ہے اگرچہ میں اپنے نزدیک
کسی خطا وقصور کا مرتکب ہوا ہوں بلکہ میںنے دارا کو اُس عزت کے قایم رکہنے کی غرض سے جو
ہزار ہا برس سے سلطنت ایران کو حاصل ہے یہ مشورہ دیا تہا کہ وہ اب اپنا محاصرہ اس شہر
کے گرد سے اُٹھائے اور اپنی اس کل جمعیت اور فوج ولشکر کے ساتہ یہاں سے بخط راست
اپنی دار السلطنت کو واپس چلا جائے کیونکہ بظاہر اس شہر کی تسخیر اور فتح کی کوئی تدبیر نظر نہیں
آتی ہے اور نہ کوئی اُمید اسپر قبضہ حاصل کرنے کی معلوم ہوتی ہے بس اسپر فتح حاصل
کرنا محال ہے مگر میری یہ صلاح جو محض بہی خواہی سلطنت اور ہوا خواہی ملک وملت پر مبنی
تہی شہنشاہ کو قطعًا ناپسند ہوی اور معلوم نہیں کس خیال سے بظاہر شاید یہ سمجہکر کہ اس قسم
کی مشورہ لشکر ایران میں یہ بزدلی پیدا کر دیگا یا یہ خفیہ دشمنوں سے ملگیا ہے بہرحال ان
عجیب وہمی خیالات اور محض فرضی قیاسات کے اصول پر دارا نے مجہپر اس سخت ظلم
کو روا رکہا اور اسطرح نہایت تکلیف دیکر سخت بیرحمی کے ساتہ مجکو زخمی کیا اور سب سے زیادہ
اشد تکلیف جو زخمی ہونے سے بہی میرے واسطے بڑہی ہوی ہے یہ تہی کہ بادشاہ نے میرا درجہ
اور خطاب چہین کر میرے سامنے میرے دشمنونکو دیدیا اور میرا اسطرح کا حال خراب کرکے اپنی
فوج سے نکلوا کر اور شاید مجکو مردہ سمجہکر دروازہ شہر پناہ پر پہنکوا دیا اس عجیب طول طویل روایت
کے بیان کرنے کے بعد زوفائرس نے اہل شہر کو یقین دلایا کہ میں اب تمہاری پناہ میں آیا
ہوں بلکہ یہ بہی سمجہ لو کہ تمہاری عظمت بہی خواہی اور دارا اور اسکے لشکر اور تمام ایرانیوں
کی تباہی اور بربادی اور خرابی کے واسطے آیا ہوں۔ اور جو تکلیفات میںنے اُٹہائی ہیں انکی
بابت بغیر شدید انتقام لیے میں دارا کی عقوبت گذاری نہ کرونگا اور میں اسکو زک پہنچانے اور
تباہ کرنے کی سب تدابیر کو بخوبی سمجہکر اندازہ کر چکا ہوں۔
بہرحال اس عجیب وغریب بیان اور قصے اور تفصیل پر جو زوفائرس نے اہل شہر کے سامنے
بڑی تباہی اور سوز وگداز سے ظاہر کی تہی محصورین شہر بالخصوص ان اشخاص کو جو اس
بات کی دل سے خواہاں تہے کہ سرداران ایران میں کوئی تفرقہ یا خرابی پیدا ہو جاسے پورے
طور سے یقین آگیا کہ جو کچہ حکایت اسنے بیان کی ہے وہ سراسر صحیح ہے اور اسپر اعتماد کرکے

ضرورت ہے اور ہماری اعانت اور طرفداری کے متعلق جو ارادہ اور منصوبہ اسنے ظاہر کیا ہے
اِسکو نہایت صداقت کے ساتھہ پورا کریگا اور اِس بنیاد پر اُنکو اسبات سے بڑی خوشی ہوئی کہ
کس طرح ایک ایسا بڑا سردار لشکر دشمن کا انکے شریک اور معین ہوگیا اور کیسے اعلے درجہ کی
صورت اور اُمید اس شخص کی ہمارے یہاں آجانے اور اپنا بگڑ بیٹھنا سے ہمارے واسطے
دشمن کے پنجے سے نجات پانے اور اُسکو شکست فاحش دیکر بالکل نیست و نابود کر دینے کے اتفاق
سے پیدا ہو گئی ہے اور آخر اُنکو اسقدر زوفائرس کے بیان پر وثوق ہوا کہ بغیر کسی قسم کے غور و
فکر اور اندیشے اور تامل کے اور کسی قسم کے اندیشے اور پیس و پیش کے اُنہوں نے اپنی ایک
بڑی فوج کی کمان اِسکو تفویض کردی۔ زوفائرس نے اہل بابل کو نہایت مناسب طور سے
یہہ اطمینان دلایا تہا کہ جو کچھہ مجھے سابق میں تمہارے مقابلہ میں نقصان پہنچ چکا ہے میں اُسکی
تلافی نہایت ہی موزوں اور شائستہ طور پر کرونگا۔ بہرحال اسنے اِس کارروائی اور اسقدر اپنا
اعتبار اور اعتماد اہل بابل میں پیدا کر لینے کے بعد پہلی تدبیر اپنی غرض مخفی کے بیلے کی یہہ تہی
کہ شہر میں اپنے پہونچنے کے دسویں روز اسنے اہل بابل کو یہہ مشورہ دیا کہ اسوقت ایرانی
لشکر نہایت بیخبری کی حالت میں ہے لہذا کلان دروازہ سے نکلکر اِسقدر جمعیت فوج کے ساتہہ
اُسپر شبخون مارنا چاہیئے چنانچہ اہل بابل نے اِسکی اِس تجویز کو نہ صرف پسند کیا بلکہ اِسکی دیانت و وفا
کی صداقت اِنکے دِلوں میں اور زیادہ مستحکم ہوگئی اور آخر یہہ تجویز مستحکم ہوگئی کہ اِس شبخون کی
کارروائی کو ضرور پورا کرنا چاہیئے بالآخر ایک رات کو اسنے نہایت پوشیدہ طور پر دو ہزار دستے
بابلی فوج کے ہمراہ لیکر شہر مذکور کے سمیرامیس نام دروازہ کی طرف سے دشمن پر دھاوا کیا اور
اِس حملہ سے اِسنے مخالفین بابل یعنے دارا کی فوج کے ایک ہزار آدمی کو طرفۃ العین میں قتل کردیا
اور اِسی طرح اسنے دوبارہ نینیان دروازہ کی طرف سے ایک مناسب فوج کے ساتہہ شہر سے
نکلکر ایرانیوں پر حملہ کیا اور بہت سے آدمیوں کو قتل کرکے شہر میں داخل ہوگیا۔
اہل بابل کو اِس جدید حالت کے پیدا ہونے سے اپنی قطعی کامیابی کے بیلئے کامل اُمیدیں پیدا
ہوگئی تہیں اور ایک عجیب نئی تقویت انکے خیالات اور ارادوں میں اپنی رہائی اور دشمن پر فتحیابی
کی عام طور سے یقینی سمجھی گئی تہی۔ اور اِسکے ساتہہ ہی زوفائرس کی تعریف ہر فرد بشر کی زبان
پر تہی آخر کار اِسکے خدمات اور خیرخواہی کی اِسقدر قدردانی اور توقیر کی گئی کہ اِسکو اِس تمام
فوج کا سپہ سالار مقرر کردیا گیا جو شہر بابل کے اندر محصور تہی اور ایرانیوں کی مدافعت

میں اسقدر سختی کے ساتھ مصروف تھی۔ اس عرصہ میں ایرانی لوگ بہت ہوشیار نظر آتے تھے
اور جب یہ محاصرہ تنگ ہوا انکی احتیاط کو اسقدر اور زیادتی رہی کہ محصورین نے حسب مشورہ زدفائرس
بھی شہر کے اندر سے نکلکر کسی اور حملہ کی جرأت نہ کی مگر اس زمانہ کے گذرنے کے بعد ہی زدفائرس
بڑی دلیری اور چالاکی کے ساتھ اپنی فوج کے ایک بہت بڑے حصہ کو ہمراہ لیکر شہر کے کالدین
دروازہ سے باہر نکلا اور ایرانی لشکر پر اس زور شور سے گرا کہ انکو ذرا بھی سنبھلنے اور مقابلہ
کی مہلت نہ ملی اور آناً فاناً ۴ ہزار آدمیوں کو قتل کرکے نہایت تیزی کے ساتھ شہر میں
واپس داخل ہوگیا۔ اسکے نمایاں اور ایسے جلیل اور با نتیجہ خدمت کے ظہور پذیر ہونے سے نہ
صرف اسکے (زدفائرس) کی دلاوری اور عقلمندی اور فنون جنگ سے اسکی واقفیت اہل شہر کے
ذہن نشین ہوگئی بلکہ انکو یہ بھی یقین ہوگیا کہ یہ پورے طور سے ہمارے ملک کو دشمنوں کے حملے
سے بچائیگا اور جو موجودہ مشکلات درپیش ہیں انکو ایک ایک کرکے اسی طرح نیست و نابود کردیگا
اور اس اعتبار کا یہ نتیجہ ہوا کہ انہوں نے فقط اپنے تمام فوج کے اعلےٰ کمان ہی اسکے سپرد
نہیں کردی بلکہ اسکو ایک ایسا نہایت ہی اہم عہدہ اور خدمت سپرد کردی جسکے واسطے
یہ تمام دوسری سول لی تھی اور ایسی خونریزی کی کارروائی گوارا کی تھی اور جو خاص انجام
اسکی دلی مرضی اور خواہش کے بموجب اسکی اقبالمندی اور ہمدردی اور اسکی عجیب دانشمندی
نے نہایت مناسب اسلوب پر اسکے اختیار میں دیدی یعنے شہر پناہ کی دیواروں اور دروازوں
کی حفاظت اور نگرانی بڑی اعتماد اور اعتبار اور کامل وثوق کے ساتھ اسکے سپرد کردی
گئی۔ دارا کو اگرچہ زدفائرس کے متواتر دلیرانہ حملوں سے بظاہر ایک سخت نقصان اور صدمہ
پہنچا تھا اور اسکے جانباز سپاہی ایک خاص جماعت کے کثیر تعداد میں قتل ہوچکے تھے
تاہم وہ نہایت استحکام اور احتیاط اور اطمینان کے ساتھ شہرپناہ کی طرف بڑھتا چلا آتا تھا
یہانتک کہ ایک روز شہنشاہ مذکور بالکل دیواروں کے نیچے پہونچگیا اور کسی خاص وقت
کے انتظار میں اسنے وہاں اپنے ڈیرے ڈالدیے اور اس عرصہ میں محصورین کی طرف
سے جو حملہ آوری اور یورش ہوتی رہی اسکا بھی بخوبی جواب دیتا رہا

ناظرین کو آئندہ واقعات اور حالات پڑھکر نہایت حیرت ہوگی کہ زدفائرس کی یہ کارروائی
ایک نہایت عجیب اور زبردست حکمت عملی اور سخت مدبرانہ دغابازی تھی جسکی اصلیت کی کسی کو
اور اطلاع سے مساوی طور پر تمام لشکر ایران اور نیز محصورین اہل بابل [illegible]

قطعاً ناواقف تھے چنانچہ اسکی تکمیل اور خاتمہ اس طور پر ہوا کہ وہ خود تو دروازہ ہائے شہر کے قریب اپنے خاص خاص لوگوں کی جمعیت سے بطور ایک نیابت افسر کے مقیم رہا۔ اور تمام مسلح سپاہیوں کو شہر پناہ کی دیوار پر چڑھا دیا غرض کہ اہل بابل میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہ تھا جو کسی موقع پر دروازوں کے متعلق اگر کوئی کارروائی ہو تو اسکو روک سکے اور نہ انکو اس قسم کا گمان تھا کہ زوفائرس کی خدمات ایسے خود غرضی اور حکمت عملی اور کسی خاص بھید کا نتیجہ ہیں کیس اسنے انکو ایسی بیخبری اور ایک عجیب بیخبر باغ میں رکھا اور ایک روز رات کے وقت جبکہ اہل بابل زوفائرس پر کامل اعتماد کیئے دیوار ہائے شہر سے غافل شراب نوشی میں مصروف تھے نہایت عجلت کے ساتھ شہر کے دو دروازے جو بیلاٹن اور کیسین دروازوں کے نام سے مشہور تھے کھول دیئے اور ایرانی بہادروں اور صف شکنوں کی ایک بڑی جمعیت کو جو دیوار شہر کے قریب ان دروازوں کے پاس لگی ہوئی تھی ایک دم سے اندر بلا لیا اس واقعہ کی اطلاع سے ناظرین کو کمال حیرت ہوگی کہ اسوقت تک جو کارروائی زوفائرس نے کی اسکی اطلاع سوائے خاص دارا اور زوفائرس کے اور کسی کو بھی نہ تھی اور یہ امر بھی قابل اطلاع ہے کہ اس کارروائی اور تدبیر کا موجد اور بانی خود زوفائرس تھا جسکی تفصیل اسطرح پر ہے کہ جب روز بروز جبکہ محاصرہ کو بہت طول ہوا اور دشمنوں کو جو ہر چند کہ محصور تھے مگر بوجہ گذشتہ مسلسل جنگوں کے جنگی کاموں کا بہت بڑا تجربہ ہو چکا تھا اسبات پر آمادگی تھی کہ جسطرح ممکن ہو دارا کی ظلم و زیادتی اور محاصرہ کا کامل دفعیہ کیا جائے۔

دارا نے ایک کمیٹی آیندہ حالت محاصرہ وغیرہ کی نسبت اپنے خاص خیمے میں منعقد کی اور بڑے بڑے سرداران ملکی اور جنگی اسمیں جمع کیئے اور ہر ایک سے اسبات راے پوچھی کہ محاصرہ طول ہوتا جاتا ہے محصورین۔ اگرچہ شہر سے نکلکر سد راہ ہماری نہیں کرتے ہیں لیکن جب موقع پاتے ہیں ہماری فوج کو شدید نقصان پہونچا جاتے ہیں اور شہر پناہ کے استحکام کی حالت بھی پوشیدہ نہیں ہے اور اگرچہ اندرون شہر کا مفصل حال معلوم نہیں ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ محصورین ہمہ تن اسبات پر آمادہ ہیں کہ اس کوشش میں سرگرمی سے مصروف ہیں کہ جہانتک ممکن ہو محاصرہ اٹھا دیا جائے۔

ہماری فوج میں دشمن کے سرزمین ہونے کے باعث سد بہت کم رہگئی ہے جس سے نہایت سخت مصیبت اور خرابی کے پیش آجانے کا اندیشہ ہے۔ دارا کی اس تقریر پر حاضرین نے مختلف

رائیں ظاہر کیں اور جتنے سرداران سلطنت حاضر تھے اُنہوں نے کوئی نہ کوئی تدبیر جو اُنکے عقل
میں اسوقت آئی اُسکو دارا کے حضور میں پیش کیا مگر ان تدابیر میں سے کوئی بھی ایسی رائے اور تجویز
نہ تھی جس سے دارا کو اطمینان ہوتا اور جسکے عملدرآمد پر وہ فوراً آمادہ ہوجاتا۔ بہرحال اِن سب سرداروں
میں سے ایک سردار جسکا نام زوفائرس تھا اور جو دارا کا بہت بڑا رفیق اور نہایت بہادر
اور مدبر ایرانی تھا اُسنے ایک عجیب رائے ظاہر کی جسکو سُنکر بادشاہ نہایت غضبناک ہوا اور اُسکے ساتھ
ہی تمام ایرانی سردار اِس سے بگڑ گئے یعنے اُسنے بادشاہ سے یہہ کہا کہ میرے نزدیک سلطنت
ایران خود ایسی وسیع اور زبردست ہے کہ ہمکو اُسکا ہی انتظام مشکل دشوار ہے سلطنت بابل پر
جو جہاں پناہ نے چڑھائی کی ہے اول تو اُسکی تسخیر اور فتح ناممکنات سے ہے اور اُسکے علاوہ
اُسکے انتظام کے واسطے ایک جداگانہ نہایت ہی خیرخواہ عملہ اور منتظم اشخاص کی ضرورت ہوگی
ظاہر ہے کہ ایسے لوگ بکثرت کہاں سے دستیاب ہوسکینگے اور قطع نظر اِسکے بابل پر جس غرض سے
فوج کشی کیگئی ہے یعنے وصول خراج اور اطاعت کی غرض سے وہ بوجہہ بدل جانے حالات مزاج
سرداران بابل کے اب بالکل بے سود یقین کی جاسکتی ہے لہذا میرے نزدیک یہ محاصرہ اُٹھالیا
جائے اور ہمکو حرمت اور عزت و آبرو کے ساتھہ اپنے ملک کو فوراً واپس چلا جانا چاہیئے اور اگر
ملک بابل کی فتح و تسخیر ایسی ہی ضروری ہے تو ہم کسی خاص موقع پر دوبارہ اِس ملک پر حسب مرضی و
اطمینان فوجکشی کرسکتے ہیں جسکے ذریعہ بہ آسانی یہ ملک ہمارے قبضہ میں آسکتا ہے۔ ظاہر ہے
کہ یہہ جواب زوفائرس کا اسقدر مصیبت اور اخراجات کے اُٹھانے اور ایسے متواتر حملات کے
ہوچکنے اور طرح طرح کی دقتیں برداشت کرلے اور ملک بابل کے ایک بہت بڑے حصے کے فتح
کرلینے اور نیز دیوار شہر پناہ کے محاصرہ کی کارروائیوں کے لحاظ سے کسقدر عجیب و غریب نہایت کے
پہ سمجھے گئے تھے کہ زوفائرس باطن میں اہل بابل سے ملگیا ہے اور شہرو شاہ ایران سے
دغابازی کے ساتھہ برتاؤ کرتا ہے اور اُسکی اِس قسم کے برتاؤ پر سخت خوف اور اندیشہ
اسباب کا ہے کہ کسی خاص وقت پر اس سے کوئی نہایت نقصان رسان دغابازی ظہور
چنانچہ اِس قسم کا الزام اُسپر لگایا گیا اور عدالت جنگی نے حسب الحکم شاہی اِس کو بدخواہ
سلطنت قرار دیکر اُس کے قتل کا حکم دیدیا مگر دارا نے اِس قتل کے حکم کی عوض میں یہہ
ترمیم کردی کہ اِس کے واسطے صرف اسقدر سزا کافی ہے کہ اُس کو زخموں سے چور
کردیا جائے اور اُسکے ناک کان کاٹ کر شہر بابل کے دروازہ پر ڈالدیا جائے تاکہ اُسکو

معلوم ہو کہ ایسے خیالات ظاہر کرنے سے ایک شہنشاہی فوج کے ملازم کو کس قسم کی سزا بھگتنی پڑتی ہے اور نیز اسکو اہل بابل و کالدیا کی حمایت پر جو ہر دو سنگ بعنے اسکے ساتھہ رحم کی غرض سے ظاہر کرنے پر آمادگی ہے لہذا اسکو بھی یہ دیکھنا چاہیئے کہ یہہ اہل بابل کا شریک ہو کر کیا کر سکتا ہے اور نیز ایک وقت خاص میں اپنے حمایتوں یعنے بابل والوں کے ساتھہ اسکو قطعی نیست و نابود کر دیا جائے تاکہ صلاح وعقل کو یہہ بات بخوبی ظاہر ہو جائے کہ ایک ایسے بڑے سردار سلطنت کو اپنے کیفر کردار میں کیسی زبردست پاداش بھگتنی پڑی ہے چنانچہ اس حکم شاہی کی فوراً تعمیل کی گئی اور جلادوں نے اسکے بدن کو شدید زخمی اور مجروح کر دیا اور اسکے ناک کان کاٹ کر اسحالت میں کہ خون کے شرارے اسکے جسم سے بہہ رہے تھے بابل کی شہر پناہ کے ایک دروازہ پر ڈالدیا۔

مگر اس سے زیادہ ایک اور عجیب امر ہے جسکو ناظرین کتاب بڑی دلچسپی سے پڑہینگے یعنے زوفائرس پر اسطرح بادشاہ کی خفگی اور عتاب اور اسکے زخمی کرنے کی تجویز پر اور کارروائی میں ایک خاص بھید اور رمز تھی اور جس سے سوائے دارا اور زوفائرس کے اور کوئی بھی واقف اور مطلع نہ تھا۔

اس واقع کی اصلیت مورخین قدیم نے اسطرح لکھی ہے کہ انجمن مذکور کے منعقد ہونے سے ایک روز قبل رات کو جبکہ دارا نہایت مضطر اور فکرمند تھا اور بابل کے محاصرہ کو بہت طول پہنچ گیا تھا زوفائرس نے کہ ہر وقت اسکی خدمت میں موجود رہتا تھا اور اسکی خلوت و جلوت کا حاضر باش و رفیق تھا اور بوجہہ خاص مراحم وعنایات شاہی کے ایک طرح کا گستاخ بھی تھا بادشاہ سے ایک روز تنہائی میں کہ اسوقت سوائے دارا اور زوفائرس کے تیسرا شخص موجود نہ تھا نہایت خوبی اور ادب کے ساتھہ حسب ذیل مضمون عرض کیا کہ جناب عالی اس تفکر کی خاص وجہہ جسکا اندازہ کرنے سے خیر خواہان نمک پروردہ کی روح کو پریشانی ہے کچھ بھی سمجھ میں نہیں آتی ہے۔ اگر اسقدر فکر شہر بابل کے طول محاصرہ کے باعث سے ہے تو بنسبت اندوہ و فکر کے اسکو کامیابی کے ساتھہ ختم کرنے کی جانب کوشش اور توجہہ کرنی ضروری ہے اور اگرچہ بندگان شہنشاہی نے اس معرکہ اور جنگ کی اصلیت کی جانب پوری توجہہ فرمائی ہو اور ان پہلوؤں کا اندازہ فرمالیا ہے جو ایسے عظیم الشان رزم آرائیوں اور میدانداریوں کے نتیجوں سے متعلق ہوتے ہیں تاہم حضور بندگان عالی کا یہہ قاعدہ

ہمیشہ سے رہا ہے کہ اپنے بندگان خاص الخاص کے بعض معروضات پر جو نہایت خیرخواہی اور ایک وفادارانہ گرمجوشی سے بارہا پیش ہوتی رہیں بلکہ بعض حالتوں میں نہایت مرحمت سے انہیں ملدرامد کا حکم بھی دیا گیا ہے۔ اور اس سے ایسے نتائج پیدا ہوئے ہیں۔ جو حضور عالی کی کمال خوشنودی اور ان وفاداروں کی مزید عقیدتمندی اور اعزاز و احترام کا باعث قرار پاتے ہیں۔

شاہان کیانی اور پیشدادی عدالت شعار فرمانروا ایران میں ابتک جسقدر اورنگ آرائے سلطنت ہوئے ہیں اور ایک بیشمار فرمانروائی کے سلسلے میں اپنی زبردست اور نمودار حکومت اس وقت آباد طبعی پر قایم کر چکے ہیں اگرچہ وہ سب آسمان دنیا کی نہایت تابندہ ستارے تھے تاہم ان سب میں صرف حضور مع النوری کی ذات معدلت صفات کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ نہایت اہم معاملات سلطنت اور دقیق رموز مملکت میں بندگان شہنشاہی کی رائے اور تجاویز قطعیہ کو نہایت وقعت کے ساتھ ایک عجیب لاثانی اور قابل اطمینان نتیجہ حاصل ہوتے دیکھا جاتا ہے اسکے علاوہ اصول فرمانروائی میں آج کل حضور کے مراحم اور عطوفات شاہی سے یہ بات لازمی کر دی گئی ہے کہ نہایت جاں نثار اراکین سلطنت کی رائیں اور انتظام ملک کے متعلق انکی عام تجاویز حضرت شہنشاہی کی غور اور توجہ کے واسطے حسب موقع و ضرورت بخوف وباک اور کسی قسم کی لمحہ تامل کے پیش ہوتی رہیں بہرحال جبکہ حضور بندگان عالی کی رائے میں سلطنت کے استحکام کے لیے ایسے مصالح یقینی سمجھ لیے گئے ہیں تو اسکے ساتھ یہ بھی ضرور ہے کہ مشیران سلطنت اور قدیمی نمکخواران بادشاہی اسوقت ایسی عقل و دانش اور خوبیوں کا مجموعہ ہیں کہ جو ہر طرح قدوم شاہی اور نیز اپنے ملک و قوم پر جان دینے کیواسطے آمادہ ہیں اور علے ہذا انکے ذاتی قابلیتوں کا بھی حضور بندگان عالی نے کامل اندازہ کر لیا ہے اسوقت جو ہنگامہ اور معرکہ درپیش ہے اور کالدیا کے چند نامرد سرگردہ ہوتے جو کمال حیلہ بازی ہمارے شیر شکار سپاہیوں کو ایک قسم کی گیدڑ بھبکی دکھاتی ہے اگرچہ یہ امر کوئی نہایت ہی اہم اور ایسا مسئلہ نہیں ہے جسپر بندگان عالی کو کوئی خاص فکر یا عظیم تر توجہ ہو تاہم بہ حالت طوالت محاصرہ و نیز اس خیال سے کہ چیونٹی بھی اگر دشمن ہو تو اسکو بڑے ہاتھی کے برابر سمجھ کر کسی وقت اسکے دفعیہ کی تدبیروں اور کوششوں سے غافل نہ رہنا چاہیے انہی اسباب سے نہایت ادب کی جرأت حاصل ہے کہ بمقابلہ تمام تر اندوہ اور بعض ایک جان فرسا فکر کے

اسکی حل مشکلات کی جانب بندگان عالی کی توجہ ضروری ہے مگر جہانتک میرا خیال ہے بمقابلہ
ان وسائل اور تدبیروں کے جو دیگر سرداران سلطنت اور نہایت بیدار مغز مدبرین مملکت کی
نہایت تیز وزن رایوں کا نتیجہ ہوں گی سیتے جو خاص تدبیر دشمنوں کے نیست و نابود
کرنے اور شہر بابل پر نہایت آسانی سے قابض اور مسلط ہو جانے کی اندازہ کی ہے اسکا اظہار
سب سے پہلے پیشگاہ بندگان عالی میں ضروری ہے کیونکہ اسکی نوعیت کچھ اس قسم کی ہے
جو بالکل تدابیر ملکی مالکی طرز و روش سے جداگانہ ہے۔

اور گو عام طور سے یہ خیال ممکن ہے کہ وہ تدبیر کسی خیر خواہ سلطنت کے واسطے خطرناک ہے
تاہم جبکہ ہمیں اپنی سلطنت اور ذات بندگان شہنشاہی کی حفاظت و سلامتی کے لیے ہر قسم
کے نتائج اور تدابیر پر لحاظ رکھنا ضرور ہے اور واجب و لازم ہے لہذا میں یقین کے ساتھ
یہ خیال اپنے دل میں قایم کر چکا ہوں کہ اس تدبیر کے انجام دینے سے بمقابلہ کسی ایک نفس
ملازم سلطنت کے اگر ہمیں اس محاصرہ میں کامیابی اور اپنی سلطنت کا اعزاز قایم رکھنے کے
تدابیر سے کوئی قابل اطمینان نتیجہ حاصل کرنا منظور ہو تو نہایت گرمجوشی اور سرگرمی سے جہانتک
جلد ممکن ہو اسکو مکمل کرنے کی جانب کامل توجہ کرنا از قبیل واجبات ہے۔

اور وہ تجویز یہ ہے کہ کل کے روز ایک خاص دربار منعقد کیا جائے جسمیں تمام سرداران سلطنت
حاضر ہوں اور اسوقت اس معرکہ اور نیز موجودہ محاصرہ کی نسبت ان لوگوں سے رائے لیجائے
میں اسوقت نہایت گرمجوشی سے مخالفین کی حمایت کا اظہار کرونگا اور نیز میرا خیال صاف طور
یہی ظاہر ہوگا کہ جہانتک جلد ممکن ہو اس محاصرہ کو اٹھا لیا جائے اور ہمکو اس بات کا اوّل
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
کا ظاہر ہونا ہوگا اور اسوقت ایسی [illegible] اور خطرناک رائے ظاہر کرنے [illegible] کو سب
سلطنت جو سزا دینی چاہیے اسکے نفاذ کی جانب بندگان عالی کو فوراً توجہ فرمانی ہوگی
اور اسکی تعمیل میں بندگان شاہی کو ایک خاص تبادلہ خیال [illegible] سزا کی بابت ضرور ہوگا یعنی
دراصل یہ تو مجرم کو فوراً سزائے موت دیجاتی ہے مگر مجھے جلاد حسب قاعدہ قدیم سلطنت

حاضر دربار ہوتے ہیں وہ حکم شاہی کے بموجب صرف اسقدر سزا دیں کہ ہیں زخموں سے جو مہلک نہوں چور کر دیا جاؤں اور ناک کان کاٹ کر اور نیم مردہ کر کے مجکو شہر پناہ بابل کے ایک دروازہ پر ڈالدیا جائے۔

اسکے بعد جو کچھ نتیجہ پیدا ہو گا اسکو حضور خود آنکھوں سے دیکھینگے کہ کس آسانی سے اور کس شوکت و اقتدار کے ساتھہ ہم بلا درد سر شہر بابل پر قابض ہوجائینگے اور اسکے نافرمان اور متمرد باشندوں اور کالدیا کے مغرور سرداروں کو تہ تیغ کرسکینگے دارا نے اس عجیب وغریب تجویز اور تدبیر کو جو زوفائرس نے نہایت صداقت دلی اور گرمجوشی سے پیش کی تھی اور جو سراسر جان نثاری اور طرح طرح کے خطرات سے جنکا اثر صرف زوفائرس کی جان پر پڑتا تھا معمور تھی سنا اور بکمال مرحمت کے ساتھہ یہ جواب دیا کہ دوست اے میرے قدیم رازدار اور نہایت عزیز وفادار سلطنت (زوفائرس) اس تجویز میں تیرے جان جاتے رہنے کا کامل خطرہ ہے اور پھر بھی کوئی کامل یقین ہمیں اپنے مطلب و منصوبہ کی کامیابی کا پیش نظر نہیں ہے بس جبکہ حالت ایسی مشتبہ ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس عدیم النظیر شخص کی زندگی کیونکہ ہمکو واپس ملسکتی ہے جسکی قیمت کا کوئی بھی اندازہ نہیں ہے اور گو سلطنت بابل پر ہم اور بھی تدابیر سے کامیاب ہوسکتے ہیں لہذا میرے نزدیک ایسی کارروائی سراسر بیہودہ ہوگی جسمیں علاوہ نقصان کے میری بدنامی صدیوں تک رہیگی کہ فضول امید اور عجیب موہوم خیال پر ایک ایسا وفادار سردار دشمنوں کے ایسے غضبناک گروہ اور ایک بے پناہ آتش جنگ میں دیدہ و دانستہ ڈالدیا گیا تھا) زوفائرس نے دارا کے اس ہمدردی آمیز انکار کی بابت ایک وفادارانہ شکریہ ادا کیا اور نہایت معقولیت کے ساتھہ اسبات کو ثابت کیا کہ اس تجویز کی کامیابی میں بشرطیکہ کامیابی کے زمانہ تک سوائے میرے اور آپکے کوئی آگاہ نہو شک وشبہ کی ذرا بھی گنجایش نہیں ہے کیونکہ دشمن اسوقت نہایت پریشان اور ہر طرف سے بیرونی امداد کا نہایت تہ دل سے آرزومند ہے اور وہ اسبات کا بھی خواہاں ہے کہ محاصرین (ایرانی فوج) میں کسی طرح نفاق پیدا ہو اسکے علاوہ جبکہ اسکو اسبات کا کامل یقین ہے کہ حضور بندگان عالی کے جتنے احکام ہیں وہ نہایت اندازے کے ساتھہ ہوتے ہیں پس میری بامصلحت مذکورہ سزا ہی وہ کسی رمز اور غرض خاص کے ساتھہ کسیطرح نہیں خیال کرسکتے ہیں بلکہ انکے پاس لطور ایک مستغیث اور پناہ گزین کے میرے پہنچنے

انکی رائے میں حد درجہ غنیمت ہوگا اور پھر اپنے فائدہ کی غرض سے میری اشمالت اور رضامندی وہ ضروری سمجھینگے اور جہانتک انکے امکان میں ہوگا وہ مجھسے سازوباز قایم کرنا اپنی نجات کے واسطے لازمی یقین کرینگے اور اسکے بعد جو حالات اور واقعات پیش آئینگے انکے متعلق وقت پر جو مصلحت لازم ہوگی اسکا عملدرآمد کرونگا گو اسکی اطلاع پیشگاہ سلطان میں نہ پہنچ سکے مگر یہ ضرور ہے کہ میں فلان فلان کارروائی کرونگا اور نیز دہو کہ دینے عام باشندگان بابل اور اہل کالدیا کی میں شہر سے نکلکر چند معمولی حملہ اپنی (ایرانی) فوج پر کرونگا جسمیں یقین ہے کہ خونریزی ہوگی اور یہ خونریزی ہماری ہی فوج کے نقصان کا ایک بہت بڑا جزو ہوگی مگر میرا خیال ہے کہ جب بندگان عالی میرے اس تمام سلسلہ کارروائی اور حکمت عملی پر لحاظ فرمائینگے تو یہ امر بخوبی ثابت ہوجائیگا کہ اس سے بہتر اور کوئی تدبیر دانشمندانہ عریضہ سے اسوقت ایسے عظیم الشان شہر اور اس طرح کی گرمجوشی اور خونریز شدید دشمنوں کے تباہ کرنے اور انپر غلبہ اور فتح حاصل کرنے کی نہیں ہوسکتی تھی۔

بہرحال زوفائرس نے اس معقولیت اور مناسبت کے ساتھ دارا کے سامنے اپنی تجویز کے پہلوؤں اور اسکے نکات کو پیش کیا اور سمجھایا کہ شاہ مذکور اس تجویز کے عملدرامد پر راضی ہوگیا اور اسکے بعد جو کچھ کارروائی ہوی وہ سب اول سے آخر تک ناظرین کے ملاحظہ میں گذرچکی ہے خلاصہ یہ کہ جسوقت سے زوفائرس دارا سے علیحدہ ہوکر شہر بابل میں مصنوعی طور سے پناہگزین ہوا ہے اور ایرانی فوج کے شہر میں داخل ہونے تک جو کچھ کارروائی زوفائرس کی جانب سے ہوی اسکو زوفائرس یا دارا کے سوا اور کوئی بھی نہیں سمجھ سکتا تھا۔ اور باوجود اس امر کے کہ زوفائرس کے متواتر حملوں میں چند دستے ایرانی فوج کے گرفتار ہوگئے جو شہر کے اندر حالت محاصرہ اور خاص زوفائرس کی نگرانی میں رکھی گئی اور نیز اسکے ہاتھ سے تقریبا سات ہزار ایرانی مختلف حملوں میں مارا گیا مگر دارا نے اسکا کچھ بھی خیال نہیں کیا جس سے تمام سرداران فوج کو ایک عظیم حیرت اور تعجب دامنگیر تھا مگر وہ یہ بالکل نہ سمجھتے تھے کہ ایسے شخص کے مجروح کرنے کی معاوضہ میں جو نہایت ہی اعلے درجہ کی دانشمندی سے تھوڑے عرصہ میں انکو سلطنت بابل کا مالک اور قابض بنا دیگا یہ خونریزی کچھ بھی قدروقیمت نہیں رکھتی ہے

بہرحال زوفائرس کی تجویز کے بموجب ایرانی فوج مذکورہ دروازوں سے شہر بابل میں داخل ہوگئی

تو اسنے فوراً دونو دروازوں پر قبضہ کر لیا اور جب تک اہل شہر کو اس عجیب اور نہایت ہی خطرناک
انقلاب کی خبر ہو دارا مع اپنی کل جرار فوج کے شہر میں داخل ہو گیا اور اسنے بیدریغ اور بلا
تامل شہر کے قتل عام کا حکم دیدیا چنانچہ شمار کیا گیا ہے کہ اس روز کے قتل عام میں صرف پانچ
لاکھہ مرد خانہ نشین مارے گئے تھے اور اسکے علاوہ عورتیں اور اطفال بھی بیشمار تہ تیغ ہوئے اس
خونریزی عظیم کے بعد دارا محل شاہی بابل میں ایک چیدہ ایرانی دستہ کے ساتھ گھس گیا اور
اس حکمران کو جو بخت نصر کی اولاد میں تھا اور جسکے مورث اعلےٰ کو کیکاؤس نے بعد فتح اس ملک کا
باجگذار حکمران کر دیا تھا گرفتار کر کے قتل کرا دیا اسکے ساتھ اور بھی شاہزادے مارے گئے اور اسکا
تمام سامان جو جواہرات اور سونے چاندی کا طلسم تھا لوٹ لیا گیا اور شاہی خاندان کی جسقدر
عورتیں اس محل میں تھیں وہ قید کر کے ایران کو بھیجدی گئیں۔
اور بجائے وہاں کے اصلی حکمران خاندان کے تمام صوبہ بابل و کالدیا گورنر زوفارس مقرر کیا
گیا جسکی شمشیر و تدبیر سے اتنی بڑی فتح بلا دردسر دارا کو حاصل ہوئی تھی سب سے زیادہ مورخین
کی قابل توجہ تسخیر و قبضہ شہر بابل کے بعد جو دارا نے کی وہ یہ تھی کہ بابل کے شہر پناہ کی دیواریں
ایک بڑے درجہ تک منہدم کر دی گئیں جسکے باعث محاصرین کو شہر پر آسانی سے قبضہ حاصل
ہو جانے کی تدبیر آیندہ کے واسطے پیدا ہو گئی اور اسکے دروازے جنکی تعداد پورے سو کے
اندر تھی بالکل گرا کر نیست و نابود کر دی گئیں اور اسطرح یہ پیشین گوئی پوری ہوئی کہ وہ بابل کی دیواریں
منہدم ہوں گی اور اسکے دروازے گرا دیے جائینگے ہیروڈوٹس مورخ یونانی کے قول کے
بموجب بابل کی یہ دوسری تسخیر یا فتح تھی اور یہ ایک عجیب امر ہے کہ احکام الٰہی خدا کے ارادہ
کے بموجب جس سے کوئی امر پوشیدہ نہیں ہے کسطرح پورے ہوتے ہیں۔

## بابل پر سکندر اعظم کا قبضہ

اکثر مورخین قدیم لکھتے ہیں کہ دارا کی فتح کے بعد بابل کو سکندر اعظم نے فتح کیا تھا جس میں شہر کی
تیسری بربادی شمار کی جاتی ہے مگر یہ بربادی دراصل بربادی نہیں یقین کی گئی ہے کیونکہ
بخلاف ایرانیوں کے سکندر کا مذہب اہل بابل کے عقائد سے بہت کچھ ملتا جلتا تھا۔
بابل پر سکندر کی حملہ اور یورش کی اصل یہ وجہہ بیان کیگئی ہے کہ ایک زمانہ میں علاوہ ایشیا
کے بہت بڑا حصہ یورپ بھی شاہان ایران کے ماتحت ہو گیا تھا اور اسکی چند سلطنتیں گورنمنٹ

ایران سالانہ معینہ خراج دیتی تہیں چنانچہ یونانی حکومت بہی ایک تہوڑے عرصہ سے اسکی مطیع فرمان ہوگئی تہی اور دارا کے زمانہ تک قلب (فیلقوس) بادشاہ یونان ومقدونیہ وغیرہ معمولی خراج ہر سال سلطنت ایران کی نذر کرتا رہا تہا مگر آخر زمانہ فیلقوس میں جب دارا ثانی داراب تخت نشین ہوا تو یونان کی سلطنت میں بہ نسبت سنین گذشتہ کے ایک نہایت قابل اطمینان تبادلہ نظم النظام میں ہوگیا تہا اور ایک عام قومی جوش اسباب پیدا ہوگیا تہا کہ آزادی اور ایران کی سلطنت کی اطاعت سے سبکدوشی حاصل کرنی چاہیئے لیکن اس جوش کا اظہار عہد فیلقوس میں پورے طور سے نہو سکا مگر جب تہوڑے زمانہ کے بعد قلب (فیلقوس) مرگیا اور سکندر اسکا جانشین ہوا اور یونان کا تاج فرمانروائی ایک ایسے شخص کے سر رکہا جو خود تمام دنیا کی تسخیر اور زیر نگین کرنے کا داعیہ رکہتا تہا تو اس آزادی کی تجویز کو پوری طرح سے تکمیل ہوگئی اور بادشاہ موصوف نے اپنی تخت نشین ہونے کے بعد سلطنت ایران کو حسب قاعدہ خراج مذکور نہ روانہ کیا اور باوجود طلب انکار کیا تو اسنے بعد طویل خط و کتابت کے اپنی فوجوں کو جو سکندر کے ملک کی سرحد پر رہتی تہیں جنبش کرنے اور حملہ کرنے کا حکم دیدیا۔

گو ایرانیوں نے بڑی دلیری سے سکندر کی سرحد پر حملہ کیا مگر بوجہہ دانائی سکندر اور اسکے رفقا اور سرداران سلطنت کے اس حملہ میں سخت ناکامی ہوی اور ایرانی فوج وہاں سے بہاگ کر ایک اور مقام پر خیمہ زن ہوئی سکندر نے اس شکست کے بعد ایرانیوں کا تعاقب ضروری سمجھا اور اب اسکی رائے میں یہ امر قطعی ہوگیا کہ سلطنت ایران کا فتح کرلینا اسوقت ذرا بہی دشوار نہیں کیونکہ دارا کی فوج کی حالت یونانیوں کے مقابلے میں بہت ناقص تہی اور اسلیے وہ ایک جرار فوج کے ساتہ اس حصہ ملک کو جو عملداری ایران میں داخل تہا فتح کرتا اور ایرانی فوجوں کو متواتر شکست دیتا ہوا بابل کی سرحد کے قریب پہنچگیا اور یہاں بعد کسیقدر معمولی ہنگامہ آرائی کے اسنے خاص شہر بابل کا محاصرہ کرلیا۔ بابل کے دروازے اگرچہ دارا کے حکم سے بالکل گرا دیے گئے تہے تاہم مادیوس ایرانی جنرل متعینہ بابل نے پناہ گزین کا کامل اہتمام و انتظام کرلیا تہا اور اسمیں شک نہیں ہے کہ اگر اہل شہر سکندر سے سازش کرکے شہر کے دروازے نہ کہولدیتے تو یکایک اسکا فتح کرنا اور مذکورہ ایرانی جنرل پر غلبہ حاصل کرنا آسان امر نہ تہا سکندر کے قبضہ بابل کی اصل وجہہ خیال کی گئی ہے یا جس آسانی سے اسکو شہر بابل ایرانی جنرل کے مقابلہ میں قبضہ حاصل ہوا ہے اسکا سبب مورخین کے نزدیک صرف یہی قرار پایا ہے کہ تمام

اہل شہر اور باشندگان بابل سکندر کے عقاید اور اسکے مذہب سے واقف تہے اور نیز وہ یہ اچھی طرح جانتے تہے کہ بمقابلہ موجودہ افسران ایران کے اسکے سرداروں کی دانشمندی اور رحمدلی کیسی علے الاعلان اور بانتیجہ مشہور ہو رہی ہے اور اسکے علاوہ وہ ایک قدیمی آتش انتقام میں ہر وقت جو ایران کے خلاف انکے دلوں میں مشتعل تہی سلگتی رہتی تہی بہرحال کچھ زمانہ تک سکندر بابل کی دیواروں کے نیچے پڑا رہا اور ایرانی محصور فوج پر غلبہ حاصل کرنے اور خاص شہر پر قبضہ کرنے کی بابت جو مشکلات اسکو پیش آئی تہیں وہ نہایت سخت تہیں اور بوجہ ایک زبردست مورچہ بندی اور مختلف وسائل پناہ گزین کے مناسب طور سے متحمل ہونے کے یہ فاتح ایشیا عرصہ تک نہایت حیران اور پریشان رہا - بابل کے اصل باشندے اگرچہ بظاہر ایرانی فوج کے شریک تہے مگر باطنًا سکندر کے اس محاصرے سے نہایت خوش تہے اور وہ دیوار پر سے اپنی جدید بادشاہ اور اسکے فوج کی حملہ آوری کی حالت کو دیکھتے تہے اور اس تاک میں لگے ہوئے تہے کہ کس طرح اسکو شہر پر قبضہ دیکر اندر داخل کر لیا جائے چنانچہ ایک رات میں اس مورچہ کیطرف جہاں خاص باشندگان بابل زیادہ تہے سکندر کی فوج کو کامیابی کا موقع ملگیا اور وہ جب تک ایرانی فوج ہوشیار ہو شہر میں داخل ہو گئی - آخر ایک نہایت شدید ہنگامہ اور سخت خونریزی کے بعد ایرانی جنرل عین معرکہ میں مارا گیا اور تمام شہر بابل اور سرزمین کالدیا پر ایک ایسی قوم کا کامل تسلط ہو گیا جو بہ لحاظ اپنی نسل اور طرز و عادات اور علوم و فنون کے دنیا کے اقوام خصوصًا اقوام کالدیا سے بالکل علیحدہ تہی گو مذہب میں کسی قدر مادہ پرستی کے اعتبار سے بابل والوں کے ساتہہ اسکو مشابہت ہو یہ خیال کیا گیا ہے کہ اگرچہ اہل یونان دو ایک صدی سے تہذیب اور حکمت اور دانش میں دنیا کے واسطے ایک نہایت حیرتناک ترقی کی تاریخ قایم کر چکے تہے لیکن جسوقت انہوں نے بعد تسخیر و قبضہ مملکت و خاص بابل اعظم کے اہل بابل و کالدیا کی نہایت ہی طلسمی صنایع و بدایع اور از بس حیرت انگیز طرز تعمیرات اور انکے طریقہ معاشرت کی مجموعی حالت پر اندازہ کر لیے ان خیالات میں یہ امر شامل کر لیا تہا کہ اہل یونان کی موجودہ ترقی اور سرسبزی بدنسبت انکے مقابل میں کچھ بہی درجہ نہیں رکہتی ہے اور جو کچھ دنیوی زندگی کو علے المعیار پہنچانیکے واسطے اسوقت تک باشندگان اسیر یا کر چکے ہیں اسکا مقدمہ بہی ابہی سکندر اعظم کی خاص قوم اور رعایا گروہوں میں ابہی طے نہیں ہوا ہے بس اس قسم کے خیالات نہ صرف عام طور سے ان لوگوں کے تہے جو سکندر کی فوج کے سردار تہے بلکہ خود اسکندر اعظم کی یہ رائے قرار پاگئی تہی کہ بابل کی

قدیم حالت صرف اسکی توجہ سے قایم ہونے کی محتاج ہے اور رجوع بہ لحاظ اسباب کے کہ طریقہ تمدن بابل سے اہل یونان کو عظیم فائدہ پہنچنے کا یقین کامل ہوسکتا ہے اہل یونان کی ایکمکل آبادگی کا مقتضا ہے کہ اسکو از سر نو قدیم طرز و وضع پر پہنچا دیا جائے یعنے بابل میں جسقدر خرابی دارا اور اس سے قبل کمبیا وس کے حملہ او فتوحات سے پیدا ہوگئی ہے وہ سکندر کے خاص توجہ سے بالکل رفع ہوسکتی ہے بالآخر شہنشاہ مذکور اسکندر اعظم نے سابق حملہ آوران بابل کے خلاف اپنے خیالات کو اس شہر کی طرف بالکل بدلدیا تہا اسکی رائے اسباب پر قایم ہوگئی کہ اس شہر کو از سر نو آباد کرنا چاہیئے اور نیز اگر اسکو اپنی تمام مقبوضات ایشیا کا دار الصدر اور یا صرف کشور یونان کا دار السلطنت قرار دیا جائے تو یہاں سے یورپ اور ایشیا دونوں ملکوں پر حکمران ہوسکتی ہے اور تمام وہ مشکلات اور حاجات جو ایسی بڑی سلطنت پر فرمانروائی کے یورپ کی ایک انتہائی نقطہ (یونان) میں مقیم رہتے خاندان فیلقوس و بکار ہوسکتے ہیں اسکے ہیڈ کوارٹر بنا لینے سے بالکل جاتے رہینگے۔ سکندر نے اپنی اس رائے کو نہایت مستحکم کرکے فوراً اسکا عملدرآمد شروع کردیا اسنے بڑے شد و مد سے اپنے تمام ہمراہی انجنیروں اور فن معماری کے واقفکار اشخاص کے نام یہ احکام نافذ کردیئے کہ جہانتک جلد ممکن ہو بابل کی دیواروں کو از سر نو تعمیر و ترمیم کرکے اپنی سابق حالت پر پہنچا دیا جائے اور اسکی دروازے بہی اس اہتمام اور استحکام سے درست کردیے جائیں جسطرح عہد نمرود میں بنائے گئے تہے اور نیز اس بند کے از سر نو بنانیکا حکم دیا جو دریائے فرات میں شہر کے قریب بابل کی سیلاب آب سے محفوظ رکہنے کے واسطے بزمانہ بخت نصر وغیرہ میں تعمیر ہوا تہا اور جو دارا یوش نے اپنی فتوحات بابل کے بعد اسکو خراب کردیا تہا بعل کے مندر کے نئے سرے سے بنا لینے کا حکم دیا گیا ظاہر ہے کہ ان عظیم الشان عمارتوں میں کسقدر دولت بیقیاس صرف ہونے کا اندازہ ہوسکتا تہا جسکے واسطے سکندر نے عام حکم دیدیا تہا کہ بیدریغ اخراجات سے ان عمارتوں کی تعمیر و ترمیم میں کام لیا جائے چنانچہ یہ تعمیر بڑی سرگرمی سے شروع ہوگئی اور ایک عظیم الشان عملہ جس میں لاکہوں آدمی شامل تہے خاص اس کام کے واسطے علحدہ کردیا گیا اور ان کی مزدوری اور دقت کے معاوضہ میں دولت کثیر صرف ہورہی تہی اور عام طور سے یہ یقین کرلیا گیا تہا کہ عنقریب بابل پہر اپنی قدیمی شان و شوکت پر پہنچ جائے گا اور اس کے جو منہدم تعمیرات ہیں وہ زمانہ سابق سے

ہی عمدہ حالت پر آجائینگے لیکن خدا کو یہ امر منظور نہ تہا چنانچہ سکندر کی یہ تجویزیں آخر میں بالکل ناکامیاب رہیں اور ایک ایسے شخص کو جو مورخین نے تمام دنیا کا فاتح تسلیم کرلیا ہے اپنے اِس منصوبہ کے پورا کرنے میں ذرا بھی کامیابی نہیں ہوی اور یہ ایک نہایت عبرتناک واقعہ ہے کہ اِسی زمانہ میں جبکہ یہ سب تیاریاں اور جدید عمارتوں کی بنیاد قایم ہو رہی تہی کہ سکندر اعظم نے اِس زمانہ میں بمقام سکندریا انتقال کیا اور عمارات بابل کی حالت ترمیم بالکل ناتمام رہی

## شہنشاہ آردشیر دراز دست ساسانی (زرکسیز) کا بابل کو غارت کرنا

سکندر کے انتقال کے بعد مختلف زمانوں میں بابل پر چند سلطنتوں نے بڑے زور سے حملے کیے چنانچہ انہیں سے انٹی گونس ڈیمی ٹری اس ۔ انٹوجس اعظم اور یار تہیا والوں کی یورشیں اور انکے متعلقہ واقعات اِس قسم کی ہیں جنسے یہ اندازہ ہوسکتا ہے کہ بمقابلہ شاہان ایران سکے ان حملہ آوروں کی ذات سے سرزمین کالدیا کی نہایت شدید بربادی ہوئی اُن بادشاہوں نے معمولی حملوں کے بعد اِس ملک کو بالکل اپنے قلمرو میں شامل کرلیا تہا اور بابل کی جسقدر ناموری تہی وہ انکے زمانہ میں بالکل خاک میں ملا دی گئی تہی انہیں میں ایک حملہ آور کی عہد میں خاص بابل اعظم کی بربادی اور زوال کو ترقی رہی اور کشورکشا زان خونخوار کے ہمراہیوں نے شہر مذکور کی نہایت نامور خورد و بزرگ عمارات اور شاہی ایوانوں کو منہدم کرنے اور انکو خاک میں ملانیکا ایک حیرتناک سلسلہ جاری رکہا اور اسکی ملکی قوت کا تو نام و نشان بہی قومی حیثیت سے باقی نہ رکہا گیا تہا۔

یہ حالت اگرچہ برائے نام شہنشاہ کیکاؤس کے زمانہ سے شروع ہوئی لیکن دارایوش کے عہد میں اِس تجویز کو کامل استحکام ہوگیا کہ بابل کی قومی حکومت قطعًا مٹا دیجائے اور اسکی تعمیرات قدیم جنسے حملہ آوروں کو مشکلات و بکار ہونیکا اندیشہ ہے بالکل منہدم کردیجائیں چنانچہ جب دارا کی فوج نے بابل پر زوفائرس کی چالاکی سے قبضہ اور غلبہ حاصل کیا ہے تو شہر مذکور کی دیوار بلندی میں ایک ثلث سے زیادہ کم کردی گئیں اور اسکے عظیم الشان اور نہایت مستحکم دروازہ جنکی تعداد ایک سو تہی بالکل توڑ پہوڑ کے بے نشان کردی گئیں اور اسکے بعد سکندر اور دیگر بادشاہوں نے جنمیں سے اکثر سکندر کے سردار اور معتمد رفقا میں سے تھے اسکو تاخت و تاراج کیا لیکن انکی تاخت و غارتگری آردشیر ایرانی شہنشاہ کے حملوں سے زیادہ نہ تہا شہنشاہ مذکور جو اسا

ساسانی میں ایک نہایت نامور ایرانی شہنشاہ ہوا ہے یونانی حملہ کی وجہ سے بہت مشہور رہا ہے
اسنے سکندر کی فتح ایران اور اسکی فوج کشی کا انتقام لینے کی غرض سے جو جہد داریوش میں
ہوئے تھے اور جسکی وجہ سے ایرانی قدیم سلطنت کی بنیاد متزلزل ہوگئی تھی یونان پر ایک ہی
جرار اور خونخوار ایرانی فوج کے ساتھ حملہ کیا تھا جسمیں نہایت سخت خونریزی کے بعد انکو ناکامیابی
ہوئی اور مجبور جب وہ اس معرکہ سے واپس ہوا ہے تو راہ میں اسنے بابل کی تسخیر اور غارتگری
کا مصمم ارادہ کیا اسنے نہایت تھوڑے سے مقابلہ میں یہاں کے حکمران کو گرفتار کرکے قتل
کردیا اور بابل کے اندر گھسکر شہر کے باشندوں کو خوب لوٹا اور علاوہ عام باشندوں کے غارتگری
کے اور انکو قتل و قمع کے اسنے تمام سرزمین کالدیا کے مندر قریبًا منہدم کرادئے اور خاصکر بابل
کے مندروں کو خوب لوٹا تمام مال و اسباب جو ان مقامات میں کہ جہاں سونے چاندی کے
دریا بہ رہے تھے ایک تعداد کثیر میں موجود تھا اسکی فوج نے لوٹ لیا اور جسقدر مورتیں سونے
اور چاندی کی تھیں اور جنمیں نہایت بیش قیمت جواہرات جڑے ہوئے تھے انکو بالکل لوٹ کر
ایران بھیجدیا۔ اسبات کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ ابتداء سے حملہ کیکاؤس سے لیکر
آرتشیر کے حملہ تک جسقدر غارتگری اور بربادی بابل کی ہوئی ہے وہ حملہ آوروں کے ہاتھ
صرف خونریزی اور مکانوں کی مسماری اور زر و مال کی لوٹ پر محدود تھی لیکن آرتشیر کے عہد
میں ایک خاص کاروائی بابل والوں کے بے نام و نشان کردینے کے لیے ہوئی جس سے انکی قدیمی قوت اور
نسلیں بالکل برباد ہوگئیں اور وہ یہ کہ اسنے یعنے آرتشیر نے اہل بابل کی ایک بڑی تعداد اسیر کرکے ایران کو بھیجدی یہ
اسیر بابلی ایرانیوں کے لونڈی غلام بنائے گئے اور مورخین کی تعداد میں انکی تعداد دو لاکھ کے قریب بیان کیجاتی
ہے اور جسقدر سونا اور جواہرات اسنے بابل کے مندروں وغیرہ سے لوٹا تھا اسکی مقدار مورخین سابق کے نزدیک ۵۰ کروڑ روپیہ بتلائی گئی ہے

## ڈیمی ٹری اس بادشاہ کی بابل پر چڑھائی

ڈیمی ٹری اس جسکی نسبت بعض مورخین یورپ کا خیال ہے کہ وہ سکندر اعظم کے زبردست سرداروں
میں سے تھا اور اسکی (سکندر کے) مرنے کے بعد مملکت بابل کے قریب کسی صوبہ پر خودمختار
ہوگیا تھا بابل کی دولتمندی اور زرریزی کو بخوبی دیکھ چکا تھا وہ اسکی حیرتناک زرخیزی اور
بیقیاس دولت و مال کی نسبت یہ یقین کرچکا تھا کہ ہر چند بابل کے خزانوں کو تباہ کیا جاسکے
لیکن وہ کسی طرح کم نہونگے پس وہ اسبات پر آمادہ ہوا کہ ایک خاص تدبیر کے ساتھ اسپر حملہ کرے

چنانچہ نہایت چالاکی اور مدبری کے ساتھ اس منصوبہ کی غرض سے روانہ ہوا اس زمانہ میں بابل کی حکومت ایک سردار یونانی ہیٹرو کلس نام کو تفویض تھی جو سلیوکس جانشین سکندر اعظم کا ایک گورنر تھا۔ گورنر موصوف کے پاس اسوقت بہت تھوڑی سی فوج تھی اور وہ ڈیمی ٹری اس کے حملے کے مقابلہ کے لیے بالکل تیار نہ تھا اور نہ اسکو اس حملہ آوری کی کوئی خبر و اطلاع پہلے ہی ہوئی تھی۔ بہرحال جسوقت ہیٹرو کلس ڈیمی ٹری اس کے اس حملہ آوری اور یکایک ایک خونخوار لشکر کے ساتھ بابل کی طرف روانہ ہونے کی خبر پہنچی ہے تو وہ بہت پریشان ہوا اور اسقدر دہشت زدہ ہو گیا کہ سوائے شہر چھوڑ کے بھاگ جانے کے اسکو اور کچھ بھی نہ بن آیا کیونکہ جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے اسوقت ہیٹرو کلس کے پاس فوج نہایت کم تھی اور سامان جنگ بھی اچھا نہ تھا بہرحال اسوقت اسکو سوائے اس تدبیر کے اور کوئی چارہ نہ ہوا کہ اسنے تمام باشندگان بابل کو عام طور سے یہ حکم دیدیا کہ وہ لوگ اس شہر کو بالکل خالی کر دیں اور یہاں سے دور ساحل فرات کے ریگستان میں جا کر قیام اختیار کریں چنانچہ اس حکم کی پوری طرح تعمیل کیگئی اور اسکے بعد خود ہیٹرو کلس بھی شہر کو برباد کرنے اور بالکل خاک برابر کر دینے کے بعد باہر نکلگیا اور اسنے بمقابلہ دیوار ہائے شہر پناہ میں محصور ہونے کے دریائے فرات کے نمناک ساحل میں دشمن کے اس حملے کے وقت اسنے زیادہ مناسب سمجھا جسکا یہ انجام ہوا کہ جسوقت ڈیمی ٹری اس بابل میں داخل ہوا ہے تو اسکو ایک بالکل ویران اور برباد شدہ شہر پایا۔

اسطرف بابل والے جو ہیٹرو کلس کے حکم سے شہر چھوڑ کے ریگستان فرات کی طرف چلے گئے تھے انہوں نے بعوض اس امر کے کہ ہیٹرو کلس کی ہمراہی اختیار کریں مختلف مقامات کی جانب جلا وطنی اختیار کی وہ دریائے فرات کے کنارے سے بڑھتے اور طرح طرح کے مصائب برداشت کرکے اور بیحد تکلیفیں اٹھاتے ایک بہت بڑا سفر طے کرنے کے بعد دریائے دجلہ کے ساحل میں پہنچ گئے اور پھر یہاں سے مختلف مقامات میں پھیلتے ہوئے انہوں نے شہر سوسیانہ میں جو اس زمانہ میں عراق عجم میں ایک نہایت نامور شہر تھا جا کر سکونت اختیار کی اور اس عظیم الشان تعداد جلاوطنان بابل کے علاوہ انہیں سے اکثر دریائے فرات کے نمناک ساحل کے مختلف ٹکڑوں اور ریگستانی قطعوں میں بھی سکونت گزین ہو گئی اور اسطرح باشندگان ملک کی ایک بڑی تعداد کم ہو گئی۔ مگر بعض مورخین کا بیان ہے کہ تھوڑے سے عرصہ کے بعد یہ جلاوطن اہل کالدیا سرزمین بابل کو واپس چلے آئے اور اسمیں پھر ایک عجیب سرسبزی کی حالت پیدا ہونے لگی لیکن جبکہ خدا کی مرضی اسکی بربادی کے واسطے

قطعی اور حتمی ہو چکی تھی تو پھر یہ مقام کیونکر آباد ہو سکتا تھا چنانچہ بیلی اور اکثر عیسائی مورخین لکھتے ہیں کہ سکیوس خاندان کے بعد جو قوم حکمران ہوئی اسنے بابل کے قریب ایک اور شہر آباد کرنا چاہا جسکی تعمیر میں خاص اِس شہر کا مصالحہ کھود کر لگایا گیا تھا اور یہاں کے اکثر باشندے بھی وہاں بھاگکر آباد ہو گئے اور اِس سے شہر مذکور کی ویرانی اور عظیم ترین بربادی کو بہت بڑی مدد پہنچی اور یہ وجہ زیادہ تر شہر بابل کی بطور ایک نہایت مختصر رہجانے کی سمجھی جاتی ہے۔ اور کچھ شک نہیں ہے کہ اِس نقل مکان یا دوسرے جگہ آباد ہونیسے شہر بابل کی ایک بڑی مقدار کا رقبہ آبادی سے بالکل خالی ہو گیا اور اِس عرصہ میں بطلیموس شاہ مصر ڈالمی یورگٹیس نے جو کہ اطراف فرات کی آبادیوں کی تسخیر اور فتح کرنے میں مصروف تھا بابل پر حملہ کیا اور ڈہائی ہزار بت اور مورتیں یہاں سے لوٹ کر مصر کو لیگیا۔

## فراہات بادشاہ پارتھیا وغیرہ کی بابل پہ چڑہائی

ایک اور حملہ بابل پر اِس آخر ترین زمانہ میں ہوا ہے جو سنہ عیسوی سے ایک سو تیس برس قبل شمار کیا جاتا ہے یعنے بقول جسٹن مورخ کے فراہات شاہ پارتھیا نے اِسکاتھیا والوں کی طرز عمل سے ناراض ہو کر انکے ملک پر چڑہائی کی تھی اور اِس یورش کی اصل وجہہ یہ تھی کہ اِسکاتھیا والوں نے جنکے قبضہ میں اسوقت شہر بابل اور سرزمین کالدیا تھی اور جو یہ وجہہ اپنی کثیر آمدنی اور قوت فوج کے بادشاہ فراہات کی عملداری میں ایک بہت بڑا ہنگامہ سرحد پر پیدا کر دیا تھا اور اسطرف جسقدر آبادی اور قصبے تھے انکو لوٹ کر بیچراغ کر دیا تھا اور بہت سے کھیتوں سے غلہ کاٹ کر لیگئے تھے اِسکے علاوہ اِسبات کی بھی ایکسا دہمکی دی تھی کہ اگر سرحدات ملحقہ کو وہ لوگ عملداری اِسکاتھیا میں داخل کر لینا چاہتے ہیں اگرچہ اِسکاتھیں اسقدر طاقتور قوم نہ تھے اور نہ اتنا سامان و لشکر انکے پاس تھا کہ گورنمنٹ پارتھیا سے کھلم کھلا مقابلہ کرتے تاہم اِس گروہ میں کچھ ایسے لوگ بھی تھے جنھیں عرصہ سے بہہ دلی تحریک موجزن تھی کہ وہ خود تمام عراق عجم اور شام تک اپنی حکومت کو پھیلا دیں اور سرزمین کالدیا ایک خود سر سلطنت کے نام سے دنیا میں ایک خاص ناموری حاصل کریں چنانچہ اِس خیال نے اسقدر قوت حاصل کی کہ وہ زبردست شاہان پارتھیا سے چھیڑ چھاڑ کرنے لگے اور نہایت تمرد اور سرکشی کے ساتھ انکی سرحد پر متواتر اور مسلسل حملے کرنے شروع کیے۔

بہرحال جب سرداران پارتھیا کو اِس ناگوار تاخت و تاراج کی اطلاع ہوئی تو اسوقت فراہات بادشاہ

پارتھیانے جو ایک نہایت ظالم مگر بڑا مدبر بادشاہ نہیں حکمراں تھا اُسکی تنبیہ اور گوشمالی کے واسطے ایک لشکر جرار کے ساتھہ اسکا تھیا پر حملہ کیا اِس حملہ کے وقت شہر بابل راستے میں پڑتا تھا پس فراہات کی فوج نے اِس شہر پر حملہ کرکے باشندوں کو خوب لوٹا اور جسقدر یہاں کے رہنے والوں پر شدید مظالم توڑے گئے مگر اسی عرصہ میں اسکا تھیا والوں کی بھی ایک عظیم الشان فوج وہاں پہنچگئی اور اُنہنے بڑی دلیری سے حملہ کرکے عین لڑائی میں فراہات کو شکست دی آخر اِس لڑائی کا یہ انجام ہوا کہ فراہات خود اِس لڑائی میں مارا گیا اور اسطرح اِس ہنگامہ کا خاتمہ ہوگیا مگر تھوڑے زمانہ تک اِسکے بعد اہل بابل اطمینان کی حالت میں رہے کیونکہ فراہات کے مارے جانے کے بعد اسکا بیٹا میتھرا ایڈیطیس اعظم جب پارتھیا کا فرمانروا ہوا تو اُسنے پھر سرزمین بابل پر حملہ کرکے اسکو خوب تاخت وتاراج کیا اور اسکا تھیا والوں سے اپنے باپ کا پورا پورا انتقام لیا بعض مورخین لکھتے ہیں کہ فراہات کے قتل کے بعد پارتھیا میں آرٹابانس پارتھین قوم میں فرمانروا ہوا اور اسکے بعد تھاگاری حکمراں پارتھیا ہوا یہ دونوں بھی اسکا تھیا والوں کے مقابلہ میں قتل ہوے میتھرا ایڈیٹیس اعظم نے جو اسکا یعنے تھاگاری کا بیٹا تھا تخت نشین پارتھیا ہوکر اپنے بزرگوں کی قتل اور اپنی قوم کی شکستوں کا پورا پورا انتقام لیلیا ڈایڈورس سیکیوس مورخ کو تحقیق اِس بادشاہ کا نام یومرس یا ہیمرس تھا مگر بعض مورخ کہتے ہیں کہ یہ بات غلط ہے بلکہ ہیمرس تو یہ کہتی خاندان کا سردار تھا بہرحال اُسنے جسقدر ظلم اہل بابل پر کیا ہے وہ نہایت ہی شدید اور سخت ہے۔ یہ مظالم طرح طرح کے تھے اور نہایت عبرتناک سفاکیوں پر شامل تھے ڈایوڈورس مورخ لکھتا ہے کہ شاہ مذکور نے بابلیوں کی تباہی اور قتل وغارت کا کوئی دقیقہ نہ اُٹھار کھا تھا اُسنے علاوہ خونریزی کے اُنکو بطور لونڈی غلاموں کے فروخت کرنا شروع کیا تھا اور ذرا ذرا سے قصور اور خطاؤں پر اسکے خاندانوں اور گروہوں کو میڈیا کی طرف جلاوطن کردیا اور بڑے اصل ونجیب اہل کالدیا و بابل نہایت کم قیمت پر فروخت کیے جاتے تھے اِسکے سوا اِس بادشاہ نے شہر بابل کے وسیع چوک میں آگ لگادی اور اِسکو جلاکر بالکل نیست ونابود کردیا یہ بازار نہایت رونق دار اور تمام شہر بابل کی جان اور باعث زینت وآرایش سمجھا جاتا تھا اور ہر روز دن کے ایک معمولی وقت پر اِسجگہ تماشائیوں کی اِسقدر کثرت ہوتی تھی کہ رستہ مشکل سے ملسکتا تھا ہیروڈوٹس یونانی اور نیز دیگر مورخین نے لکھا ہے کہ چوک مذکور میں صرف دس ہزار دوکانیں سناروں کی تھیں بہرحال چوک مذکور کی بربادی کے علاوہ اُسنے تمام مندروں کو منہدم کرادیا اور اِسطرح ایک بہت ہی خوبصورت حصہ

شہر مذکور کا نہایت تہوڑے زمانہ میں اسنے نیست و نابود کر دیا اسمیں شک نہیں ہے کہ ہمیرس بادشاہ جو سختی اور تشدد اور ظلم اہل بابل پر کیا وہ اس قسم کا تہا جسکی مثال دنیا کی کسی تاریخ سے نہیں مل سکتی ہے اتنے ماؤں کے سینے پر انکے شیر خوار بچوں کو قتل کیا اور جسقدر ایسے اشخاص یقین اور اندازہ کر لیے گئے تہے کہ جو سلطنت سے سرکشی اور تمردی کر سکینگے انکو صرف گمان اور معمولی مخبری پر قتل کر دیا جاتا تہا اور عام طور سے جہانتک ممکن ہوتا تہا اسنے یہ حکم جاری کیا تہا جسکی تعمیل فوری اور نہایت سختی سے ہوتی تہی کہ باشندگان بابل سے یہاں کی سکونت قطعاً ترک کرا دیجائے اور انکو عراق عجم و میڈیا وغیرہ کی جانب آباد ہونے کے واسطے یہاں سے جلا وطن کر دینا چاہیئے اور اس خیال کو اسنے اسطرح پورا کیا کہ عراق عجم میں فرات اور دریائے دجلہ اور مختلف چھوٹے بڑے دریاؤں کے کنارے جہاں زمین غیر آباد اور افتادہ تہی اسمین لوگ آباد ہونے پر مجبور ہوئے۔

بعل کا مندر جو بخت نصر (نبوکدنضر) کا خاص دیوتا اور تمام سلطنت بہ لحاظ عظمت اور شوکت تمام دیوتاؤں کا سردار شمار کیا جاتا تہا۔ زرکسیز (آردشیر) ایرانی نے اسکے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے تہے ہمیرس نے بالکل کہود کر خاک کے برابر کر دیا۔ آردشیر جسقدر دولت اس مندر سے لوٹ کر لیگیا تہا اسمیں سے صرف سونے کے مقدار کے وزن ۴ لاکہہ پونڈ اندازہ کی گئی تہی۔

جسوقت اہل بابل نے سلوشیا میں جو بابل سے چالیس میل کے فاصلے پر تہا سکونت اور بود و باش کا حکم پایا تہا تو بیشمار باشندگان شہر مذکور مع اپنے خاندانوں اور سامان خانگی کے اس شہر میں چلے گئے تہے اور وہاں کی سکونت اختیار کر لی تہی اور ایک بڑی تعداد ان لوگوں کی عراق کو جلا وطن کر دی گئی تہی ان دونو حالتوں میں مورخین لکہتے ہیں کہ یہ لوگ اپنے خانداقی دگہر کے بُت اپنے ہمراہ لیتے گئے تہے اور اسطرح بتدریج زمانہ کے گذرنے پر انکی پرستش ان اطراف میں بہی پہیل گئی جہاں جہاں یہ لوگ آباد کیے گئے تہے۔

جسوقت بابل میں انکے مندر برباد کیے گئے ہیں تو اسوقت بہی اکثر کافر اور بُت پرست اپنے بتونکو لیکر نکل گئے تہے اور نیز اہل بابل کے دشمنوں نے انکو اگر کسی جگہ غلامی میں بہی فروخت کیا ہے تو یہ لوگ اپنے ساتہہ بتونکو بہی لیجاتے تہے اور اکثر اسی عقیدے پر مرتے تہے یہ عام طور سے خیال کرنے کا مقام ہے کہ عراق عجم و میڈیا ایک زمانہ میں صرف اسکے ماتحت میں شمار کیا جاتا تہا یعنے بابل کے محاصرہ کے لیے صرف اسنے اپنی ہمت صرف کی تہی لیکن علائے تدبیر کی مرضی اور قدرت دیکہیے کہ صرف محاصرہ ہی پر کتفا نہی بلکہ اسکی بت پرستی و بداعمالی کا نتیجہ

ہوا کہ بتدریج اسکی ایسی بربادی اور پامالی ہوئی کہ اسکی نظیر دنیا کی کسی تاریخ میں نہیں ملتی ہے۔
اسکا آخر خاتمہ یعنے محاصرہ کے ۳۰۰ برس بعد یا تاریخ آغاز پیشین گوئی سے ۸۲۰ برس بعد اہل بابل عراق عجم کو لونڈی غلام بنا کر بھیجے گئے تھے ہمپرس جسے اہل تاریخ ہرکانیی قوم کا سردار بتاتے ہیں اسقدر اہل بابل کی ایذا رسانی اور انکی تباہی کے درپے ہوا کہ اسنے قتل و قمع اور غلامی میں داخل کرنے اور نیست و نابود کرنے کا کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا اسنے بابل سے ایک مجموعی حالت کے ساتھ اسکے باشندوں کو مع اپنے خاندانوں اور سامان خانہ داری کے مختلف مقامات میں جلاوطن کردیا اور اکثر اہل بابل اس سے قبل شہر سلوشیا میں بابل کو اجاڑ کر بسائے گئے تھے۔
بعل کے مندر کی عمارت جو دنیا میں بت پرستی کے متعلق پہلے انسانی تعمیر اہل تاریخ کے نزدیک ثابت ہوتی ہے اور شنار کی میدانوں میں نہایت استحکام اور صرف کثیر کے ساتھ بنائی گئی تھی اور اسکے اعزاز و احترام کی اہل بابل کی خاص تہی اور اسکے علاوہ اور بھی بیشمار بتخانے بنے ہوئے تھے ہزارہا پجاری اور پنڈے اور خادم ان مندروں میں مامور تھے اور کروڑوں روپیہ ہر سال انکی تنخواہوں میں اور مختلف اخراجات میں صرف ہوتا تہا اور اسکے ساتھ ہی غیر سلطنتیں جو اسکے ماتحت تھیں سلطنت کا لدیا اور بابل سے رسم و راہ رکھتی تھی انکے سفیر بھی جب یہاں موجود ہوتے تو بنظر احترام و نبر گذاشت سلطنت مذکور ان بتخانوں کا بہت ادب کرتے تھے اور نہایت خلوص ظاہر کے ساتھ یہاں چڑھاوے چڑھاتے تھے مگر یہ حالت بت پرستی جلد اپنے تمام ساز و سامان کے ساتھ نہایت ہی جلد ختم ہو گئی اور جسقدر حکومتیں اور اقوام مصر اور ایران سے لیکر سیڈیا اور خلیج فارس تک پہنچی تھیں وہ سب بابل کی بربادی پر کمربستہ رہتی تہیں۔ اور یہ مخالفت کیکاؤس کے زمانے سے شروع ہو کر بتدریج وارتک پہنچی اور پھر اسکے عہد سے بڑھ کر مختلف زمانوں میں اس شہر اور سلطنت کی بربادی کو مکمل کرتی رہی یہانتک کہ موجودہ زمانہ میں اسکا نام و نشان بھی بجز چند بڑے مٹی کے ٹھیکروں کے سلسلوں اور کھنڈروں کے نہیں ملتا ہے

## بخت نصر (نبوکد نضر) کا فرشہنشاہ بابل کے ابتدائی عروج کا حال اسکی بیت المقدس پر چڑھائی بیت المقدس کی بربادی اور بخت نصر کے ہاتھ سے یہودیوں کی اسیری و قتل و غارت کا مفصل حال

اگر ہمکو اسباب کے خیال کرنے کے جانب توجہ ہو کہ جو خوفناک اور عبرت انگیز واقعات سنہ میں کالدیا

اور بابل میں گذر چکے ہیں انکا ظہور و وقوع کس بنیاد پر ہے تو ہمکو سب سے پہلے بخت نصر کے حالات
ابتدائی اور اسکی بتدریج شہنشاہ بابل ہوجانے اور اسکے ہاتھوں سے خرابی و بربادی بیت المقدس
پر لحاظ کرنا چاہیئے اور نیز یہودیوں اور اکثر انبیا بنی اسرائیل اور آل یعقوب کی قتل و غارت
و اسیری اور نیز اسکے تمام متعلقہ واقعات پر غور کرنا چاہیئے جو بادشاہ مذکور کے ہاتھ سے اسکی
دوران سلطنت میں ظہور پذیر ہوئے تھے

یہ امر کسی آیندہ مقام پر اجمالاً بیان کیا جائیگا کہ شہر بابل کی بنیاد اور اسکے متعلق سلطنت عظیم الشان
کالدیا کو کسنے قایم کیا تھا لیکن یہ امر تمام مورخین کی مستند تحقیقات سے ظاہر ہے کہ بخت نصر
(نبوکدنضر) بھی گو بابل کے موجد اور مورث اعلےٰ کی خاص اولاد میں نہو مگر اسکے خاندان میں
سے تھی اور بابل کا ایک نہایت زبردست اور جرار اور نہایت خونخوار اور ظالم بادشاہ تھا اور
ان تمام مرہم اقوام کالدیا اور ایک نہایت ذلیل اور عالمگیر رواج بت پرستی کا قایم رکھنے والا
تھا جسے نمرود اعظم نے دنیا میں ضلالت شیطان رجیم سے پھیلایا تھا۔ بعض مورخین سابق اور نیز
توریت سے یہ امر بخوبی ظاہر ہے کہ بخت نصر ابتدا میں ایک نہایت ادنے درجہ کی حالت میں زندگی
کو بسر کرتا تھا اگر مذہب کوئی چیز ہے اور ضروری ہے تو اسکے متعلق ہمکو اقوال اور ارشادات
انبیاء پر لحاظ کرنا چاہیئے یہ ایک عام حالت صفحات تاریخ کے دیکھنے سے دریافت ہوتی ہے
کہ ابتدائی پیدایش دنیا کی بہت قریب زمانہ سے ارض فلسطین کی انتہائی نقطہ سے آخر حد
عراق عجم تک جسقدر سطح ملک ہے یہ ان نفوس قدسیہ کا مولد و مسکن اور موطن رہا ہے اور
نیز ہدایت و ارشاد کا مقام خاص یقین کیا گیا ہے۔ جو پیروان کتب الہامی کے نزدیک درجات
عالیہ نبوت پر بیشگاہ رب الجلیل سے وقتاً فوقتاً فائز ہوتے رہے ہیں۔ تمام کتب سماوی اسبات
کی شاہد ہیں کہ بظاہر دنیا میں بھی ایک مقام نظر کرامت پروردگار میں خاص اس مراحم و الطاف
کے واسطے ہمیشہ ملحوظ رہا ہے حضرت شیث سے لیکر حضرت عیسے اور نبی عربی تک جسقدر انبیا
دنیا میں گذرے ہیں انکی مقدس زندگی نہایت باجاہ و جلال انکا اسی سرزمین یا اسکے قرب
وجوار کے ملک سے شروع ہوتا ہے اور یہیں ختم ہوتا ہے اور زیادہ تر مقدس مقام بیت المقدس
جسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے بڑے اہتمام اور اخراجات اور شان و جلال و جبروت سے
تیار کرایا تھا انبیاء بنی اسرائیل کا مرکز زندگانی رہا ہے اور گویا ایک بڑی تعداد ان نفوس
قدسیہ کی یہین کی سرزمین سے اٹھی ہے اور جنہوں نے اپنی ہدایت و ارشاد کا غلغلہ تمام دنیا

شام اور ایشیا کے بعض حصوں میں پھیلایا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جنکی تحریک ذات مقدس سے طنطنۂ توحید کبریائی نے بُت پرستی پر کامل غلبہ پایا اور ایک نہایت زبردست فتح الہامی قوانین اور طریق زندگانی نے حاصل کی تھی اسی سرزمین میں پیدا ہوئے تھے اور انکے بعد آل یعقوب میں سلطنت و نبوت میں اس ملک میں ظاہر و قایم ہوتی رہی۔ مگر اسکے ساتھ ہی بُت پرستی کو بھی کامل زوال نہیں ہوا بلکہ بعض حالتوں میں تو اسکو ایک خاص نمود حاصل ہوتی رہی کیونکہ وساوس شیطانی اور ضلالت نفسانی ان لوگوں پر جو انبیاء کے اکثر منکر رہتے تھے اکثر اسلیے مجبور رہتے تھے کہ لوگوں کو راہ راست سے بہکائیں اور خدا کی نہایت سیدھے راستے سے ہٹا کر ان غاروں میں جنہیں سوائے مصیبت اور نہایت غضبناک آگ کے اور کچھ بھی نہیں ہے۔

اور یہ ذریعہ مستقل طور پر ان لوگوں میں جنکے دل مناظر عجیب کے گرویدہ رہتے تھے سوائے مادہ پرستی کے راسخ کرنے کے اور کسی طرح با نتیجہ نہیں ہو سکتا تھا پس یہ لوگ بطور سرغنائی ایک عام گروہ کو بُت پرستی کی طرف راغب کرتے تھے اور جبکہ کامل طور سے وہ بحیثیت ایک بڑے گروہ کے اس نہایت خبیث اور مکروہ مقصد میں ایسے سرغنا اشخاص کے مقلد ہو جاتے تھے تو وہ سچائی اور کمال انسانیت کے نیست و نابود کرنے اور الہامی مذاہب کے مقابلہ کے واسطے طرح طرح کی شیطنتوں کا اظہار کرنے لگتے تھے اور بعض زمانوں میں تو ایسا ہو جاتا تھا اور اسقدر سختی ان حضرات پر کیجاتی تھی کہ جو مادہ پرستی یا بُت پرستی کے خلاف ہوتے تھے انکی جان اور آبرو اور خاندان کے خاندان کو اکثر بالکل نیست و نابود کر دیا جاتا تھا اور یہ عجیب امر انسانی ہستی کی ایک مسلسل غلط کاری اور غلط فہمی پر نہایت اصرار سے قایم رکھنے کی نظیر پیش کرتا ہے کہ ایسے لوگ جو مادہ پرستی پھیلاتے تھے انمیں سے تقریباً سب کے اپنے فضول طرز عمل سے بخوبی واقف ہوتے تھے یعنے گو وہ اس بات کو بخوبی جانتے تھے کہ بُت پرستی اپنی حالت میں کوئی اصلیت نہیں رکھتی ہے اور سراسر ایک فضول طریقہ رواج اور رسموں کے مستقل کرنے اور جال پھیلانے کا ہے مگر سخت حیرت ہے کہ وہ کس طرح اس امر کو گوارا کرتے تھے کہ ایک ایسے محض لغو فریب اور دھوکہ دہی اپنی بنی نوع کے عظیم گروہ کے واسطے اختیار کریں جو اس بات پر جان و دل سے آمادہ ہو گیا تھا کہ اپنی نجات اور مابعد الموت کی بہتری صرف انکے بتائے ہوئے راستوں پر چلنے سے یقین سمجھے۔

بہر حال اگرچہ حامیان مادہ پرستی اور نیز عام مادہ پرست اشخاص اسباب کی کوشش اور فکر میں ہمیشہ رہتے تھے کہ ان اصول کو جنکو سچائی اور اصلیت سے اسقدر اجنبیت اور بعد ہے کہ جسقدر جھوٹ اور سچ میں لازمی ہے بالکل صداقت اور راستبازی کا مظہر ثابت کریں وہ لکڑی اور پتھر کی مورتوں کو جو انکی اپنے ہاتھ کی تراشی ہوئی تھیں اور اکثر ان آدمیوں کی شبیہیں جو انہی کے مثل دنیا میں نام و نمود کے ساتھ زندگی بسر کر چکے تھے تو تنا لوہیت کے یقین کے ساتھ پرستش کرتے تھے اور انکو اپنا حلال مشکلات اور نیز از ندہ حاجات سمجھتے تھے اور مصیبتوں اور تکلیفوں میں انکو پکارتے اور انسے اپنے مطلب کے پورے ہونے کی درخواست اور التجا کرتے رہتے تھے کیونکہ ان لوگوں کا یہ کامل عقیدہ ان کامل مردہ کا اشخاص کی بابت تھا کہ انہیں خود تصرف کی قوت بہ ذاتہ موجود ہے اور ہر ایک جداگانہ طور پر اپنے متعلقہ کار و بار کے انجام دینے کا کامل اختیار رکھتا ہے اور اپنی متعلقہ جو اسکا ارادہ ہو بغیر کسی بالائی روک یا حکم کے پورا کر سکتا ہے کروڑوں بلکہ اسقدر مال جنکا شمار ایک درجہ تک انسانی طاقت سے باہر ہے انکی نذر بھینٹ اور انکے مکانوں کی تعمیر اور آرایش اور زیب و زینت میں صرف کر ڈالتے تھے۔

اسمین شک نہیں ہے کہ بابل کی سرزمین میں سب سے پہلے اس نہایت مکروہ اور خبیث اور شدید مہلک و دشمن انسانی بت پرستی وغیرہ کی بنیاد پڑی تھی اور یہاں سے مختلف ممالک میں اسکا رواج بڑے جوش و خروش کے ساتھ پھیلگیا جس سے ایک بیشمار تعداد انسانوں کی ابدی ہلاکت اور دوامی عذاب اور نہایت ہولناک تمعرز جہنم میں مبتلا ہوگئی۔ بہر حال بخت نصر کی تخت نشینی اور اسکی پیدایش سے قبل اس عظیم قہر انگیز سیلاب کے روکنے کے لیے جو اس نہایت ذلیل بت پرستی کی صورت میں تمام وادی فلسطین اور شام کے بڑے بڑے ملکوں اور انکے باجگذار سلطنتوں میں پھیلتا جاتا تھا انبیائے بنی اسرائیل نے بڑی دلیری اور جوانمردی اور بالکل غیر معمولی قوت روحانی کا مختلف اوقات میں استعمال کیا اور خدائے ذو الجلال نے اپنی قدرت کاملہ سے اسبات کو ان لوگوں پر جو بت پرستی کے انتہائے نقطہ صداقت کو ہر وقت ایک طور کامل یقین کے عزیز رکھتے تھے انبیاء موصوف کی معرفت بڑے شد و مد کے ساتھ ظاہر فرمادیا کہ یہ گروہ انسانی کسقدر شدید غلط فہمی کی حالت میں ہے بالعبض حالتوں میں یہ دانستہ کسقدر اپنے مالک حقیقی اور خالق تحقیقی کے انکار پر اصرار کر رہا ہے اور اسکے مقابلہ میں ایسے چیزوں کو اپنے معبود اور نجات دہندہ اختیار کیا جو بعض حالتوں میں خاص انسانی وجود کے

بہ اعتبار نوعیت نہایت پست اور ذلیل ہیں اور اس طریقہ عبادت اور اعتقادات کے اختیار کرنے اور بہا اپنر مستقل رہنے کے خود انہی کے واسطے کیسا دائمی اور لاعلاج نقصان پہنچنے کا اصول قائم ہو رہا ہے۔

اور اکثر زمانوں میں اس جلالی حکم کی پوری پوری تعمیل حکم ہوگئی ہے کہ جب انبیاء ہدایت کرتے کرتے عاجز ہوگئے ہیں تو ان بت پرستوں کی بدولت ملک کے ملک اور آبادیاں طرفۃ العین میں تباہ کردی گئی ہیں جنکا ثبوت اکثر مستند قدیمی تاریخوں اور تمام کتب سماوی سے ملسکتا ہے اور بعض اوقات ان انبیاء کرام میں سے کسی پیغمبر اولوالعزم نے بزور شمشیر بھی حقانیت توحید کو ثابت کیا ہے اور اسکے ذریعہ بت پرستی کا نام و نشان اس طبقہ سے محو کردیا گیا ہے۔

ابوالفدا اور دیگر مورخین کے قول کے بموجب حضرت رحمۃ للعالمین (نبی عربی) کی بعثت سے قبل یا انکی ولادت سے بہت زمانہ پہلے بلکہ حضرت عیسے علیہ السلام سے بہت عرصہ پیشتر حضرت موسے علیہ السلام ایک ایسے پیغمبر بزرگ گذرے ہیں جنہوں نے حکم پروردگار اور خالق السلاطین کی بندہ نوازی سے تمام سرزمین میں نور ایمان اور جلا جل توحید و عرفان پھیلا دیئے تھے اور فرعون ایسے متکبر اور زبردست بت پرست اور کافر بادشاہ مصر کو جو ایک زمانہ میں خدا کی وجود کا بالکل منکر ہوگیا تھا تخت اقبال و دولت اُلٹ دیا تھا۔ یہ بادشاہ ایسا خبیث الکفر اور شدید القلب گذرا ہے جسکے قلب اور روح بلکہ فطرت میں خدا پرستی کا مادہ قطعًا معدوم تھا اور جو ایک عظیم الشان طبقہ مورخین قدیم وحال کے نزدیک خود الوہیت کا دعوے کرتا تھا اور جسنے اپنی شقاوت از حد درجہ مغروری کی روسے زمین کے اکثر حصوں میں کفر اور بت پرستی نہایت جوش وخروش کیساتھ پھیلا رکھی تھی اس ہادی کامل اور پیغمبر بزرگ یعنے حضرت موسے کے پیرو جو زیادہ تر یہودیوں کے نام سے اہل مذاہب الہامی میں مشہور ہوگئے عرصہ دراز تک تمام شام اور ایشیا کے اکثر قطعوں کے مالک رہے اور بہت زمانہ تک اس گروہ میں نبوت اور سلطنت کا سلسلہ قایم رہا اور گو کہ بت پرستی کا قطعی استیصال نہیں ہوا تھا مگر جسطرح ہمبرابس یار تھیں بادشاہ سردار کے زمانہ میں اہل بابل اپنی جلاوطنی کے وقت اپنے بت اپنے ہمراہ لیکر بابل سے نکلے تھے اسیطرح بنی اسرائیل کی سلطنت اور انبیاء بنی اسرائیل کے زمانہ میں تھا جہاں کہیں یہ بت پرست جلاوطن ہوکر جاتے تھے اپنے بت ساتھ لیجاتے تھے اور بنی اسرائیل کی حکومت کا بہت بڑا دارالصدر اور یہودیوں کا مذہبی اور ملکی مستقر اس زمانہ میں بیت المقدس تھا جسکے گرد تمام الہامی دنیا گردش کرتے تھے۔

یہ ملک اسوقت نہایت زرخیز اور آباد اور سرسبز تہا اور بنی اسرائیل میں تمول اور دولتمندی کو
خدا کے فضل سے اسقدر ترقی ہوگئی تہی کہ تمام دنیا کے اقوام انکے نام سے کانپتی تہیں اور
انسے نافرمانی یا انسے مقابلہ اور مقاومت کی طاقت نہیں رکہتی تہی بعض مورخین کا بیان ہے
کہ اس زمانہ میں بابل کی سلطنت بہی انکی باجگزار تہی اور باوجودیکہ اس سلطنت کا رقبہ اور وسعت
عراق عجم تک پہیلی ہوئی تہی تاہم یہودی بادشاہ بیت المقدس کی اطاعت میں آنکی زندگی
بسر ہوتی تہی۔ اور یہ ممکن نہ تہا کہ کبہی سالانہ خراج میں اسکو کمی کرنے کی جرأت ہوئی ہو۔ اسکے
تمام ملک میں اگرچہ حکمران خاندان کے زور سے بت پرستی پہیلی ہوئی تہی مگر با اینہمہ معابد یہودی
اس کثرت سے سرزمین بابل میں لتعمیر تہے کہ گویا سلطنت مذکور بنی اسرائیل کی حکومت معلوم
ہوتی تہی اور خداپرستی اور نبوت انبیا کی حرمت کا قایم رکہنا یہ ایک خاص مذہب اس
ملک کے باشندگان کثیر کا تہا گو ایک بہت بڑا فرقہ جو نظام اور کارپردازان سلطنت میں سے
ہر وقت اس مذہب حق سے حسد کرتا تہا اور مع خاندان شاہی کے جو اولاد نمرود میں سے تہا
اس فکر میں رہتا تہا کہ جسطرح ممکن ہو اس مذہب اور بنی اسرائیل کی سلطنت اور قوت کو
بالکل نیست و نابود کر دیا جائے۔ اتفاق سے ایک خاص زمانہ میں جبکہ بنی اسرائیل کی سلطنت کو
بڑی قوت حاصل تہی لیکن سلطنت کا لا دیا ہی دور تک اسکی اطاعت میں پہیلی ہوئی تہی ایک شخص
بخت نصر نامی اپنی چالاکی اور ایک فطرتی دغابازی کے باعث بطور ملازم شاہ بابل کے تمام
عراق عجم کا حکمران ہوگیا۔ توریت میں اسکی پیدایش اور اسکی ابتدائی زندگی اور سلطنت بابل
پر آخر حکمران ہوجانے کی بابت مفصل ذکر موجود ہے۔ نہایت تفصیل کے ساتہہ اور مورخین
نے بہی لکہا ہے کہ بخت نصر ایک نہایت ادنےٰ قوم اور قبیلہ کا انسان تہا۔ یہ تمام مورخین سابق
اور اکثر مورخین اسلام کا بیان ہے کہ اسکا بدن کوڑہی تہا اور بعض مورخین کہتے ہیں کہ وہ کانا
بہی تہا۔ اکثر روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ نہایت مفلسی اور فلاکت کی حالت میں سرزمین
عراق عجم دہیڈہام ویران مقامات اور مواضعات میں بہیک مانگتا پہرتا تہا بعض کتب تواریخ
اور نیز صحائف انبیا بنی اسرائیل سے ظاہر ہوتا ہے جسپر ہر ایک ایماندار انسان کو جسنے الہامی
مذاہب کی حقانیت اور صداقت ثابت ہوگئی ہو وثوق دل کے ساتہہ یقین کرنا چاہیئے کہ
بخت نصر مذکور کے علاوہ حشام وغیرہ کے واسطے نینوا کا ملک العرش سے ان نامزد کئے گئے تہا کو
ولایت اور حکم تاکیدی نافذ ہوا تہا جسکا تاریخوں سے [illegible]

گنج کا مرض تہا اور اسکی صورت بندر کے مشابہ تہی بابنہمہ جسقدر افعال اس سے سرزد اور ظہور پذیر ہوتے تہے اسنے حد درجہ رعونت اور شیطنت اور خودرائی اور ایک قسم کا تدبر ظاہر ہوتا تہا یہ بہی چند حالات سے ثابت ہوتا ہے کہ اکثر کفار میں اسکی کمال کتابت پر بہی اعتقاد تہا مگر یہ لوگ نہایت ادنے درجہ کے طبقے کے تہے جو بخت نصر کی نسبت یہ اعتقاد رکہتے تہے کہ خبیث روحیں اسے خبریں پہنچاتی ہیں اور اسکی مکاری سے یہ عقیدہ بہی لوگوں کو اسکے لیے خاص ہو گیا تہا کہ ستارۂ زحل اسکا مربی ہے۔ توریت وغیرہ سے بعض روایتیں ایسی پائی جاتی ہیں کہ اس بادشاہ کا کی ابتدائی حالت ایک بالکل ازکاررفتہ انسان کی سی تہی جسے سوائے پیوند زمین کر دینے کے اسکی حالت مرض وغیرہ نے اور کسی کام کا نہ رکہا ہو۔ انبیاء بنی اسرائیل جو اس زمانہ کے تہے انکو یہ حکم بارگاہ خداوند قدیر سے نافذ ہوا تہا کہ وہ اس شخص کی صحت اور عمدہ حالت پر پہنچ جانے کیواسطے دعا کریں چنانچہ اس فرمان واجب الاذعان کی تعمیل اسکے بندگان اقرب نے نہایت سرگرمی کے ساتہ کی اور اسکی دوا اور دعا میں یہ گروہ خاصان کبریا مصروف ہوا اور بالآخر ایک نہایت تہوڑے زمانہ میں اسکو ایسے امراض صحت اور جان گسل سے کامل طور پر صحت ہو گئی یہ ایک ایسا حیرتناک واقعہ تہا جو بت پرستان کالدیا میں نہایت جلد مشہور ہو گیا۔ اس سے زیادہ ایک اور عجیب حالت اسکے واسطے تاریخوں میں لکہی ہے جسکی تدریجاً رونما ہوتے رہتے تہے اسکے درجہ کو اس نہایت ذلیل درجہ زندگی سے فرمانروائی بابل تک پہنچا دیا۔ مورخین لکہتے ہیں کہ جب اسنے ان امراض سے صحت پائی تو انبیاء کرام یا اس زمانہ کے مقربان الٰہی نے اسکو اسلیے کہ وہ انسانی زندگی کے نتیجوں میں کوئی عمدہ نمونہ قائم کرے زراعت اور کاشت کا سامان بہی عنایت فرمایا روایات مورخین و توریت سے ثابت ہے کہ جو کدال اسکو زمین کے کہودنے اور بنجر اسلیے دیا گیا تہا کہ اراضی کو قابل کاشت بنائے تو اس کدال سے اسنے جن مقامات پر کام لیا اور ہر جگہ جہاں اسنے کدال مارا وہاں سے ایک خزانہ برآمد ہوا جو اسکی تنہائی کی حالت اور افلاس کے لیے نہایت حیرتناک تہا اور جس کے دیکہنے سے یہ مشکل امر تہا کہ انسان ایسے اتفاقی خوبی کو چہپا لیتا لیکن بخت نصر کی حالت اسوقت معمولی انسانوں سے بالکل مختلف ہو گئی تہی اسنے جسوقت زمین کو زراعت کے لیے کہودنا شروع کیا تہا تو بالکل تنہائی اور کوئی بہی اسوقت اسکے ساتہ نہ تہا پس ان خزانوں کے یکے بعد دیگرے ملنے پر اسکو اگرچہ معمولی حیرت ہوئی لیکن اسنے استقلال اور استحکام دل سے کام لیا اور کسی سے بہی اسباب کو ظاہر نہیں کیا پہلا کدال جس مقام پر اسنے اپنی زمین لگایا تہا تو

تہوڑیسی زمین کے کہودنے جانے پر اسنے دیکہا کہ ایک سوراخ اِس مقام پر نظر آتا ہے تہوڑی سی
مٹی ہٹانے پر اُسکو وہاں ایک بڑا اور نہایت صاف رستہ نظر آیا اور جب اُسنے اِسکے اندر اُترکر
چارطرف دیکہا تو ایک اتنا بڑا تہ خانہ دیکہا جسکی وسعت ایوان نمرود سے کم نہیں اور اسمیں دولت
بیشمار اور خزانہ بیقیاس موجود تہا اور طرح طرح کے جواہرات اور قیمتی اشیا اور چاندی سونے کی
قدیم سکے اور نہایت گراں بہا سامان بادشاہت کا رکہا ہوا تہا بستے اِس حال کو دیکہکر فوراً اسجگہہ
کو خود باہر نکلکر بند کردیا اور اسکی نسبت یہ خیال کیا کہ اتفاق سے یہ دولت بیقیاس میرے ہاتہہ لگی
ہے مگر میں اِسکو اسی طرح اپنے دل میں پوشیدہ رکہوں گا کیونکہ یہ مقام مجکو ملا ہے جس طرح یہ
خزانہ خدا جانے کس عرصہ سے اِس مقام پر مدفون اور لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ تہا
بہرحال اسی طرح اسنے بیس مقامات پر اپنی زمین کہودی اور ایسی ہی بیس خزانے ان مقامات پر
برآمد ہوئے۔ ہر ایک شخص جو الہامی روایتوں پر اعتبار کرتا ہے وہ یقین کرسکتا ہے کہ بخت نصر
کی دلی حالت میں اسوقت اِن خزانوں میں کسوجہ سے تزلزل نہ پیدا ہوا عام طور پر یہ ایک قدرتی
اثر تہا کہ اقبالمندی حاصل ہونے پر عقل بہی انسان کی کارِ رفیق ہو جاتی ہے بخت نصر نے ان
بیس خزانوں کا حال کسی سے بہی نہ بیان کیا بلکہ اسمیں سے بقدر ضرورت کسی قدر نکالکر سرزمین
عراق کی کسی شہر میں ایک تجارت کی دوکان قایم کی اور بتدریج اسکے نفع کو بڑہاکر ایک خاص
حکمت عمل سے اِس تمام قطعہ ارض کو تمام و کمال خرید لیا جسمیں وہ بیسوں خزانے واقع تہے جب
ان خزانوں کو اسنے ہر طرح اپنے قابو اور اختیار میں کرلیا تو اپنے تجارت کے کارخانوں اور اُنکے
سامان خرید و فروخت کو ترقی دینا شروع کی چنانچہ نہایت تہوڑے عرصہ میں سرزمین بابل
اور عراق عجم (میڈیا) میں اسکے برابر کوئی تاجر متمول اور ذی عزت نہیں شمار کیا جاتا تہا۔ رفتہ رفتہ
اِسی زمانہ میں سلطنت کے معاملات میں اپنی فطرتی چالاکی اور مکاری کی تحریک سے شرکت شروع
کی اور بوجہ اسکے بیحد تمول اور کاروبار کی سلطنت بابل نے بخت نصر کے واسطے خاص احترام
تمام ملک بابل میں قایم کردیا تہا۔ بڑے بڑے سرداران ملک بلکہ خود گورنمنٹ بابل اسکے قرضدار
تہی۔ اتفاق سے اِسی زمانہ میں عراق کا گورنر جو سلطنت بابل کی طرف سے عہدہ گورنری پر مامور تہا
مرگیا اور اسبات کی ضرورت ہوی کہ کوئی دوسرا شخص اِسکا قائم مقام مقرر کیا جائے تو تمام
سرداران سلطنت مذکور نے اسبات کو مناسب سمجہا کہ بخت نصر ہی گورنر عراق کردیا جائے
چنانچہ اِس تجویز کی تکمیل بہت جلد ہوگئی اور عراق کی حکومت کامل اختیار کے ساتہ بخت نصر

اسکو تفویض کردی گئی۔ جسے اسنے نہایت قابلیت کے ساتھہ اور کمال دانشمندی سے انجام دیا اور پھر رفتہ رفتہ اسکی طرز عمل نے یہانتک نوبت پہنچائی کہ بادشاہ بابل نے خوش ہوکر اسکو تمام سلطنت بابل کی وزارت اعظم کا عہدہ دیدیا جس سے ہر پہلو سے سلطنت مذکور اسکے قابو میں آگئی مگر اسکے اقبال اور منصب کی ترقی اور عروج نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ شہنشاہ بابل نے تہوڑے عرصہ میں اسکے اعلے درجہ کی قابلیتوں سے خوش ہوکر اسکو ولیعہد سلطنت مقرر کردیا۔

بعض مورخین کا قول اسکے خلاف ہے وہ کہتے ہیں کہ جب شاہ بابل نے انتقال کیا ہے تو تمام سرداران سلطنت اور خاندان شاہی میں سوائے بخت نصر کے کوئی شخص بہی ایسا نہیں پایا گیا جو بابل ایسی وسیع اور عظیم الشان سلطنت کی تخت نشینی اور فرمانروائی کے قابل سمجھا جاتا چنانچہ ان تمام سرداروں اور خاندان شاہی نے بلا اختلاف ایک خاص دن مقرر کرکے اسکو بڑے شان وشکوہ اور جاہ وحشم کے ساتھہ ایک بڑے مجمع میں تخت بابل پر بٹہا دیا اور تمام ان دفینوں اور خزانوں کی کنجیاں جو نمرود کے وقت سے اس سلطنت میں محفوظ چلی آتی تہیں اسکے سامنے رکھدی گئیں اور بعد تخت نشینی بخت نصر نے جسقدر اپنی سلطنت کو وسعت دی ہے اس سے تواریخ قدیم وجدید نہایت تفصیل کے ساتھہ معمور ہیں اس موقع پر ایک امر خاص بہی ضروری طور پر قابل ذکر ہے جسے بربادی دنیاہی سلطنت بابل سے بہت بڑا تعلق ہے اور اہل کتاب کے نزدیک بابل کی بربادی تاریخیں جسقدر لکہی جاویں تو انمیں یہ حال بطور ایک خاص جزو کے شامل کیا جانا چاہیئے۔ یہ مسلمہ روایت ہے کہ جب بخت نصر کو اپنی دوران فرمانروائی اور زمانہ حکومت میں بہ اعتبار حکومت ایک مستحکم قوت اور زبردست استقلال حاصل ہوگیا تو اپنے سرداران سلطنت کے مشورہ سے کہ یہ سب نہایت درجہ خدائے وحدہ لاشریک کے منکر اور شدت سے بت پرست تہے اور خود بخت نصر بہی انکی طرح خدائے اسرائیل واسمعیل کا منکر تہا یہ ارادہ کیا کہ پیروان مذہب حق یعنے بنی اسرائیل (یہود) کی سلطنت پر حملہ کیا جائے اور انکو اس وجہ سے کہ وہ عام طور سے بت اور بت پرستوں کو نیست ونابود کردینے والے تہے قتل وغارت کیا جائے۔ یہود کی نسبت یہ بیان ہے کہ گو انمیں اس زمانہ میں اخلاقی برائیاں ازحد پہیلگئی تہیں مگر بوجہ موجودگی اکثر انبیاء بنی اسرائیل کے یہ لوگ نہایت صحیح اصول کے ساتہ شریعت موسوی کے پابند تہے اور بتوں کے نام سے انکو نفرت تہی۔ یہ کہا جاتا ہے کہ گو

بعض رسم و رواج بھی اُنہوں نے اپنے مذہب میں بطور ایک خاص شاخ کے شامل کر لیے تھے مگر اسکا اثر نہایت خفیف تہا کیونکہ انبیاء بنی اسرائیل ہمیشہ انکے قلوب اور دماغوں کا تصفیہ کرتے رہتے تھے کچھ شک نہیں کہ اس باعث بربادی بیت المقدس کے زمانہ تک کچھ زیادہ خرابی مذہب یہود میں نہ پھیلنے پائی تہی بہرحال بخت نصر نے اپنی اس تجویز کو کہ سرزمین فلسطین اور ارض شام کے مقدس مقامات کو تباہ کرے اور اپنا دست غارتگری ان نہایت بزرگ مقامات پر دراز کرے چنانچہ وہ ایک بڑے بہاری لشکر کے ساتھ جسمیں زیادہ تر اہل کالدیا تھے سلطنت بیت المقدس پر حملہ کیا اور چونکہ یہ ایک شدنی امر تہا کہ ایسے شدید ظالموں کے ہاتھ سے بیت المقدس تباہ ہو اور اس تمام سرزمین پر قتل و غارت کا بازار گرم ہوا اور نہایت شدید خونریزی ہو لہذا اسکو شاہ بیت المقدس کے مقابلہ میں مسلسل فتح اور کامیابی حاصل ہوئی اور نہایت تھوڑے عرصہ میں وہ اقطاع سلطنت یہود کو غارت کرتا ہوا بیت المقدس کی دیواروں کے گرد پہنچگیا اور اسکا محاصرہ کرلیا اور شاہ بیت المقدس شہر میں مع لشکر محصور تہا اور شہر پناہ کے دروازے استحکام کے ساتھ بند کرلیے گئے تھے۔ اس حال کو دیکھکر بخت نصر نے اپنے محاصرہ کو طوالت دینی چاہی کیونکہ اسکو یہ امر ثابت ہوا تہا کہ محصورین ہرگز رضامندی سے بخت نصر کی اطاعت نہ اختیار کرینگے اور اسکو قبضہ نہ حاصل ہوگا۔ چنانچہ اسنے دیوار شہر پناہ بیت المقدس کے گرد متعدد برج تعمیر کیے اور انکی مجموعی حالت ہر قسم کے سامان جنگ سے آراستہ کردی گئی تہی اور نہایت شدت اور سرگرمی کے ساتھ ان برجوں اور قلعوں پر سے جو بخت نصر نے انکے مقابلے میں بنوائے تھے، شہر میں منجنیقوں سے تیر اور بان اور آتشی سامان جس سے بربادی اور تباہی اندرون شہر میں حملہ آوروں نے بہت آسانی کے ساتھ کی تہی برابر پہینکے جاتے تھے اور کوئی دقیقہ بھی بخت نصر نے اہل شہر اور محصورین کے قتل و غارت اور تباہ کرنے میں اُٹھا نہیں رکھا تہا آخر کسی تدبیر اور چالاکی سے شہر بیت المقدس کا ایک دروازہ اسکے قابو میں آگیا اور ایک خفیہ حالت اور کارروائی سے وہ مع اپنے تمام لشکر اور سرداروں کے ساتھ شہر میں داخل ہوگیا اور داخلے کے بعد جسقدر خونریزی اسنے بیت المقدس میں کی ہے وہ اس قتل عام سے بمدرجہا بڑھی ہوئی تہی جو زمانہ صلاح الدین عادل میں عیسائیوں نے بیت المقدس پر قبضہ پاکر مسلمانوں کی کی تہی درحقیقت بخت نصر نے جیسے مظالم فتح بیت المقدس کے بعد اہل شہر اور عام طور سے یہودیوں کے ساتھ کیے ہیں وہ سوائے اسکے اور کچھ بھی سمجھ میں نہیں آسکتے کہ ایک ظالم اور کافر بادشاہ کی ذات سے

اس سے زیادہ بھی اہل حق کی تباہی ہونا کچھ تعجب انگیز امر نہیں ہے اُسنے نہایت قساوت قلبی اور
بیرحمی کے ساتھ زدقیا بادشاہ بیت المقدس کو جو تمام خاندان بنی اسرائیل کا بھی سرغنہ تھا گرفتار
کراکر قتل کرادیا اور صرف اپنے ظلم پر اس کافر نے اکتفا نہیں کی بلکہ اُسکی چند فرزندوں کو بھی اُسکے
سامنے یعنے بادشاہ یہود کے سامنے بڑی سختی کے ساتھ قتل کیا بابلوں کی اس خونریز فوج کا
جو سپہ سالار تھا اُسنے رہبانوں اور بڑے اور چھوٹے عابدوں اور اولیاء کو تلاش کرا کر اور چن چن
کے تہ تیغ کیا اور نیز یہودیوں کے سرداران ملکی میں سے بھی جو اعلے درجہ اور رتبے کے لوگ تھے
خاص پانچ شخص جو جنگی معاملات میں بڑے بہادر اور نہایت تجربہ کار تھے گرفتار کر کے اُسکے
سامنے پیش کیے گئے جنکو اُسنے فوراً قتل کرادیا اور تمام فوج نے متفق ہو کر بیت المقدس کی دیوار
کو منہدم کردیا اور تمام سامان اور ظروف جو بیت المقدس میں عبادت کے متعلق اور ہیکل ذبحگاہ
میں بخت نصر ان کو بالکل لوٹ کر لیگیا اور بابل پہنچکر اُسنے اپنے مندروں میں یہ اشیاء رکھیں اور ان
ظروف اور آلات میں جو خدائے واحد کی عبادت کے متعلق سامان مخصوص تھے اُسنے شراب پینی
جائز رکھی اور تمام خزانہ جو بادشاہ یہود اور شاہزادگان بنی اسرائیل کا تھا اور جو عرصہ سے موروثی
طور پر محفوظ چلا آتا تھا اور بیت المقدس میں ایک نہایت استحکام اسکے باعث یقین کیا جاتا
تھا بیدریغ لوٹ کر لیگیا اور سب سے زیادہ اس کافر نے یہ ظلم کیا کہ جسقدر خاصان خدا اور انبیاء
کرام اسوقت بیت المقدس میں موجود تھے انکو بھی بڑی بیرحمی کے ساتھ قتل کرادیا صرف حضرت
دانیال علیہ السلام اور دو ایک اور اسدرجہ کے نفوس باقی رہے تھے کہ انکو بھی وہ گرفتار کر کے اپنے
ہمراہ لیگیا اُنکے علاوہ یہودیوں کو ایک کثیر تعداد میں وہ اسیر کر کے لیگیا جنمیں ہر طبقے کے بنی اسرائیل
شامل تھے یہ بات جمیع مورخین قدیم کے نزدیک ثابت ہے کہ ان یہودی قیدیوں سے اہل کالدیا
اور ساکنان بابل نہایت ذلیل کام لیتے تھے زیادہ تر غلامی کی خدمت اُنسے لیتے خاص نہیں
بعد تباہی بیت المقدس کے بخت نصر کی گمراہی اور تمردی اور غرور کی حد نہ رہی تھی۔ اسنے بت پرستی
اور ماہ پرستی کو اپنے تمام ملک محروسہ میں شدت سے رائج کردیا تھا تمام ایسے آثار جو خدائے قدیم
کی عبادت کے بابل میں ایک عرصہ دراز سے قائم ہوگئے تھے وہ نہایت عداوت کے ساتھ
مٹا دیئے گئے اور جو کچھ بیرحمی اور قساوت اہل بابل اُنکے ساتھ ظاہر کرتے تھے وہ اسبات کے
یقین کرنے کا ایک عمدہ ذریعہ ہے کہ بخت نصر کے زمانہ میں تمام یہود اپنے وطنوں پر جو سرزمین شام اور
بیت المقدس سے گرفتار کیے گئے تھے ایک نہایت سخت مصیبت اور قیامت پاتی طرح طرح کے ظلم و ستم اُنپر کیے جاتے

اور یہ حالت نہایت منتشر صورت میں اِسطرح مستقل ہو گئی کہ شہنشاہ کیکاؤس ایرانی کے حملہ تک مسلسل طور سے قایم رہی جسقدر پیشین گوئیان پہلے ذکر ہو چکی ہیں وہ اِسی حالت اور انتقام کی بابت تہیں جو ایک طویل سلسلہ میں اِس اندوہناک واقعہ کے متعلق بابل کی بربادی اور خاندان شاہ بابل کے نیست و نابود ہونے کے ہوتی رہیں اور اِسمیں شک نہیں ہے کہ جو کچہ بخت نصر نے اہل بیت المقدس اور بنی اسرائیل کے ساتہہ کیا اُنکا انتقام جسوقت غیرت الٰہی جوش میں آئی ہے تہا آخر درجہ پر تدریجًا ختم ہوا۔

## بابل اور سرزمین کالدیا کی سلسلہ وار بربادی کا اجمالی بیان

یہ ظاہر ہے کہ اول کیکاؤس نے بموجب اِن پیشین گوئیوں کے بابل پر حملہ کیا اور اِسنے بات میں نہایت دانشمندی سے شہر بابل پر قابض ہو کر اِسکے بادشاہ اور تمام خاندان حکمران کو نیست و نابود کر دیا اور اِسطرح جو شاہ بابل اور اِسکے خاندان کی خونریزی ہو گئی تہی اُنکا انتقام لیا گیا کہ بقول ہیروڈوٹس مورخ یونانی کے دارایوش شاہ ایران نے ۳۰۰۰ بڑے بڑے اراکین اور سرداران سلطنت بابل کو کتے کی موت قتل کرا دیا اور جسطرح بیت المقدس کی دیواریں کافروں نے گرا دی تہیں دارا نے بہی بابل کی دیواروں کو بڑے قہر و غضب سے منہدم کرا دیا اور اِسکی نہایت مستحکم اور لاثانی اور خوبصورت دروازے بیخ و بن سے کہدوا کر پہنکوا دیے اور اُنکو ایسا نیست و نابود کیا کہ نہایت تہوڑے عرصہ میں اُنکا نام و نشان بہی باقی نہ رہا۔ بابل کے تمام اعلے درجہ کی عمارتیں حملہ آوروں نے اپنے مسلسل یورشوں سے گرا کر زمین کے برابر کر دیا اور اِسکے رہنے والے اِسقدر قتل کیے گئے کہ فی صدی دس آدمی بہی اہل کالدیا میں سے عرصہ تک اِس ملک میں موجود و زندہ نہیں پائے گئے خزانہ بیت المقدس کی غارتگری اور بربادی بخت نصر اور اِسکے جانشینوں نے بڑی سرگرمی کی تہی اسکے عوض میں شہنشاہ کیکاؤس نے تمام خزانہ ہائے بابل کو لوٹ لیا یہ وہ خزانے تہے جو زمانہ نمرود سے مملکت بابل میں نہایت محفوظ چلے آتے تہے اور جنسے گورنمنٹ کالدیا کو نہایت قابل اطمینان استحکام حاصل تہا۔

اسکے علاوہ بیل یعنے العل بت کا مندر بڑی سختی سے بالکل گرا کر خاک میں ملا دیا گیا اور اِسکا تمام مال و خزانہ جو صدیوں سے ایک بیشمار مقدار میں جمع تہا۔ اِسکے سوا اُسکا جسقدر سامان پرستش تہا مع اِسکے ٹوٹے ہوئے بت کے لوٹ کر شاہ موصوف اپنے دار السلطنت کو لیگیا اور جسطرح براہمن اور خدام بیت المقدس قتل و غارت اور تباہ کیے گئے تہے اِسیطرح سنگی پرستندگان ...

یعنے دارا وایران اور آردشیر نے خدام تبخانہ بعل وغیرہ کو گرفتار کر کے نہایت بُری طرح قتل کیا اور جیسے کچھ گستاخی بخت نصر سے بعد بیت المقدس میں سرزد ہوئی تھی اس سے ہزار درجہ زیادہ بابل کی بربادی ہوئی یہانتک کہ اسکے خزانے بالکل لوٹ کر غارت اور تباہ کر دیئے گئے اور اسکے بُت توڑ کر پھینکدیے گئے اور خود نعل (بیل) کو توڑ کر بے نام ونشان کر دیا اور جسطرح نبوزروان نے جو بخت نصر کا ایک ملازم خاص اسکی فوج محفوظ کا ایک نامی سردار تھا بیت المقدس (یروشلم) میں گھس کر نہایت بے ادبی اور گستاخی کے ساتھ خانہ خدا کو جلا دیا اور نیز بادشاہ بیت المقدس اور تمام باشندگان کے مکان کو جلا کر خاکستر اور نیست ونابود کر دیا تھا اسکے مقابلے میں ہمپرس پارتھیا والے نے جو بعض مورخین کے قول کے بموجب شاہ پارتھیا کا ایک معمولی رفیق یا ادنے ملازم تھا شہر بابل میں مع فوج گھسکر آگ لگا دی اور ایک چند گھنٹے کے عرصہ میں اسکی نہایت خوبصورت حصوں کو جلا کر نیست ونابود کر دیا اور تمام مندر جو شاہان ایران کے حملہ اور لوٹ سے بچگئے تھے وہ لوٹے گئے اور نہایت قہر وغصہ کے ساتھ کھود ڈالے گئے اور جسطرح بنی اسرائیل کو غلامی اور طرح طرح کی ذلیل خدمات میں بخت نصر اور اہل کالدیا نے پھنسا دیا تھا اور انسے تمام وہ کام جو مزدوروں یا ادنے درجہ کے خادموں کے ہوتے ہیں لیے جاتے تھے اسکی عوض میں کیکاؤس نے اول اہل بابل کی ایک بڑی تعداد کو اسبات پر مجبور کیا تھا کہ وہ آپسمیں ایک دوسرے کو قتل کر ڈالیں اور اسکے ساتھ ہی تمام اہل بابل غلامی میں داخل کیے گئے اور انسے خدمتگاری اور زراعت اور باربرداری کی شکل ادنے خدمات لیجاتی تھیں جنکی اُجرت اسقدر بھی نہوتی تھی جو انکی مایحتاج کے واسطے کافی ہو۔ کیکاؤس نے اپنے افسران ملکی اور جنگی کو یہ حق عام طور سے عطا کر دیا تھا کہ وہ تمام بابل کی سرزمین کے مالک ہیں اور انکو ہر ملک کے اندر ہر قسم کی ملکیت کے حقوق حاصل ہیں اور اس ملک کے جسقدر باشندے ہیں وہ صرف انکی خدمات کے واسطے زندہ رکھی گئی ہیں۔ اور کیکاؤس کے بعد اور بھی جسقدر اسکے جانشین ہوئے جنکے باعث مملکت بطور ایک باجگزار صوبہ کے شمار کی گئی تھی یہی قاعدے ہمیشہ کا بند اور قایم رہے اور انہوں نے باشندگان بابل اور اہل کالدیا پر مظالم کی ترقی اور انکی تباہی کے ذرایع اور انکی ذلیل خدمتوں کے بڑہانے میں اسیطرح کوشش اور توجہ صرف کی جو انکے سابقین نے کی تھی۔

بابل والوں نے اگرچہ بخت نصر کی امداد سے بیت المقدس کو برباد کیا اور بنی اسرائیل کو اسیر کر کے انسے وحشیانہ خدمتیں لی تھیں مگر کیکاؤس اور اسکے بعد دارا اور ہمپیر اس نے اسکی عوض میں جو کچھ

انکی گوشمالی اور بربادی اور تباہی کی ہے اِس سے ظاہر ہے کہ خدائے وحدہ لا شریک نے اُنسے یعنے ظالم اہل کالدیا اور بت پرستان بابل سے یہودیوں اور تابعین مذہب کی قتل و خونریزی اور تباہی و بربادی کیسی ہولناک اور عبرت انگیز صورت میں انتقام لیا۔

اور بموجب مشیت خدائے قہار و جبار کے پرستندگان آتش نے دشمنان بنی اسرائیل کو کس سختی کے ساتھ تباہ کیا بعض مورخین کا قول ہے کہ بنی اسرائیل چار سو برس تک غلامی کی مصیبت اور بت پرستوں کی مظالم میں مبتلا رہے مگر غور کرنے سے یہ امر دریافت ہو سکتا ہے کہ روز بروز اُس تمام قطعہ کی بربادی اور پستی کو ترقی کرتی گئی جہاں بابل آباد تہا۔

اکثر مورخین کا یہی قول ہے کہ کیکاؤس کو جب بابل پر قبضہ حاصل ہو گیا ہے تو اسنے ایک بڑا قتل عام باشندگان بابل اور اسکے مندروں اور عظیم الشان اور آراستہ ایوانوں کے انہدام کے بعد زیادہ تر اپنا قیام خاص بابل میں اختیار کیا تہا اور اسکی یہ رائے ہوئی تہی کہ یہاں کی حکومت اور طریقہ تمدن میں حسب طرز و طریقہ ایران اصلاح کیجائے اور اسکے بعد اسکے جانشینوں نے یہاں اپنا قیام پسند نہیں کیا اور وہ اکثر پارسی پولس۔ سوسا اور ایکباتنا میں رہتے تہے تاہم حکومت بابل کی جو حالت یہاں کے واسطے عہد کیکاؤس میں قایم ہوئی تہی اسکو ترقی ہوئی تہی اور تمام باشندگان بابل اونے قسم کے کاموں میں بدستور لگے ہوئے تہے۔

البتہ سکندر اعظم نے بابل کی تسخیر اور فتح کے بعد اسکے باشندوں کی طرف داری کی تہی اور اُنکے قدیمی رسم و رواج کو قایم کرنا اور اسکی سابقہ شان و شوکت کو از سر نو اسمیں واپس لانا چاہا تہا مگر وہ اسی آرزو میں مر گیا اور اسکے بعد اسکے جانشینوں نے اسکی اس آرزو اور ارادے کو پورا نہیں کیا اور آخر جب یہ ملک حکومت یونان کا ایک جزو قرار دیا گیا ہے تو گشتہ شاہان سیڈیا نے اپنے عہد حکمرانی میں درحالیکہ اُنھوں نے ملک کالدیا کی بود و باش گوارا کی تہی متواتر حملے کیئے اور اپنی عظیم الشان فوجوں سے تمام سرزمین اسیریا کو پامال کرتے رہے اور اسکی غارتگری انکا خاص کام تہا اُنھوں نے بڑی سرگرمی سے خاص شہر بابل کو ویران اور برباد کیا اور اسکے مصالحہ اور تعمیر کے سامان سے دوسرے جدید شہروں کی بنیاد قایم کی گئی نہایت اہتمام کے ساتھ اول مشہور شہر سلوشیا آباد کیا گیا اور اسکے بعد اور بہی شہر اسکے مصالحہ سے رقبہ شہر بابل میں آباد ہوتے رہے اور اسطرح غیر ملکی باشندوں مثل ابتداءً اہل ایران اور انکے بعد اہل یونان نے اپنی حکومت تو صرف بابل کی سلطنت اور آبادی اور عمارت کو منہدم اور تباہ و برباد کرنے کے واسطے بنایا تہا اور اسطرح واقعات مذکورہ

کی بتدریج ایک حالت پر ظہور پذیر ہوئیے وہ تمام پیشین گوئیان جو بابل کی نسبت ہوی تہیں تمام و
کمال پوری ہوگئی اور جسقدر فیصلے اور مآل کار کی صورتیں بذریعہ عام مظالم کی تکمیل کے کالدیا کے
واسطے ظہور پذیر ہوئی ہیں انمیں سب سے زیادہ ذبتر خاص شہر بابل کے متعلق بشیمار اور متواتر واقعات
اور آثار سے ظاہر ہے۔

توریت میں یہ ایک خاص پیشین گوئی کہ دوہ یعنے حملہ آور اور سرزمین بابل کے پامال اور نیست و نابود
کرنے والے دور دراز ملکوں سے آئینگے یہ وہ لوگ ہونگے جو کنارہ زمین کے رہنے والے ہیں اور بیشمار
قومیں اور بڑے بڑے بادشاہ بابل کو برباد کرینگے، نہایت عجیب طور سے پوری ہوئی ہے یعنے
بابل پر اپنے زمانوں میں اہل فارس اور اہل مقدونیہ (سکندر اعظم وغیرہ) سلیوکس ڈیمیٹری
اس اور انٹی اوکس اعظم۔ ترا خان سیویرس۔ جولین اور ہرقل روم اور حضرت عمر خطابؓ جو حضرت محمد
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین اور تمام اقوام یورپ میں دنیا کے فاتحین میں سب سے بڑے
اولوالعزم اور فاتح اعظم شمار کیئے جاتے ہیں) اور انکے بعد چنگیز خاں اور ہلاکو خان اور تیمر لنگ
یا امیر تیمور گورگان صاحبقران قہرمان ایران و توران) ایسے بڑے بڑے بادشاہاں صاحب شان و
شکوہ و جلال و جبروت نے کالدیا اور بابل کو ہمیشہ تسخیر اور مغلوب کر کے تباہ کیا اور یا وہاں اپنے بود و
باش روا رکہی اور یا اسکو ایک نہایت ذلیل اور خراجگذار جزو سلطنت کے قایم رکہا۔

ظاہر ہے کہ اگرچہ اہل بابل ان اقوام اور ان کے سرگروہوں کے نام سے ذرا بہی واقف نہونگے
جنکے ذریعہ اسکی بربادی کی پیشین گوئیان پوری ہوئی ہیں۔ اہل فارس نے بہی جیسا کہ پارتہیا والوں
نے کیا تہا کوئی دقیقہ اہل بابل و کالدیا کی تباہ و برباد کرنے کا اٹہا نہیں رکہا تہا بیان ہے کہ جسوقت
دارا نے بابل پر قبضہ کیا ہے تو صرف تین ہزار اہل بابل اسکے حکم سے سولی پر چڑہائے گئے اسیطرح
اہل مقدونیہ نے جو بابل کو فتح کیا ہے تو اسکو فتح کرنے سے انکو بہی غرض تہی اُنہوں نے بہی کوئی
خاص رحم اہل بابل کی قوت قایم رکہنے کی غرض سے نہیں کیا تہا اور اسکے بعد مقبوضات کالدیا
کی بابت انٹی گونس اور سلیوکس دونوں بادشاہوں میں سخت ہنگامہ اور لڑائی ہوئی اور بڑا
معرکہ رد و بکار ہوا اور یہ سلسلہ وار ایک حکمران دوسرے حکمران کے خلاف اپنی کارروائی اور
کامیابی کے وسائل میں مصروف رہا اور ایک بڑی طویل سیلوسیڈیا کے بعد اہل پارتہیا نے جو
غلامی کی شرط بابل والوں کے واسطے جاری کی تہی وہ عرصہ تک اپنے ظلم اور سختی کی نوعیت
سے ضرب المثل ہوگئے تہے۔

دوسرے صدی عیسوی میں اہل روما مقامات دور و دراز سے بابل پر حملہ آور ہوئے اور اُنھوں نے بھی تباہی و بربادی کالدیا میں قدم قدم پر اپنے سابق حملہ آوران بابل کی پیروی کی اور عہد حکومت مارکس قیصر میں رومن جنرلوں نے کالدیا کے مشہور شہروں سٹی سی فن اور سلوشیا کو تباہ کیا اُنہوں نے اگرچہ یونانی بستیوں میں جو مملکت بابل میں قایم تہیں دوستانہ برتاؤ رکہا مگر جسقدر قطعہ ملک میں شاہان پارتہیا کی حکومت تہی اُنکو ایک سرے سے تباہ کردیا اور اسی طرح ان دونوں شہروں کی حالت ہوئی جنکا اوپر ذکر ہو چکا ہے شہر سلوشیا کے تاخت و تاراج اور بربادی مع اسکے تین لاکہہ باشندوں کے ایک دم سے تہ تیغ کردئے کہ یہ افسر زمین بابل میں آباد کیئے گئے تہے اہل روما اپنے جنرلوں کی نہایت قابل مباہات کارروائی سمجہتے تہے بہرحال سلوشیا تو بالکل برباد ہوگیا اور شہر سٹی سی فن میں اس حملہ کی پینتیس برس کے بعد پہر اسقدر قوت اور طاقت پیدا ہوگئی تہی کہ اسنے شہنشاہ سیورس قیصر روم سے تمردی اختیار کی اور عرصہ دراز تک اسکے محاصرہ کو قایم رکہا تہا۔

مگر اسکی اس سرکشی نے کوئی فائدہ نہیں پہونچایا بلکہ قیصر مذکور نے نہایت قہر و غلبہ سے اسکے محاصرہ کی حالت کو توڑ ڈالا اور شہر میں نہایت قہر و غصہ کے ساتہ گہسکر شدید قتل عام کیا گیا اور بڑے قہر و غضب کے ساتہ اسکی بربادی کی گئی اور پہر تیسری بار شہر سٹی سی فن جولین قیصر کے افسروں نے محاصرہ کرکے فتح کیا تو جسقدر باشندے سٹی سی فن کے تہے وہ تمام و کمال قتل کردیئے گئے بعض مورخین ان لوگوں کی تعداد جو اس دفعہ کے حملہ میں رومیوں نے قتل کیئے چہہ لاکہہ لکہتے ہیں اسیریا کی تمام افتادہ میدان اور زمینیں جو لین قیصر کی فوجوں کی جولانگاہ بنے ہوئے تہے اور جسقدر دانشمند اور صاحبان تدبیر اسکے ساتہ تہے اُنہوں نے اپنی اس حکمراں کی تجویز کے بموجب اُن لوگوں کو جو سرزمین اسیریا میں ذرا بہی قصوروار پائے انکو قتل کرادیا تہا۔

اور جسقدر ملک دریائے دجلہ اور کوہستان عراق عجم و میڈیا کے مابین واقع تہا اور یہ ایک جزو کالدیا کا تہا اسمیں بے انتہا گانوں اور قصبے آباد تہے اور چونکہ اسکی زمین نہایت ہموار اور مسطح تہی لہذا زراعت و کاشتکاری سے بہت بڑا فائدہ یہاں کے باشندوں کو حاصل تہا اور ایک عام حاصل خیزی اور سرسبزی کے باعث تمام رعایا مرفہ حال تہی مگر جسوقت اہل روما اس ملک میں داخل ہوئے ہیں تو اسکی مرفہ حالی اور سرسبزی نہایت بربادی اور تباہی کی صورت میں بدل گئی جہاں کہیں یہ لوگ سرزمین بابل و کالدیا میں جاتے تہے وہاں کے باشندے انکی خوف اور تیز

اِس عداوت کے باعث جو حملہ آوروں کے ظلم سے اسکے دلوں میں شدت سے جاگزین ہو گئی تھی اپنے کھلے ہوئے مواضع کو برباد کر دیتے اور اُنکی زراعت کو جلا کر خاک سیاہ کر دیتے اور ان حصوں میں جاکر پناہ گزیں ہوتے تھے جنکے گرد شہر پناہیں ہوتی تھیں۔

وہ اپنا کل سامان اور مویشی وہاں ہانک لیجاتے تھے اور جسوقت رومیوں کے حملہ آوری یا اُنکی ملک کی طرف اُنکی جنبش اور نقل و حرکت کی خبر ہوتی تھی تو وہ اپنے استادہ زراعت کو خود جلا کر بھاگ جاتے تھے اور انکی اِس کارروائی سے تمام سطح ارضی میں ایک دہواں اُٹھکھڑا ہوتا تھا جو جولین کی پیشقدمی کو کچھ عرصہ تک روکدیتا تھا اور اِسکے بعد جب جولین یا اسکے افسر آگے بڑھتے تو اُنکو ایک ایسا منظر دکھائی دیتا جو بالکل دہوئیں اور ویرانے اور خاکستر کا ڈھیر ہوتا تھا اور اِسکے ساتھ ہی ایک اور نہایت آباد شہر تھا یعنی سلوسیتیا جو سرزمین کالدیا میں بہت مشہور اور زرریز تھا منہدم اور بے سبب برباد کر دیا گیا اِسکا قتل عام کیا گیا اور شدید محاصرہ کے بعد اِس شہر کی دیواریں اِس آتشی مواد سے جو ایسے موقع پر اِس زمانہ میں استعمال کیا جاتا تھا بہت بڑا شگاف ڈالدیا گیا اور آخر اِسی شگاف کے راستے جولین قیصر روم کی سپاہی اور فسر درانہ شہر میں گھس گئے اور نہایت سختی سے قتل عام جاری کر دیا۔ اسکا ایک سردار جسکا نام سیبری شاید تھا ان مقامات کیطرف پہنچا جو شہر کی انتہائی حصوں میں واقع تھے اور جنہیں عمدہ عمدہ مکانات اور اکثر غلہ کے گودام تھے اور جنہیں لاکھوں من غلہ بھرا ہوا تھا مگر اِس سردار نے وہاں جاکر عجیب ہولناک منظر دیکھا کہ وہ سب عمارتیں آگ سے جلکر خاک سیاہ ہو گئیں ہیں اور سوائے خاک کے ڈھیر کے سامان زندگی کا کوئی نشان نہیں نظر آتا ہے۔

ہر طرف ویرانی اور بربادی پھیلی ہوئی ہے اور جبکہ اِن شہروں کی بربادی کے بعد جو بابل کے قریب زمانہ تباہی کے بعد یکے بعد دیگرے آباد ہو کر مذکورہ حملہ آوراں کی یورش سے تباہ ہو گئی تو قیصران روم کے آخر زمانہ میں جبکہ ہرکلیوس (ہرقل) شہنشاہ روم تھا اسنے مشہور شہر بغداد کو جو بابل کے مصالحہ اور سامان تعمیر سے شاہان ایران نے آباد کیا تھا اور جو قطعہ زمین کالدیا میں اِس زمانہ میں ایک نہایت آباد شہر تھا حملہ کرکے تباہ کر دیا۔

اور کالدیا کے شہر سٹی سی فن پر غلبہ حاصل کرنے کے بعد جو چیز وہ اِس شہر میں غارتگری کر کے اپنے ملک کو نہ پہنچ سکا اِسکو جلا کر خاک کر دیا۔

## بنی عباس کا زمین کالدیا اور بابل پر قبضہ

زمانہ کی گردش دوسرے رُخ پر ہوئی اور وہ نور عالم افروز ایمان (اسلام) جو سرزمین حجاز سے نکلکر تمام دنیا پر محیط ہوگیا تہا اس ملک میں بھی پہیلا اور جب اِسکے مقلدین سرزمین عراق عجم پر کامل طور سے مسلط ہوگئے اور شام و دمشق اور تمام اراضی فلسطین اور وہ حصہ ملک جہاں خاندان نمرود کی حکومت کے نشان قایم تہے اِنکے قبضہ میں آگیا تو بعد زمانہ خلفا راشدین کے اور بنی امیہ کی سلطنت کے بنی عباس کی سلطنت ایشیا کے اکثر قطعات پر قایم ہوئی تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ انکے زمانہ حکومت میں بابل کی قدیم تعمیرات اور باشندوں اور مذہب کا نام و نشان بھی نہ رہا تہا جسقدر مورتیں اور آثار قدیم بابل کے قدیمی کہنڈروں میں موجود تہے وہ پیروان اسلام نے برباد کردیئے اور اسکی خاص خاص عمارتوں کو جو رومیوں کے حملہ آوری سے باقی رہگئی تہیں کہود کہود کر تمام و بکمال نیست و نابود کردیا اور مقام سلوشیا اور سٹی سی فن سے پندرہ میل کے فاصلے پر شہر بابل کے مصالحہ سے اپنا ایک خاص دارالسلطنت یعنے بغداد جدید آباد کیا جو پانسو برس تک ایک ایسی عظیم الشان قوم کا مرکز رہا ہے جسکے گرد تمام اسلامی دنیا گردش کرتی تہی۔

## سرزمین بابل پر ہولاکو (ہلاکو خان) اور دیگر شاہان ترک مغل کا حملہ

بنی عباس کی پانسو برس کی نہایت بارونق سلطنت کو ہلاکو خاں تاتار نے جسطرح تباہ و برباد کیا ہے وہ تمام تواریخ میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہے ان مغل کشور کشاؤں نے جسوقت سرزمین بابل اور کالدیا پر جسکے حدیں بغداد تک پہیلی ہوئی تہیں قبضہ کیا تو ایسا قتل عام اور عبرتناک خونریزی کی ہے جسکا ذکر کرنیسے بدن پر رونگٹے کہڑے ہوجاتے ہیں بغداد کا دو ماہ تک بڑی سختی کے ساتھ انہی مغلوں نے محاصرہ رکہا اور اسکو نہایت ہی قہر و غلبہ سے فتح کیا اور اسکی تمام عمارات اسلامیہ کو کہود کر نیست و نابود کردیا ہلاکو خاں کے ایک عرصہ کے بعد ایک اور چہاتخا مغل نے بغداد اور تمام ارض بابل کو اس سرے سے اُس سرے تک پامال کیا اسکی حالت قوت اور وسعت سلطنت سے تمام دنیا کی تاریخیں بہری ہوئی ہیں۔ امیر تیمور جو درحقیقت اپنے وسیع سلطنت اور کثرت فتوحات کے باعث روے زمین پر ایک نہایت عظیم القدر انسان سمجہا جاتا ہے عہد بایزید خاں عثمانی سلطان روم میں جب اِس ملک پر حملہ آور ہوا تہے تو اسکا مقابلہ اور جنگ و پیکار اپنے ہم مذہب

تہا لیکن فتح کے بعد اسنے قتل وغارت کا جو بازار اپنی فطرتی خونریزی سے گرم کیا تو طرفۃ العین میں وہ
تمام شہر اسنے خاک سیاہ کر دیئے جو دریائے دجلہ و فرات کے کنارے عملداری عثمانیہ میں آباد تھے
اور اسنے اپنی حکومت کو دریائے دجلہ و فرات کے مابین تمام مقامات میں بالاستقلال قایم کر دینے
کے بعد بغداد میں جیسا قتل عام کیا ہے اسکی مثال صرف ہلاکو خاں کی خونریزی سے ہو سکتی ہے
اور بعد فتح بغداد اسنے اس شہر کے باہر ایک مینارہ انسانی کھوپریوں کا بنوایا تہا جسمیں نوے
ہزار جانیں تلف ہوئی تہیں اور اسکے بعد ترکوں نے مختلف لڑائیوں اور سخت معرکوں کے
بعد جب بغداد اور اس حصہ ملک کو جسمیں بڑا قطعہ سرزمین کالدیا کا شامل ہے سلطنت ایران سے
واپس چھینا تہا اسکے واقعات عبرتناک اور حالات حیرت انگیز کے واسطے ایک جداگانہ تاریخ چاہیئے
ان تمام لڑائیوں میں جو ایرانیوں اور ترکوں کے ہوئی سلطنت عثمانیہ کو کردوں اور سارکینی اور تاتاریوں نے مدد دی تہی یہ بات بخوبی
یاد رکہنی چاہیئے کہ بیروت اور موصل اور بغداد اور کربلا یہ سب مقامات جو اسوقت ترکی عملداری
میں ہیں ایک زمانہ میں سرزمین کالدیا اور بابل میں داخل تہے اور انہیں سے اب بہی اکثر ویرانے
جہاں کسی قدر آبادی ہے اور جو منزلوں تک اس راہ میں پڑتے ہیں اس بات کا نشان زبان حال سے
بتا رہے ہیں کہ یہاں افسران بابل کی حکومت تہی جنکی بت پرستی دنیا کی تاریک ترین خیالات کے
لیئے ایک خاص دستاویز ہے مگر خدائے قدیر کے حکم سے انکی ایسی بربادی ہوئی کہ اس گروہ کا
نام و نشان نرہا اور بعد عملداری اہل عجم اور ترکتازان مقدونیہ اور عیسائی قیصران روم نے
فیروزمندان اسلام کی زمانہ فرمانروائی میں جب کہ ان مقامات پر سلطنت کو ابتدائی استحکام حاصل
ہوا ہے تو اس دارالسلطنت کفر کی بیخ و بنیاد تک کہود کر پہینکدی گئی حال کی ترکی عملداری میں
مذکورہ مقامات جسقدر ہیں وہ ایک عجیب بربادی اور ویرانی کی حالت میں ہیں اور انکے دیکہنے سے
یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ بہ نسبت عہد اہل عجم یا اہل مقدونیہ اور شاہان پارتہیا اور انکے بعد بنی عباس
کی سلطنت کے زمانہ میں اگرچہ بابل کی سرزمین کے قدیم قصبے ایک عجیب ویرانے کی حالت میں
آباد تہے مگر آل عثمان یعنے حال کی گورنمنٹ ترکی کے زمانہ سے یہ حالت قریب قریب بدلگئی
ہے مگر بعض مورخین کا یہ خیال ہے کہ گو وسط حصجات آبادی بابل ویران ہوا ہے لیکن جسقدر
سرحدی مقامات سرزمین کالدیا اور بابل کی تہے انکی آبادی کو روز بروز ترقی ہے اور ہر سال
چہوٹے بڑے قصبے وہاں آباد ہوتے جاتے ہیں عام طور سے اہل تاریخ اس بات کو جان سکتے
ہیں کہ بصرہ اور دجلہ اور سامرہ اور بغداد اور اسکے علاوہ وہ آبادیاں جو خلیج فارس کے کنارے

ت کی عملداری میں اسوقت ہیں یہ سب سرحدات بابل میں داخل تہیں اور یہاں فرمانروایان بابل کے
چہوٹے بڑے گورنر یا حکمراں رہتے تہے گو انکے نام یا انکی حالت اور صورت آبادی اسوقت
بالکلیہ بدل گئی ہو مگر بہ لحاظ اس امر کے کہ سرزمین بابل مغضوب الٰہی تہی اور وہ کبہی آباد نہیں
ہو سکتی ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ جسقدر حصہ آبادی شہر بابل کا سابق میں تہا اِسکا نام و نشان ہی
نہ رہا اور نہ اِسکی قدیم نسلونکا پتہ ہے اور سوائے چند آثار عمارات نمرود کے جو حضرت ابراہیم
علیہ السلام کے مقابلہ میں اسنے نہایت گستاخانہ قایم کیے اور جسکی بابت دنیا میں اُسکو پوری
سزا ملگئی اور کوئی بہی نمونہ اسبات کا نہیں ملتا کہ شاہان کالدیا کی سلطنت کس زمانہ میں قایم ہوئی
تہی اور کسنے اِسکو قایم کیا تہا۔ اور کہاں پر واقع تہی قدیم آثار آبادی جو ہم بعض قراین سے
اِس خیال کی تکمیل کے واسطے کہ اِس ملک میں ایک زبردست اور ایسی قوم آباد تہی جو خدائے
قادر کی الوہیت اور وجود کے قطعی منکر تہی دریافت کرنا چاہیں تو ہمکو ایک ذرا ویرانوں کی
عبرتناک حالت اور اِن کہنڈروں کی خراب اور ہولناک منظر کو دیکہنا چاہیئے جو اِسوقت سرزمین
بابل میں موجود ہیں اور جنکا تفصیلی ذکر اِس کتاب میں کسی موقع پر کیا جائیگا۔

## بابل کے خزاین و دفاین کی عام حالت اور انکی تاراجی

بابل کے مشہور اور پوشیدہ خزانے جو مختلف اوقات میں حملہ آوروں نے تاخت و تاراج کیے
انکی بابت مورخین قدیم نے مختلف خیالات ظاہر کیے ہیں اور اِسکی مقدار کی حیثیت کا عام اندازہ
کیا گیا ہے کہ صرف اِن خزانوں سے چند سلطنتیں جو کئی صدی تک سرزمین بابل میں قایم اور
برباد ہوتی رہیں اپنی حشمت اور شوکت ملکی قوت اور استحکام حاصل کر چکی تہیں۔
کیکاؤس کی نسبت لکہا ہے کہ اِسکے دفعتًہ اور نہایت تعجب انگیز طور سے سلطنت بابل پر قابض
ہو جانیکے بعد پہلی کارروائی اِسکی یہ تہی کہ اسنے اُن پوشیدہ خزانوں پر جو بابل میں نمرود کے زمانہ
سے بخت نصر کے جانشینوں تک محفوظ چلے آتے تہے اور جنکا حال سوائے چند مختار حکام بابل
کے اور کوئی بہی نہیں جانتا تہا فورًا قبضہ کر لیا تہا۔ ایک مورخ لکہتا ہے کہ جب اِسکے داخلے کی خبر
شہر بابل میں عام طور سے پہیلگئی تو اِسکے تمام رفقا اور ایرانی فوج نے اِسقدر شہر کو لوٹا تہا
کہ ہر ایک ادنے سپاہی اور سردار کا لباس جامہ اور قمیص بالکل زرین ہو گیا تہا اور جو بڑے
اعلے درجہ کے افسر تہے انکی وردیوں پر سنہری اور روپہلی نہایت بیش قیمت کلابتون لگا ہوا تہا

اور تمام ملبوسات بڑی چمک دمک اور زرق برق کے تھے بیان ہے کہ یہ سب بابل کے خزانہ سے لیا گیا تھا۔ اور جسطرح ان پوشیدہ خزانوں کی تقسیم ہوئی تھی جو صدیوں سے بابل کے دفینوں میں محفوظ تھے اور جب یہ خزانہ ہائے بابل دارا کے قبضہ سے نکلکر ایک دوسرے بادشاہ بزرگ یعنے سکندر اعظم کے قبضہ میں آگئے تھے تو اسنے ان خزانوں سے ہر ایک مقدونیہ کے سوار کو ۲ مینا (ایک قسم کا سکہ) یعنے تقریباً پندرہ پونڈ سونا انعام میں دیا تھا اور ہر ایک یونانی سپاہی کو پانچ پونڈ سونا انعام میں دیا گیا تھا اور اس سے علاوہ اسکے لشکر کے ہر ایک سپاہی کو دو ماہ کی تنخواہ انعام میں ملی تھی۔ اسکے بعد جب ڈیمی ٹرئیس اس ملک پر مسلط ہوا تو اسنے بھی خاص اپنی غرض لوٹ مار کی تکمیل کے واسطے شہر مذکور کے لوٹنے کا حکم اپنے سپاہیوں کو دیدیا تھا جو نہایت سرگرمی کے ساتھ پورا کیا گیا تھا اسکے علاوہ اسی مانند قریب قریب اور بھی بہت سی قومیں ایسی تھیں جنہوں نے بابل کے خزائن اور تمام باشندوں کی دولت کو لوٹا تھا یہ خزانے اور دولت جو کیکاؤس اور سکندر کے مرنے کے بعد کہ بابل سے تاخت و تاراج کیئے گئے تھے وہ سکندر کے مرنے کے دو صدی بعد کے لوٹے گئے تھے اکثر عیسائی مورخین لکھتے ہیں کہ ایرانی اور یونانی فاتحوں کے حملے اور قبضہ کے دو سو برس کے بعد جو دوبارہ بابل کے خزانے لوٹے گئے انکے تاراج کرنے والے اہل پارتھیا تھے انکی تاخت و تاراج غضب کی غارتگری کی نظیر تھی مگر بابل کی تقدیر میں اس سے زیادہ سلسلہ بربادی کا جاری رہنا تھا کیونکہ پارتھین قوم کے بعد بھی اہل روما کی ایک بہت بڑی فوج جو بموجب پیشین گوئی توریت مقدس (ساحل زمین سے آنے والی سمجھی جاتی تھی) بابل میں داخل ہوئی تھی اور اسنے خوب اچھی طرح اسکو تاخت و تاراج کیا تھا اسمیں شک نہیں ہے کہ اس ملک اور سلطنت کی غارتگری جسقدر ہوئی ہے اسکو تمام دنیا کی بربادیوں اور تاراجیوں کے مساوی سمجھنا ایک قسم کا مبالغہ ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ ان خزانوں کی لوٹ مار ایسی مسلسل طور سے ہوتی رہی ہے جو درحقیقت دنیا کے عجیب واقعات میں داخل سمجھی جا سکتی ہے اور اسکو ان لوگوں نے یعنے اہل اس طبقہ انسان نے غارت اور تاراج کیا ہے جو اکثر ظالمترین فاتحین دنیا سے تھے اور خونریزی اور غارتگری سے اپنے ملک کو وسعت دینا یا اپنی شوکت قائم کرنا جنکا خاص مقصد تھا اگرچہ ان حملہ آوروں کی طرف سے اس قسم کی غارتگری کی آگ نہایت غضبناک طور پر ہمیشہ مشتعل رہتی تھی تاہم ہر ایک حملہ آور کے عہد میں اس ملک کو زیرنگین کرلیا۔ اپنی قلمرو میں داخل کر لینے یا اپنا صوبہ قطعی طور پر قرار دینے کے بعد اسکی اکثر حفاظت ہی ہوتی تھی مگر بعض مورخین کا قول ہے

کہ کالدیا کی یہ حالت نہیں تہی اگرچہ بحیثیت گورنمنٹ کے ایک زمانہ میں اسکو ذاتی اقتدار حاصل تہا لیکن جبکہ اسپر زوال شروع ہوا تو اسکے ہر ایک حصہ مین سوائے تباہی اور بربادی کے قابضین کو اور کسی بات کا خیال نہین تہا۔ اور اسیلئے یہ خیال ہوتا ہے کہ گو دنیا کے بعض ملک جو ظالم بادشاہوں نے فتح کیئے ہوں تو انکی غارتگری کے بعد بالضرور انکی سرسبزی کا خیال بادشاہان مذکور کو ہوا ہے بخلاف بابل کے کہ اسکی بربادی کا سلسلہ ہر حال میں قایم رکہا گیا بلیہ مورخین یہ بہی لکہتے ہین کہ گو مختلف زمانوں میں بڑے بڑے بادشاہوں نے اسپر چڑہائی کی اور اُسکو غارت اور تباہ و برباد کیا لیکن مستقل طور پہ سرزمین بابل شاہان اسلام سے قبل کسی اور بادشاہ کی حکومت ماتحتی مین نہین رہی تہی بلکہ اکثر خود اس ملک مین خود مختار سلطنتین قایم رہی ہین تاہم بربادی کا سلسلہ اسیطرح قایم رہا ہے اور کسی وقت مین کیکاؤس کے بعد سے منقطع نہین ہوا ہے اور نہ کسی سلطنت نے جبکہ اسپر کوئی بادشاہ حملہ آور ہوا ہے تو اسکے یعنے بابل کی حفاظت اور حمایت کی ہے۔

یہ امر نہایت صاف ہے کہ جس زمانہ مین سلطنت روستہ الکبریٰ نے اسپر حملہ کر کے اسکو تاخت و تاراج کیا ہے تو اسوقت اہل میڈیا باجود دریائے فرات کے مغربی کنارے پر حکمران تہے اور جنکے خیالات سلطنت بابل کے لیئے ہمدردی کے پیمانہ پر تہے انکی یعنے بابل والون کی کوئی بہی مدد نہیں کی اور جنکے ہاں کالدیا کے دور و دراز سرحدوں پر اکثر اقوام حکمران تہین جنکو بابل سے بہت بڑا تعلق تہا مگر اُنہون نے بہی جسوقت رومی جنرل لوقس نے بابل پر حملہ کیا ہے تو انکے مقابلہ میں کوئی بہی مدد اہل کالدیا کی نہین کی تہی۔ گبن مورخ لکہتا ہے کہ اس حملہ مین رومیوں نے علاوہ بیشمار دولت و مال کے تاراجی اور غارتگری کے ایک لاکہہ اہل بابل کو قید کر کے اپنے ملک کو بہیجدیا تہا۔ یہ وہ زمانہ تہا کہ دوسری صدی عیسوی مین مرقس قیصر کے جنرلوں نے سیلوسی فن کو جو اس زمانہ مین دارالسلطنت کالدیا اور بابل تہا فتح کیا تہا۔

اور جب جولین قیصر کے حکم کے بموجب پرلیبارا اسکے سپہ سالار نے چوتہی صدی عیسوی میں سیلوسی فن پر چڑہائی کی ہے تو بعد اس شہر کے مختلف قطعات مین آگ لگا دینے کے غلہ اور ہتہیار اور مختلف قسم کے طلائی و نقرہ ساز و سامان کی ایک بڑی مقدار اسکے ہاتہ آئی تہی جسمین سے ایک بڑا حصہ اسنے اپنی فوج کو تقسیم کر دیا تہا اور باقی مقدار اپنے جنگی خدمات کے اخراجات کے واسطے رہنے دی تہی اور اسکے سوا جسقدر سامان اسکے نزدیک اسکے استعمال کے قابل

نہ قرار پایا تہا اسکو پر سیپاراس نے آگ لگا دی یا دریائے فرات میں غرق کرا دیا اس غارتگری اور لوٹ
میں جو حصہ رسد غنیمت اسنے تقسیم کی تہی تو فی سپاہی چاندی کے ایک سو ٹکڑے حصہ میں آئے
تہے اس عظیم الشان غارتگری اور لوٹ مار کے وقت پسیاراس نے حسب ذیل تقریر اپنے سپاہیوں
سے کی تہی (دولت کا حصول خاص تمہاری اس گرمی اور جوش کی اصلی غرض ہے اور یہ تمام
اور زر و مال اسوقت اہل فارس کے ہاتھ میں ہے جو اس سرزمین پر حکمران ہیں اور تمام لوٹ اور
غنیمت اس نہایت زرخیز ملک کی بابت یہ تجویز کر لیا گیا ہے کہ وہ تمہاری پرجوش بہادری اور
نہایت دلیرانہ حملہ آوری کا صلہ ہے)

بہر حال ایک نہایت ہی خونریز اور شدید اور سخت حملہ کے بعد دشمن (اہل ایران) کو شکست
ہوئی اور تمام دولت و مال ایک مشرقی مخزن طلا سے بطور غنیمت چہین لیا گیا جسمین طلائی اور
نقرئی ٹکڑوں اور سکوں کی ایک کثیر مقدار تہی اور انکے علاوہ مرصع زیور اور اعلے قسم کے
ہتہیار اور بچھونے اور نہایت قیمتی کپڑے اور خانہ داری کے ہر قسم کی ظروف طلائی
و نقرئی تہے اسکے بعد جس زمانہ میں ہرقل کے حکم سے پھر اہل روما نے کالدیا پر حملہ کیا ہے
تو اگرچہ خزانہ اور دولت ایک عظیم الشان مقدار مقام متعدد سے کہ جو اس زمانہ میں اس صوبہ کا
دار الصدر تہا شاہ ایران نے اپنی خاص ملک میں بہیجدی تہی اور بڑی مقدار خرچ بہی ہوگئی
تہی تاہم جسقدر روپیہ اور مال خزانہ میں باقی رہا تہا وہ اسقدر کثیر تہا کہ حملہ آور جنرل کی امید
سے کہیں زیادہ تہا اور جسکی غارتگری سے اسکی طبیعت بخوبی سیر ہوگئی تہی۔ اور جسطرح کہ ایک
رنگساز کسی چھت پر نقش کاری کرتا یا رنگ و روغن چڑہاتا ہے اور پھر دوسرا اسپر اپنا رنگ جماتا ہے
اسیطرح گبن مورخ عیسائی نے شہر طیسی فن کی لوٹ کی نسبت جسقدر لکہا ہے اور نیز جسقدر
کہ سابق میں سلوشیا کی غارتگری کی نسبت لکہا گیا ہے بلحاظ اس امر کے کہ یہ دونوں مختلف
اوقات میں کالدیا اور بابل کے دار السلطنت رہ چکے ہیں اور انہیں سے ہر ایک شہر دختر بابل
کے نام سے دنیا میں مشہور تہا ان کی تباہی کے تمام اصل واقعات اور حالات کو واسنی
نے جو عیسائی مورخوں کے نزدیک پیشین گوئیوں کی تفسیر میں ایک بڑا جاہل اور توریت کا
عالم تہا مندرج کیا ہے گویا جسقدر گبن نے از روے تاریخ اس امر کو ثابت کیا ہے کہ ان
شہروں کی بربادی اور پامالی کسطرح ہوئی اسکی مثل جو مضامین توراۃ میں انکی زوال کی
نسبت بطور پیشین گوئی موجود تہی انکو مورخ مذکور کے بیانوں اور تحقیقات سے واسنی نے کالیا

مطابق کردیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ پیشین گوئیان جیسی کچھ انکی زوال اور بربادی کی نسبت ہوئی ہین انکی صحت مین ذرا بھی شک نہین ہے - اہل اسلام نے جو ہیں دارالسلطنت کو غارت کیا ہے

مسلمان کون تھے انکی بابت مختلف مورخین نے اپنی رائین کثرت کے ساتھ ظاہر کی ہین اصل یہ ہے کہ انکی پیغمبر حضرت اسمعیل ع کی اولاد مین تھے جو حجاز کے دارالصدر یعنے مکہ معظمہ مین پیدا ہوے اور تمام دنیا کے واسطے یہ عجیب بات ہو گئی کہ مادہ پرستی کا استیصال انکے زمانہ مین کس انتہائے کامیابی آمیز طرح سے ہوا ہے - حضرت محمد صلعم جو ایک نہایت بزرگ اور اعلی اور نہایت محترم خاندان قریش مین سے تھے اس عظیم الشان مذہب کے بانی ہوے اور جنہوں نے عرب ایسے نہایت سخت سرکش اور جنگجو اور جاہل قوم مین انسانیت اور خدا پرستی کی اصول اسطرح پھیلا دیئے جس سے بہتر عالم تہذیب مین ناممکن تھے اور پھر اس مذہب نے دنیا کے سطح پر جس وسعت اور عمیق طور سے اپنا اثر ڈالا ہے وہ دنیا کی تاریخ پیدایش سے اب تک لاثانی ہے یہ مذہب نہایت تھوڑے عرصہ مین تمام دنیا کے بڑی بڑی قوموں پر بطور شعلہ عالم افروز کے محیط ہو گیا بلحاظ اپنے طرز عمل اور اشاعت اور قبولیت کے آج تک دنیا مین ایک خاص استحکام حاصل کرتا جاتا ہے - اور انکے یعنے حضرت محمد کے بعد انکے جانشینوں نے دنیا مین جیسے جیسے کام کئے ہین وہ ایک مورخ کی آگاہی کے واسطے ضروری ہین اور اسلیئے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر کسی قدر ابتدائی حالت اہل عرب کی بیان کیجائے عربون کی تاریخی اکثر حالات مین اسیطرح مختلف ہین جیسے یہودیوں کی تاریخ ہے -

اہل عرب کی ایک زبردست نسل حضرت اسمعیل کی اولاد مین ہے مگر اور لوگ بھی جو اس زمانہ سے اس ملک مین بود و باش رکھتے چلے آئے ہین عرب کہلاتے ہین بحیثیت مجموعی تمام تاریخوں سے اسبات کی شہادت ظاہر ہے کہ عرب ایک نہایت سرکش اور آتش مزاج قوم تھی مگر آتش زبانی اور فصیح البیانی اور باہم انکے افتخار کی صورتیں بالکل متحد تھین انکی زبان اور تقریر کی عمدگی اور فصاحت و بلاغت ہمیشہ دنیا مین ضرب المثل رہیگی اور انکی نسبت ہمیشہ سیل جل سے اپنے ملکی حدود کے اندر محفوظ رہے ہین گبن اور اسکے علاوہ تمام مورخین جنہوں نے عربوں کی تاریخ لکھی ہے اس امر کو تسلیم کرلیا ہے اور علے الخصوص گبن نے بعض مستثنیات کو اہل عرب کے واسطے خاص کردیا ہے جنکی نسبت جسکو متعصب مورخین مشتبہ خیال کرتے ہین - گبن کی تحقیقات مین عام طور سے اہل عرب ہمیشہ آزاد رہے ہین اور انہون نے کسی زبردست سے زبردست کشورکشا سلطنت کی تابعداری نہین کی ہے اور انکی خصوصیات اس قسم کی ہین جنکے صحیح ہونے مین شک نہین ہے - انہوں نے ہمیشہ اپنی آزادی کو نہایت دلیری

کے ساتھ قایم اور برقرار رکہا ہے اور دنیا کی بڑی بڑی زبردست سلطنتوں اور حکومتوں کی حملہ آوری اور اطاعت سے ہمیشہ اپنے کو محفوظ رکہا ہے۔ نہایت اولوالعزم جہانگیر بادشاہوں سیاسٹرس اور کیمبسز دکیکاوس ایرانی۔ پامپی اور ترااجان نے بہی کبہی عرب پر فتح نہیں حاصل کی تہی بعض مورخین کی رائے ہے کہ اسمیں شک نہیں ہے کہ انکی مذکورہ طریقہ زندگی اور طرز معاشرت اور عربوں کا قدیمی چال چلن اور انکی ایک دوامی اور یکسان حالت صرف انکے ملک کی نیچرل خاصیت کا ایک ضروری نتیجہ ہے۔ ایک مورخ کا یہ بیان ہے کہ انکی وحشت اور آتش مزاجی اور آزادی کی اب بہی ویسی حالت ہے جو قدیم سے تہی اور تمام انسانی نسل کے خلاف انکی زندگی کے اصول ہیں ابتک محفوظ اور موجود ہیں حالانکہ تین سو برس تک انکے خاص گروہوں نے اپنی کوہستانی بود و باش کی فطرت کے خلاف مختلف ممالک کو تسخیر کرلیا تہا اور اسمیں ذرا بہی تامل نہیں ہے کہ دنیا کا ایک بہت بڑا حصہ ایک زمانہ میں خاص عرب فاتحین کے حیطہ اقتدار میں داخل ہوگیا تہا۔ انکی سلطنت سرحد ہندوستان سے لیکر کنارہ دریائے اوقیانوس (اٹلانٹک) تک پہیلگئی تہی جو ہر طرح سلطنت رومۃ الکبرے کی اس وسعت سے جسپر وہ بیوکو تمام دنیا کے حاکم اور قابض ہوجانے کا دعوے تہا اس حصے سے زیادہ وسیع تہی۔ مگر قدیمی اوصاف یعنے حمیت اور آتش مزاجی انمیں ویسی ہی موجود تہی حضرت اسمعیل کی نسبت عیسائی مورخین نے عمدہ خیالات نہیں ظاہر کیئے ہیں مگر غور سے دیکہنے کے بعد یہ امر بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ وہ ایک نہایت ہی اعلے درجہ کی روحانی انسان تہے اور بمقابلہ دنیوی طرز زندگی اور نہایت بے تعلقی سے اپنا خاتمہ کردینا یہی نجات اخروی کا اکمل ترین نتیجہ ہیں اور اسی باعث جو کچہ طرز تمدن کی خوش اسلوبی اور انسانی زندگی کی فانی آسایش کے طریقے دیگر حصص عالم میں موجود ہوگئی تہی وہ تقریبًا مفقود تہے جو حضرت محمدؐ کا مولد اور مسکن تہا ہمیشہ فطرت کے رموز اور اصلی غرض خلقت انسانی کے ادراک کا جولانگاہ سمجہا جاسکتا ہے۔

کیونکہ وہاں سے ایک عام حالت اس رستہ کی نشاندہی کی پیدا ہوئی ہے جو خدائے قدیر کی یگانگی اور وحدانیت کے اثبات کے لیئے مختص ہے۔ اور جبکہ اس امر پر بغور خیال کیا جائے کہ کس طرح ایک ایسی قوم کی دلونمیں ان برکات اور زندگانی اعتدال پسند کے طریقے کے قایم اور جاری رکہنے کو اسکے ہادی نے راسخ اور مستقل کردیا تہا جو بالکل ہی جاہل اور وحشی اور اصول زندگی تہذیب سے مسلسل طور پر قطعًا ناواقف تہے تو ایک عجیب حیرت ایک تاریخ لکہنے والے پر طاری ہوتی ہے کیونکہ عرب کے عادات اور خصائل اور انکی وحشیانہ زندگی کی اگر تمام حالت پر لحاظ کیا جائے تو یہ کبہی یقین نہیں ہوسکتا

خسرو پرویز شہنشاہ ایران کا وہ عظیم الشان ایوان، جو سفید محل کے نام سے مشہور تہا اور جو گویا خزانہ ہائے بابل کے سامانوں سے معمور تہا اور جو مسلمان فیروزمندوں کے ہاتھ سے تباہ ہوا تہا اسکا ہر ایک کمرہ نہایت بیش قیمت جواہرات اور طلائی اور نقرہ آرایش اور زیب و زینت سے جگمگا رہا تہا۔ نہایت بیش بہا قالین اور خوبصورت کرسیاں اور تخت جو بالکل طلائی تھے اور جو اس ایوان میں بے شمار تعداد کے ساتہ موجود تھے وہ سب ایک ایک کرکے لوٹ لیئے گئے تھے ابو الفدا ایک نہایت مستند عربی مؤرخ نے اس کل سامان کی تفصیل اپنی کتاب میں نہایت شرح و بسط کے ساتہ کی ہے اور اسکے علاوہ اور مورخ نے بھی اسکی بابت اپنی مفصل تحقیقات لکھی ہے کہ جسقدر سامان خسرو پرویز کے محل شاہی سے مسلمانوں نے لوٹا تہا اوس سے صرف سونے کے ٹکڑے ڈیکا تخمینہ تین ہزار ہزار ہزار تعداد میں کیا گیا تہا۔ اس محل کے وسط میں جو کمرہ تہا یعنے جو خسرو کی خاص نشستگاہ تہا یا جسے کمرہ تخت شاہی کہہ سکتے ہیں اسکا فرش ایک نہایت ہی گران بہا قالین مخملی کا تہا جو ساٹہ فیٹ طول میں اور نوے فیٹ عرض میں تہا۔ اسکے علاوہ ایک حیرتناک سامان جو اس کمرہ میں موجود تہا ان تمام سامانوں سے زیادہ کسی مؤرخ کے قابل توجہ ہے جو سلطنت خسرو پرویز میں قیمتی سمجھی گئی تھے یہ سامان ایک قسم کے باغ کا نمونہ تہا جسمیں طلائی اور نقرئی درخت تھے اور انمیں پہل اور شگوفے سب جواہرات کے تھے طلسمی باغ خسرو نے اپنے نزدیک بہشت کی ہمشکل بنوایا تہا۔ قالین میں ہر جگہ طلائی کام تہا اور جابجا جواہرات جڑے ہوے تھے مگر فیروزمندان عرب نے اپنی حملۂ ایران کے زمانہ میں جب خسرو کے ایوان تختگاہ کو فتح کیا ہے تو قالین مذکور اور تمام تختگاہ کا سامان ایران سے مدینہ حضرت عمر بن الخطاب کے پاس بہیجا گیا جسے انہوں نے تمام مجاہدین اور اہل مدینہ کو تقسیم کردیا تہا مگر اسمیں جسقدر تصاویر تہیں وہ بالکل محو کردی گئیں تہیں۔

اور اس تمام فرش اور باغ اور سامان مذکور کی قیمت کا اندازہ اس طرح ایک مورخ کو ہوسکتا ہے کہ اسکی تقسیم شدہ حصص کی قیمت پر غور کرے جو اہل عرب نے تشخیص کی تہی۔ ایک مورخ اسلام لکہتا ہے کہ انمیں سے جو حصہ صرف حضرت علی ابن ابیطالب کو دیا گیا تہا اسکی قیمت

کہ اسقدر جلد اور اس شدت کے ساتھ ذکا ہر ایک قسم کا طریقہ زندگی بدلجائے گا۔ اور اسیلئے ہم سوا معجزہ کی اس حالت کی نسبت اور کیا یقین کرسکتے ہیں۔ ۱۲ گبن مورخ عیسائی مولف کتاب زوال سلطنت روم الکبری وغیرہ

بیس ہزار درہم ہوے تھے - اس تخت (سریر) خسرو پرویز کے علاوہ اسکا نہایت بیش بہا علم اور لشکر بھی مرصع بھی عربوں کے ہاتھ لگا تھا جسمین بڑے بڑے موتی اور یاقوت و زمرد نصب تھے اور درفش کاویانی (قدیم نشان ایران) بھی جو بالکل مرصع تھا اس معرکہ مین فیروزمند لشکر اسلام نے ان سے چھین کر مدینہ بھیجدیا تھا - یہ امر تحقیقات سے ثابت ہے کہ یہ جسقدر جواہرات اور سونا چاندی ایران سامانوں مین لگا ہوا تھا یا خسرو پرویز نے جس سے اپنی ایوان تختگاہ کو زینت دی تھی نہایت بوسیدہ اور عظیم القدر خزاین بابل سے فراہم کیا گیا تھا جو ابتدا مین خاندان نمرود و بخت نصر کے تخت مین تھے اور ایک معینہ زمانہ مین کیکاوس و دارا نے انکو لوٹ کر اپنی دار السلطنت کو بھیجدیا تھا -

بہرحال وہ سب زمانہ گذر گئے اور اسوقت گویا کالدیا اور بابل کے ان مشہور خزاین و دفاین کا خاتمہ ہمارے پیش نظر ہے ہم اگر سرزمین بابل مین موجودہ حالت کے دریافت کرنے کی غرض سے گردش کرین تو نہایت مناسب طور سے یہ امور معلوم کر سکتے ہین کہ جیسے ان خزانون کی لوٹ مار ہوئی ہے اور عام باشندگان بابل کی مال و دولت کو لوٹا گیا ہے خود وہاں کی سرزمین گویا اپنے پہلوؤں میں ان خزانون یا زر و جواہر یا کسی قسم کی دولت کو لیتے پہلو میں پوشیدہ رکھنا پسند نہین کرتی ہے -

اگرچہ بیشمار نسلین اور بہت سی صدیاں اس ملک کی تباہی و بربادی کو گذر گئی ہین لیکن اسوقت تک کھودنے یا تلاش کرنے پر برابر چاندی و سونے کی ڈھیلے اور ٹکڑے اور سکے اور اکثر جواہرات کی الیشیاسٹی سی فن اور قدیمی خراب شدہ شہر بابل کے کھنڈر مین سے جو شہر سٹی سی فن کے قریب واقع ہے سنہ ۱۸۱۲ء مین جبکہ دریاے فرات نے اسکے ایک کنارہ کو گرانا شروع کیا تھا اور دفعتہً ایک حصہ اس حصہ کھنڈر کا پانی مین گرا ہے تو ایک بڑی مقدار طلائی و نقرئی ٹکڑوں کی دستیاب ہوئی اور بعد معمولی امتحان کے انکو پاشائے بغداد نے لیکر قسطنطنیہ کو بھیجدیا تھا اسمیں صرف اور چہ سات سو اینٹین سونے کی جو ایک فیٹ لمبی اور نصف فیٹ چوڑی تھی اسکے علاوہ ایک مٹی کا گھڑا بھی برآمد ہوا تھا جسمین سے دو ہزار کے قریب اہل اثینیا کے وقت کے نقرہ سکے بھرے ہوے تھے انمین سے ایک مناسب تعداد مسٹر رچ سابق ایجنٹ ایسٹ انڈیا کمپنی متعینہ بغداد نے اس زمانہ میں خرید لیے تھے اور جسکو کچھ عرصہ ہوا کہ برٹش گورنمنٹ نے انکے ورثا سے مناسب قیمت پر مول لے لیا تھا اور

اسوقت وہ برٹش میوزیم (عجائب خانہ) میں محفوظ رکھے گئے ہیں شہر سٹی سی فن کے کھنڈروں میں سے دیسی باشندے مختلف اوقات میں سونے اور چاندی اور تانبے کے سکے پاتے رہتے ہیں جو ہمیشہ بغداد میں لاکر بہ قیمت مناسب فروخت کر دیتے ہیں اور اکثر دولتمند ترک اور اہل آرمینیا اور نیز جرمن اور فرانس کی کانسل جو یہاں مقیم ہیں ان دیسی اشخاص کو خاطر خواہ اجرت دیکر اس غرض سے بابل کے ان قدیم شہر ایران اور کھنڈروں میں ہمیشہ بھیجتے رہتے ہیں کہ وہ ان قدیمی سکوں اور ظروف اور آلات کو تلاش کر کے لائیں اور یہ عام خیال ہے کہ انکے علاوہ اور بھی سلطنتیں ان کھنڈروں سے آثار قدیمہ اور اس قسم کی اشیا کی تلاش میں مصروف رہتی ہیں

## شہر بابل کے آثار قدیمہ اور شہر سٹی سی فن و سلوشیا وغیرہ کی بابت قدیم مورخوں کی تحقیقات اور ان آبادیوں پر ایک خاص ریویو جو سرزمین بابل پر چند صدیوں سے آباد ہوتے چلے آئے ہیں

اگرچہ تمام سرزمین بابل اور کالدیا میں کوئی قدیم مقام آباد نہیں ہے تاہم اسکے حدود میں اہل اسلام نے نئی بستیاں بسائی ہیں جنمیں سے قصبہ حلہ اور دیگر اطراف میں مغربی جانب مشہور شہر جو تقریبًا چھٹی صدی عیسوی سے اہل اسلام کی فتوحات عالی [illegible] کی آمد ہیں اسوقت سرزمین بابل کی حدود میں خاص آبادیاں سمجھی جاتی ہیں

مگر یہ نو آباد مقامات بھی اسبات کا ایک مستند نمونہ ہیں کہ بابل کی سرزمین میں کیسے اندوہناک خونریزی سے یہ یادگاریں قایم ہوئی ہیں اور جو اہل اسلام کے ایک عظیم الشان خلیفہ کے فرقہ کی جسمیں زیادہ تر باشندگان فارس شامل ہیں نہایت مستند زیارتگاہ ہیں اور زیادہ تر یہی لوگ وہاں جاتے اور اپنے مذہبی خیالات کی تکمیل کے واسطے بود و باش رکھتے ہیں گو مذہب اسلام کے اور لوگ بھی وہاں جاتے ہوں انہیں سے ایک مشہد علی (نجف اشرف) اور دوسرا مشہد حسین (کربلا) کے نام سے مشہور ہیں۔ مگر جو لوگ اسبات پر نظر رکھتے ہیں کہ بابل کی سرزمین

[illegible]

سے ان سکوں اور آثار قدیمہ کو باہر جانیکی ممانعت کر دی ہے اور وہ اب بشرط دستیابی خاص قسطنطنیہ کے عجائب خانہ میں رکھی جاتی ہیں

ہر ایک آبادی خواہ قدیم ہو یا جدید صرف غارتگری اور خونریزی کا منظر ہے وہ تاریخوں سے بہت کو بہی دریافت کر سکتے ہیں کہ اسلامی زمانہ میں ہی جسقدر مقامات نئے آباد ہوے ہیں وہ کیسے لوٹے اور اندوہگین معرکوں کا نشان قایم رکہنے والے ہیں سب سے زیادہ اسبابت ہمیں یہ تلاش اٹہانی لازمی ہے کہ وحشیوں نے ان مقامات میں کیسی خونریزی اور بربادی کی تہی۔

سرزمین کالدیا کی قدیم تاریخ سراسران اخبارات سے معمور ہے جو انبیا کی پیشین گوئیوں سے مطابقت رکہتے ہیں کیونکہ اگرچہ مورخین اس شکست سے کامل طور سے اسبابت واقف نہتہے کہ وہ استغراق زوال پذیر ہوگی مگر یہ ضرور ہے کہ اگر اُنکے اقوال کا اندازہ کیا جاے تو یہ صاف ثابت ہوسکیگا کہ وہ اپنے بیانوں میں اس ملک کی زرخیزی اور تمول کا کسقدر شد ومد کے ساتہ حوالہ دیتے ہیں اور جن لوگوں کو پیشین گوئی کے ان جملوں سے واقفیت ہے کہ خدا نے قدیم سے اسکی یعنے بابل کی مخالفت میں کیسا وعید ارشاد فرمایا ہے اور نیز اہل کالدیا کی مخالفت کی بابت اسکے مقدس الفاظ میں کیسا پہہ امر اظہار ہوا ہے وہ اگرچہ تین ہزار برس سے زیادہ اسکی بربادی کے سلسلے کو گذر چکے لیکن اسوقت اسکے زوال تدبیری کی قابلیت اور موجودہ تباہی کا اندازہ کرسکتے ہیں۔

سرزمین خالدیا (کالدیہ) کی تباہی اور نابود ہونے کا ایک طویل سلسلہ ابتک قایم ہے اور صدہا بلکہ بیشمار نسلیں گذر گئی ہیں مگر وہ بدستور تباہ اور بے نشان ہو رہی ہے۔ اہل کالدیا کی عظمت اور اسکا جبروت بالکل صفحہ دہر سے مٹگیا ہے اور اسکی سرزمین انسانوں اور اپنی قدیم عمارات سے ایسی بے نشان ہوگئی ہے جسے اسوقت ہم نہایت عبرتناک نظر سے دیکہہ رہے ہیں۔

یورپ کے ایک نہایت نامی مورخ رووالفیا جسنے ١٥٧٤ء میں اس ملک کی سیاحت کی تہی تو وہ اس سفر کا حال اپنے سفرنامہ میں لکہتا ہے کہ یہ ملک مذکور بالکل افتادہ ہے اور اسکی راہتی تمام

بقیہ از صفحہ ٩٥

ملے حضرت علی ایک مشہور ہاشمی شاخ کے قریش سے تہے اور حضرت رسول عربی کے ایک نہایت پیارے صحابی اور انکے چوتہے خلیفہ ایک عظیم گروہ اہل اسلام کے نزدیک۔ اہل اسلام کی تمام تاریخوں سے ثابت ہے کہ آنحضرت (محمد) کے زمانہ میں انسے زیادہ کوئی ذی علم اور ماہر احکام قرآن سے نہیں تہا اور یہ بہی انکی خاص تصانیف سے ظاہر ہے کہ انکی تمام اقوال حکما اور اہل دانش کے ہم پلہ ہیں وہ تمام مسلمانوں میں آنحضرت (محمد) کو نہایت عزیز اور انکی خاص تربیت یافتہ تہے اور بیان ہے کہ انسے زیادہ کسی اور کو قرابت قریبہ نہیں تہی وہ آنحضرت (محمد) کے چچا زاد بہائی اور انکی نہایت پیاری بیٹی فاطمہ کے شوہر تہے۔ اکثر علاوہ قراین سے یہ امر دریافت ہوتا ہے کہ بوجہ زیادہ التفات آنحضرت (محمد) کے جو آپ کے ابتدائی صغر سنی سے اپنے وفات تک انکے حال

وکمال بنجر اور خشک زار و خراب ہے کہ جسکے دیکھنے سے یہ یقین ہوتا ہے کہ اسپر کسی زمانہ میں گویا زراعت اور آبادی کا وجود ہی نہ تہا۔ مذکورہ مورخ کے علاوہ اور مورخ جو بابل کے کہنڈروں کی سیاحت کی غرض سے گئے ہیں اُنہوں نے بھی اِسی قسم کی اندوہ انگیز رائے اپنی تاریخوں میں لکھی ہے اور وہ بڑی تلاش کے بعد اپنے سفرناموں میں اِس انداز سے کو ظاہر کرتے ہیں کہ گو یہاں کسی زمانہ میں آبادی کا ہجوم یا کاشتکاری سامانوں کی بیحد فراہمی ہو مگر موجودہ حالت تو صاف یہ بتا رہی ہے کہ وہ تمام قطعہ زمین جہاں خاص شہر بابل آباد تہا اور جسکی وسعت ساٹھ میل کے احاطہ میں کم سے کم سمجھی جاسکتی ہے ایسا ویران اور ناقابل زراعت ہے کہ جسپر کسی طرح کاشتکاری ہونیکا زمانہ سابق کے واسطے گمان نہیں ہوسکتا ہے۔

ایک طرف تو اِس ملک کی اراضی یعنے مقام اُڈیس کی جانب جو اراضی واقع ہے اُسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس ملک کی جسقدر زمین ہے وہ ایک وسیع ریگ اور ایک نہایت غیر مسکونہ اور سر اراضی کا ہے جسپر کہیں کہیں جنگلی اونٹ کٹارے کی درخت اور بید مجنوں یا نرکلوں کے جہنڈ اور اسی قسم کی گہنی روئیدگیاں پائی جاتی ہیں اور دوسری جانب یعنے بصرہ اور بغداد کے مابین دریائے فرات کے کنارے پر منزلوں تک ایک نہایت ناقابل گذر ریگ کا میدان پایا جاتا ہے۔ ایسے باشندے جو اِس ریگستان میں ہیں تو اُسکا انتظام صرف ستاروں کی رفتار پر ہوتا ہے۔ عام حالت کے لحاظ سے اِسوقت بابل کا ملکی سطح بالکل کہلا ہوا ہے اور ہموار ہے جو انسانی نگاہ کے سامنے ایک وسیع میدان کے منظر کے
پر تر رہا تہا بہت سے عالی رتبہ اہل اسلام حسد کرنے لگے تہے اور اِس باعث اُنکو ایک نہایت تنفر دشمنی اور شدید عداوت علی سے پیدا ہو گئی تہی بعض مورخین کا خیال ہے کہ ابتدائی اشاعت اسلام میں جن وسائل سے اسلام کو استحکام حاصل ہوا ہے انہیں علی کی کوششیں نہایت کامیابی کے انجام پذیر ہوئی تہیں جو بڑے بڑے قریش اور یہودیوں کے سرداروں کی قتل و خونریزی کے بعد حاصل ہوئی تہیں اور اسیلئے اکثر اہل عرب اُنسے دلمیں عداوت رکہتے تہے اور اِنہی کی نسلوں نے ایک زمانہ میں موقع پاکر مسلمانوں کی صورت اور لباس میں ایک مخالف گروہ کی جمعیت کو اپنی شرکت سے اُنکے مقابلہ میں قوت دی تہی اور ایک عام مخالفت اُنسے پہیلا دی اور آخر اِسکا یہ انجام ہوا کہ ایک نہایت معمولی شخص نے اُنکو فجر کی حالت میں مجروح کیا اور اِسی زخم سے اُنہوں نے اپنی قیامگاہ مقام کوفہ میں انتقال کیا اور اُنکی وصیت کے بموجب کوفہ سے کسیقدر فاصلے پر دفن ہوئی اُنکے مقلدین اور خاص پیرو اسمقام کو بہت

کے طور پر پیش ہوتا ہے اور جسمیں اسطرف اور اسی جانب نیم تربیت یافتہ جنگلی اونٹوں کی قطار دیکھنے کے سوا اور کچھ بھی نہیں نظر آتا ہے اور اس نہایت قطع ارضی میں کہیں کہیں موجودہ زمانہ کے جنگلی سبزہ کا وجود پایا جاتا ہے باقی تمام کف دست میدان ہے ایک مورخ اسکے درمیانی زمانہ کی حالت جبکہ سلطنت عباسیہ ان اطراف میں قایم تہی حسب ذیل بیان کرتا ہے "بغداد کی دیواروں سے دور تک لیکر جسقدر قطعہ زمین ہے وہ بالکل اوجڑا اور ریگزار اور افتادہ ہے اور اسکی یہ حالت ہے کہ اس تمام قطعہ ارضی میں کسی قسم کی ترکاری یا کسی سبزی کا ایک پتہ اوگا ہوا نظر سے نہ گذریگا جسوقت مسافر بغداد کے دروازوں سے گذرتا ہے تو بالکل خشک زمین کا ایک مجموعہ اسکے پیش نظر ہوتا ہے یا ایک ایسا سطح زمین جو بالکل غیر مزروعہ سطح اور ہموار ہو سمجھا جا سکتا ہے۔ وہ تمام ملک جو بغداد اور دجلہ کے مابین واقع ہے بالکل مسطح اور غیر مزروعہ ویرانہ ہے۔ زمانہ قدیم کے مختلف حالت پر لحاظ کرنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس قطعہ زمین میں کسی زمانہ میں بیشمار نہریں جاری تہیں جنسے اس ملک کی شادابی اور سرسبزی دنیا میں بطور نظیر بیان کی گئی ہے مگر اب وہ بالکل خشک اور ایک نہایت عبرتناک ویرانی کا منظر ہیں اسکے وسط میں ایک عظیم مقدار کے ساتھ تمام زمین مٹی کے کہنڈروں اور گرا اٹھی ہوئی قطعات آبادی سے میلوں تک روپوش ہے اور کوسوں تک سوائے ٹھیکروں اور سنگریزوں اور اینٹوں کے ڈھیر کے اور کچھ بھی نہیں دکھائی دیتا ہے ہر طرف اس قدیم اور مشہور آبادی کے پامال شدہ اور برباد یافتہ قطعات کے منظر نگاہ کے سامنے عبرت دلانے کے واسطے پیش ہوتے ہیں۔ اسوقت ان قطعات ارضی میں جو بالکل بنجر یا ویران ہیں کہیں کہیں قبایل زبید کے عرب مستعار سکونت رکہتے ہیں اور اسکے سوا جہانتک نظر کام کرتی ہے ایک بربادشدہ ریگستان دکھائی دیتا ہے۔

بقیہ نوٹ صفحہ ۹۶ سے — ادب کرتے ہیں انہوں نے اس مقام کا نام مشہد علی کہا ہے اور اسکا اصل نام نجف ہے ۱۲ طبیبٹ وغیرہ مورخین۔ امشہد حسین (کربلا کی آبادی) کی بنیاد سنہ ہجری کی آخر یعنی چھٹی صدی عیسوی کے آخر میں قایم ہوئی حسینؑ جو رسول عربی کے نواسے تھے سنہ ۶۱ کو یہیں ایک گروہ کی ایک خونخوار فوج نے قتل کردیا جو ہمیشہ علیؓ سے مخالفت کرتی رہتی تہی منجملہ وہابی گروہ کی جو شیوخ عبدالوہاب نجدی کی سرغنائی سے ہوئی ہے تقریبًا سترہویں صدی عیسوی کے وسط میں نجد سے نکلا اپنی ایک بڑی جمعیت کے ساتھ بعہد سلطان محمود خان عثمانی میں حجاز و عراق پر حملہ کیا تہا اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں سخت لوٹ مار کی اور اسکے بعد سرزمین عراق عجم میں خونریزی کا بازار گرم کیا۔ اور مسلمانوں کے ان مشہور مقامات کربلا و نجف کو تاخت و تاراج کیا اور ہزارہا آدمی قتل کیے تہے

جہان صرف اہل عرب اکثر آمد و رفت رکہتے ہین تاہم انہیں سے بوجہ نہایت ایذا رسان طور پر اس پامال شدہ مجموعہ ویرانی کے واقع ہونے کے جو شخص اسطرف گذرتا ہے اسکو ایک دشمن کی نگاہ دیکھتا ہے۔

خشکی چوپائے اور مختلف قسم کے موذی درندے اس سرزمین میں جو ایک زمانہ مین قطعہ جاہ و جلال کے نام سے مشہور تہے اسوقت بود و باش رکہتے ہیں اور بجائے انسانی فرمانروا کے جنگلوں کا بادشاہ ابوالحارث ان ویران شدہ مقامات میں آرام حاصل کرتا ہے جسکے باعث تمام مسافرین کو اسمین گذرنے اور آمد و رفت سے ایک ہیبت اور دہشت طاری ہوتی ہے۔ تمام قطعہ کو اول سے آخر تک بالکل ناقابل بود و باش انسان ہے اور بلکہ آمد و رفت کے بہی ناقابل ہے۔ اور جو گذشتہ زمانہ مین اہل بابل کے دہ دو تین سو احاطے جنمین غلہ جمع ہوتا تہا اگرچہ لا آباد ویرانہ اس سرزمین میں موجود ہیں اور حال کی ملاحظہ کیفیت سے ایک سیاح کو عجیب افسردگی پیدا ہوتی ہے بالخصوص جبکہ ان مقامات پر نظر پڑتی ہے جہانسے نہروں کو آجکل کے زمانہ میں بدستور سابق جاری کرکے کوئی عمدہ اور قابل اطمینان فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔

ایک انگلشمین کپتان لگستان جسنے پاپیادہ اس تمام سطح ملک کے گشت اور سیر و سیاحت کی اور جو صرف ایک دن مین چالیس کے قریب تعداد میں ان قدیم چشمہائے آب کے مخزنوں کو عبور کر گیا تہا لکہتا ہے کہ اس ریگستان کی مٹی ایک قسم کا سخت سنڈول ہے جسمین ریگ ملا ہوا ہے اور جسپر کوئی انسان بغیر سخت تکلیف اٹھائے پیدل نہیں چل سکتا ہے۔ یہ مٹی دوپہر کے وقت دہوپ کی شدت کے باعث بے حد گرم ہو جاتی ہے اور جسپر وحشی جانور بہی راستہ چلنے میں اسوقت رک جاتے ہیں۔)

وہ اشخاص جو ان ریگستانی جنگلوں سے گذرنیکا ارادہ رکہتے ہیں ہمیشہ گہوڑوں کی پشت پر اس خطرناک راستہ کو طے کریں اور انکو بنسبت پیادہ روی کے اس قطعہ زمین میں اسطرح اسبابِ سفر ملسکتی ہے۔ افسوس جس مقام پر کسوف و خسوف کے حالات دریافت کرنیکی غرض سے اول اول دنیا میں رصدگاہ قایم کیگئی اور جہاں منجموں نے ستاروں کی حرکات کے دریافت میں نہایت اعلے درجہ کی معلومات حاصل کیئے ستہے اسوقت اسی وسعت آباد و ارض کی یہ حالت ہے کہ تمام دیسی باشندے جو اس قطعہ پر گذرتے ہیں توجسطرح افریقہ کے ریگستانوں کا حال ہے اور جیسا بغیر قطب نما کے سمندر میں راستہ طے کرنا ناممکن ہوتا ہے سرزمین کالدیا کے ویران قطعات

سیاروں کی گردش کے ذریعے طے کرتے ہیں اور جس ملک میں زراعت اور کاشتکاری کی اس قدر
ترقی ہوئی تھی کہ جسکی نظیر اب تک نہیں ملتی ہے اور جہاں ایک شہر میں عام کی طرف سے دو سو نہایت
ہی وسیع انبار خانہ غلہ کی فراہمی کے لیے بنے ہوئے تھے اب اسی جگہ صرف ایک نہایت
وسیع اور غیر مزروعہ مہیب ویرانہ نظر آتا ہے دریائے فرات کی دھار بجائے اسکے کہ اس سے
یہ ملک سرسبز نظر آتا جیسا کہ زمانہ سابق میں تھا اب بابل کے شہروں اور قصبوں کی جگہ ایک
عجیب ویرانہ منظر کا محافظ بنگیا ہے اور نہایت دور سے ان مشہور مقامات بابل سلوسیا
نرسیا - فیروجبرہ - ستیسیفون کے قدیم آثار تعمیرات کو پیش کرتا ہے۔ اس قطعہ ارض کے دہنے
بازو کا ایک طویل سلسلہ جو کھنڈرے کے طور پر ٹیلوں کے مجموعہ کے ہمارے سامنے آتا ہے
یہ نہایت قدیم آباد شہر آرٹیما یا دستغیراد کی قدیم آبادی کے کھنڈروں کو نہایت عبرت
کے ساتھ دکھاتا ہے۔

بابل قدیم نہایت سرسبز اور دلفریب اور خوش منظر معلق باغ وگلزار اسوقت سبزہ خودرو کا
منبت ہیں اور ایک اسکے علاوہ ایک طویل سلسلہ ٹیلوں کا جو قدیم سڑکوں اور رستوں کے
نشانوں سے شروع ہوتا ہے شاہی محلات کو اپنی دامنوں میں چھپائے ہوئے ہی نہایت وسیع
پھیلا ہے     نامور عمارت بابل ہو آتا کے چاروں طرف بلند ہیں اور انکی حالت شاخ در شاخ
ایک سیاح کی نظر میں عجیب عبرت پیدا کرتی ہے۔ اسی سرزمین میں ایک موقع پر شہر اپوتیا
کی آبادی کی یہ یادگار ایک دیوار باقی رہگئی ہے جسپر سات برج تعمیر ہیں۔ اور یہ بڑا شہر سلوشیا
کی ابتدائی رونق اور سرسبزی معدومیت اور ویرانگی کے ساتھ بدلگئی ہے۔ اس قطع زمین
میں کوئی بھی سادہ اور مسطح عمارت باقی نہیں ہے بلکہ تمام ملک میلوں تک بیشمار خراب شدہ
سامان تعمیرات کا ذخیرہ معلوم ہوتے ہیں۔ دریائے فرات کے محاذی کنارے پر جہاں شہر
ستی سی فن آباد تھا علاوہ دیواروں کے ٹکڑوں اور ٹوٹے ہوئے اینٹوں کے ڈھیر کے اور
باقیماندہ قدیم عمارات کے جو لاکھوں من مٹی کے نیچے دبے ہوئے ہیں اسمقام پر ایک نہایت
عبرتناک نمونہ آثار قدیمہ کا نظر آتا ہے جو اسوقت تک بربادی سے بچ رہا ہے یہ ایک عمارت کا
نہایت عظیم الشان ڈھیر یا مجموعہ ہے اسمیں ابتداءً ایک دیوار پر نظر پڑتی ہے جو تین سو فیٹ
لانبی ہے اسکی دیواریں چار نہایت خوشنما محرابیں بنی ہوئی ہیں اور وسط میں جو بڑی محراب
اس دیوار کی ہے وہ اسی فیٹ طویل ہے اسکے قریب ایک ڈیڑھ سو فیٹ کا لنبا اور چوڑا برج

تعمیر ہے۔ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ مقام خسرو پرویز کا خاص دار العیش جہاں اسوقت ویرانی اور تباہی حکمراں ہے۔ بیٹی سی فن کے کھنڈرات جہاں واقع ہیں وہاں تو گھاس کا نام ونشان بھی نہیں اور نہ ایک قطرۂ آب وہاں ملسکتا ہے۔ قدیم شاہ بابل کا محل جس مقام پر واقع تھا اسجگہ اب ایک بہت بڑا کھنڈرا یا سلسلہ نہایت بلند ٹیلوں کا نظر آتا ہے جسکا احاطہ دو میل سے کم نہو گا یہ سلسلہ عمارت مذکور کی ویرانی اور بربادی کا ایک عجیب ہولناک منظر ہے کپتان لکتان لکھتا ہے کہ یہ ویرانی انگیز سلسلہ ان ٹیلوں کا اسقدر وسیع اور طویل اور پھیلاؤ میں ہے کہ چند مہینے صرف اسکی حالت کی تحریر اور طرز وضع اور ناپنے اور اندازہ عمارت میں صرف ہو جائیں جب بھی وہ مکمل طور پر نہ تیار ہو۔

یہ حال کالدیا کے بڑے بڑے شہروں کے نیست و نابود ہو جانیکا تھا جو اس مقام پر وقتاً فوقتاً آباد ہوتے رہے تھے جب یہ شہر اسطرح تباہ ہوئے ہیں کہ صحیح طور پر انکے ویرانوں سے انکا حال معلوم ہو سکتا ہے تو اور شہر جو انکے بعد آباد ہوئے ہیں تو انکا تو اتنا بھی نشان نہیں ہے کہ کوئی انکے وجود کا یقین کرسکے نہایت تازہ آباد شہر جو عہد خلفائے بنی عباس میں اس سرزمین پر آباد ہوئے وہ بھی سب ویران ہیں اور سوائے کھنڈروں کے انکی کوئی عمارت بھی سالم نہیں بچی ہے بغداد ثانی اگرچہ بڑے اہتمام سے آباد کیا گیا تھا لیکن دراصل قدیم بغداد کی شان و شوکت اسنے حاصل نہیں کی جو سلسلہ منفردا طور پر آباد ہو گیا ہے صرف حلہ ایک نہایت جدید شہر قدیم برباد شدہ آبادی بابل کے قریب ابتک موجود ہے اور جو اسکے باغ ہیں وہ بھی نیست و نابود نہیں ہوئے بغداد جسکا ذکر ہو چکا ہے مختلف صدیوں میں لوٹ مار اور بربادی اور غارتگری کا شکار بن چکا ہے یہ بھی زمانہ خلفائے عباسیہ اور اس سے پیشتر نہایت متمول اور زرخیز شہر تھا اور اسمیں شک نہیں کہ وہ پہلے کی نسبت اب نہایت کم آباد ہے اور مفلسی بھی ایک مرض ساریہ کی طرح موجود ہے حلہ کی تمام آبادی اسوقت صرف آٹھ دس ہزار کے درمیان ہے ایک مورخ لکھتا ہے کہ اگر ہم حلہ کی باشندوں کو کسی صفت سے امتیاز کرسکتے ہیں تو وہ یہ ہے کہ یہاں کے اکثر باشندے قدیم اہل بابل کی اولاد اور نسل انہیں زناکاری اور حد درجہ فحش کا رواج ہے اور اسمیں شک نہیں ہے کہ یہ لوگ بہ نسبت اپنے ہمسایہ لوگوں کے نہایت شریر اور مسافروں کے ایذا پہنچانے میں مشہور و معروف ہیں اور اگرچہ اسقدر ہولناک اور عبرت انگیز بربادی انکے قدیمی ملک اور قوم اور سلطنت کی ہو چکی ہے مگر اس تمام گروہ میں کوئی بھی آثار انفعال اور اپنے کرتوتوں اور

شیطنتوں سے باز آنے کا نشان ابتک نہیں ظاہر ہوتا ہے اور نہ انہیں کسی قسم کی اصلاح اور انسانیت پیدا ہوئی ہے گویا نسلاً بعد نسلٍ یہ لوگ اپنی قومی شرارتیں اور بدکاریاں اور تمام دنیا کی برائیاں اپنے ساتھ لیتے آئے ہیں دغابازی اور فریب اِس قوم کی خاص اور عمدہ صفات میں سمجھی جاتی ہے یہ لوگ بہ نسبت اپنے ہمسایہ اقوام کے اپنی اولاد کو رہزنی اور دغابازی سے انسان کو لوٹنے اور تباہ کرنے کے مشق کرایا کرتے ہیں عورتوں کی حالت مردوں سے زیادہ افسوسناک اور بدتر ہے اور انہیں کسی قسم کی تعلیم و تربیت نہیں ہے۔

تقریباً ۸۰ برس کا زمانہ گذرا ہوگا کہ کالدیا کے یہ تمام قصبات وہا بیوں کی نہایت سفاکانہ تاخت و تاراج سے برباد ہوئے تھے اور اِسیطرح ۱۸۲۳ عیسوی میں قصبہ شہربان کو کردوں نے حملہ کر لوٹ مار کر غارت اور ویران کر دیا تھا۔ برباد شدہ شہروں کے یہ آثار جو خواہ قدیم زمانہ میں برباد ہوئے یا زمانہ حال میں ایک سیاح مؤرخ کو سرزمین کالدیا سے بخوبی ملسکتے ہیں اور اِسوقت اِنکی بربادی کی تدریجی رفتار بالکل آخری منزل پر پہنچگئی ہے ایسکے وہ نہایت حیرت انگیز اور دلفریب باغ جنہیں دریائے دجلہ سے آبرسانی کیجاتی تھی اور جو دنیا کی نہایت ہی دلکشا اور لاثانی خوشگوار منظر انہیں شمار کیے جاتے تھے تقریباً اب بالکل نیست و نابود اور بے نام و نشان ہوگئے ہیں اور انکی جگہ میلوں تک یکہی رنگ نظر آتا ہے اور تمام ملک جسمیں ایرانیوں اور بابلیوں اور رومیوں اور عربوں نے بڑے بڑے قصبے اور شہر اپنی نمود اور نام کے واسطے آباد کیے تھے اب وہ سب ایک ملبہ اور کوڑہ کرکٹ اور سنگریزوں کا ڈھیر نظر آتے ہیں اِسموقع پر یہ خیال کرنا ضرور ہے کہ جب وہ شہر جو بحقیقت بارگاہ کبریائی کی بظاہر وارث تھے اور جنکی تباہی کی بابت بھی کوئی وعید پیشگاہِ الٰہی سے صادر نہیں ہوا تھا ایسے برباد ہوئے کہ انکا نام و نشان نہیں ہے یا جو بالکل عبرت اور حیرت اور بربادی اور معدومی کا مرقع و منظر ہیں تو ان خاص شہروں کے نیست و نابود ہونے سے جو اِسی زمین پر خاص اہل بابل نے آباد کیے تھے وہ کسطرح آباد رہسکتے تھے جنکی تباہی کی بابت ایک آسمانی فیصلہ اور ایک الہامی حکم عرصہ دراز سے نافذ ہوچکا تھا۔

## زوال بابل کی نسبت پیشین گوئیوں مؤرخین کی رائے

پیشین گوئیوں سے متعلق اور نہایت مسلمہ زوال پایہ شہر بابل اعظم کی نسبت جسقدر حالات ان تاریخوں میں لکھے ہوئے موجود ہیں وہ کسی شایق تاریخ کے واسطے ہرطرح کافی ہیں تقریباً

[illegible] عیسوی کے آغاز میں اِس ملک کا تھوڑا حصہ آباد تھا اور ایک بہت بڑے حصہ میں زراعت ہوتی تھی اور جب یہ مقام مع بابل برباد ہوا ہے تو اسکی جگہ سیلوشیا آباد ہو گیا جو درحقیقت بابل کے بعد ایک عظیم ترین شہر دنیا میں تھا مگر وہ بھی نہایت جلد برباد ہو کر ریگستان ہو گیا اور چوتھی صدی میں اسکی دیواروں کی اس غرض سے از سر نو تیاری اور مرمت کی گئی کہ اسمیں جنگلی جانور ڈنکا رہنے اور مسکن قرار دیا گیا تھا اور اسوقت گویا سرزمین بابل جو انسانوں کا جنگل تھا جنگلی جانوروں کا مسکن اور شکارگاہ کے واسطے مخصوص کر دیا گیا یہ شکارگاہ شاہان عجم نے اپنے سیر و تفریح کے واسطے بنوائے تھے اسوقت بابل کا نام اِس سرزمین کی آبادی سے بالکل محو ہو گیا اور جب سے برابر زمانہ گذر رہا ہے کہ اسکے نیست و نابود ہونے کی حالت سرگرمی کے ساتھ جاری ہے۔

عرصہ تک سارسینس کا قبضہ رہا اور اسطرح اسکی بربادی کی ہر ایک حالت اِس امر کی گواہی دیتی ہے کہ جسقدر اِس سرزمین پر واقعات گذر چکے ہیں وہ بالکل پیشین گوئیوں کے مطابق تھے زمانہ کیکاؤس یا کیخسرو میں جسقدر اسکی پامالی ہو چکی تھی اسکی نسبت مورخین قدیم نے جو کچھ لکھا ہے وہ حال کے مورخوں کی تحقیقات سے کم عبرتناک ہے کیونکہ اسوقت تک مسافروں نے جو سیاحت اِس سرزمین کی کی ہے تو انھوں نے اپنے سفرناموں میں ایسے حالات اور واقعات سابق کے نتائج لکھے ہیں جو سراسر اُن شہادتوں سے ماموں ہیں کہ ایسے آباد قطعات کی بربادی اور پایمالی اپنی مختلف زبانوں میں کس دردناک طور سے ہوئی تھی۔ درحقیقت اسوقت شہر بابل جو سلطنتوں کی عظمت کا زیور سمجھا جاتا تھا اب بالکل ایک ویران سطح ہے اور اسکے تمام معبدوں اور مندروں اور محلات شاہی کا ذخیرہ اور ہجوم جس سے ایک زمانہ میں تمام شہر بہشت آباد اور ایک طلسماتی شہر سمجھا جاتا تھا اب کھنڈروں کا ایک طویل سلسلہ جنمیں سے بعض مقامات کی یہ حالت ہے کہ وہاں نہایت عبرتناک اور طویل سلسلہ جسمیں بڑی بڑی عظیم الشان عمارتیں چھپی ہوئی ہیں بہ نسبت ایک اتفاقی برباد شدہ ڈھیر کے ایک قدرتی اور اصلی پہاڑی کے مشابہ ہو گیا ہے۔

وہ رفیع عمارتیں جو شاہان بابل کے بیشمار خرچ اور لاکھوں غلاموں اور مزدوروں کی محنت شبانہ روزی سے عرصہ دراز میں تیار ہوئی تھیں اسوقت بالکل ملبے اور کوڑے کرکٹ ٹوٹی ہوئی اینٹوں اور سنگریزوں میں دبی ہوئی ہیں

ان نہایت عبرتناک مٹی کے ٹھیکروں میں سے زیادہ تر صاف اور اپنی اصلیت کے ظاہر کرنے والے

دو بڑے ٹھیکرے ہیں اور جو خطوط متوازی ہیں بیس فیٹ تک چلی گئی ہیں اور بہری سے جو ایک
نشان لوگوں کی گذرگاہونکا معلوم ہوتا ہے اس سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ یہ راستے ان
مکانات اور سڑکوں کو گئی ہیں جو اسوقت مٹی کے ڈھیر میں دبے ہوے ہیں۔ یہ بابل کی
سڑکوں کی حالت بیان ہوئی ہے جو دروازوں کے اندر سے جاتی ہیں اور جو اسوقت بلند ٹیلوں
کے قطاہر نظر آتے ہیں اسیطرح بعض مقامات میں دوسوکھے بے آب نالوں اور تین ٹھیکروں کا
منظر ہے جو خطوط متوازی ہیں دور تک چلے گئے ہیں انمیں وسطے درمیانی ٹیلہ بہ نسبت
اور دو ٹیلوں کے نہایت چوڑا اور کشادہ ہے اور اگر یہ خیال کیا جائے کہ وہ دونوں ٹیلے برابر آ
دو راستے بنائے گئے تھے تو درمیانی ٹیلہ مکانات کی ایک قطار ہے جو ہر ایک مقام پر دو
حصوں میں تقسیم ہو گیا ہے جسمیں بود و باش کی دو منزلہ مکانات مع چار دیواری اور
دروازوں کے بنے ہوے تھے یہ بد اسلوب ٹیلے اور ٹھیکرے کھنڈروں اور ان خرابات
کا مجموعہ ہیں جو اسوقت ہمارے نگاہ کے سامنے گذشتہ یادگار دنکو پیش کرتے ہیں۔

بیلس ربعل ہمندر سے لیکر اور دور رفیع الشان شاہی مکانات اور چند سڑکیں اور بعض معمولی
عمارتیں سب ملبہ کا ڈھیر نظر آتی ہیں اور یہ کھنڈروں کا مجموعہ جو ایک منگی درجہ وار سلسلہ ٹیلوں کا
ہے چھوٹے چھوٹے پہاڑوں کے مثل ہو گیا ہے اور انکے بلندی اسی حالت پر شاید یہانتک
پہنچی ہے بابل درحقیقت بالکل زوال پذیر اور بے نام ونشان ہو گیا ہے اور اسطرح بے نام
نشان ہوا ہے کہ اگر کوئی سیاح اسکے کھنڈروں کے ایک جانب کسی بلند مقام پر کھڑا ہوکر
اسکے متعدد متوازی ٹھیکروں اور اسکے درمیانی گذرگاہوں پر نظر ڈالے یا کسی وقت ان باقیماندہ
سڑکوں یا نالونکا اندازہ کرے تو وہ یہ امر سرسری طور پر نہیں معلوم کرسکتا ہے کہ یہاں کس مقام
پر بازاریوں اور تماشائیوں کا ہجوم رہتا تہا اور کہاں آب رواں نہروں میں لہراتا تہا بہرحال
یہانتک بابل کے زوال کی حالت ہمکو اسوقت نظر آتی ہے کہ اب اسکے کھنڈر اور ویرانے
اپنی حالت موجودہ میں کوئی تبادلہ نہیں کرسکتے وہ زوال جسنے بیشما صدیوں سے اپنے پنجے
اس قلمرو میں جما دیئے ہیں اب اس سرزمین کے اجزا کا حصہ ہو گیا ہے اور اسکے باعث بابل
کی ہر ایک ناموری اور خوبصورتی تمنائی اور تمام عمارتوں کی بنیادیں بالکل نابود ہوگئی ہیں اور اسکے
ویرانوں کو بہی ایک حال پر قرار نہیں ہے اسکے محلات مندر وسیع راستے اور عام مکانات
بالکل گر پڑے اور جو گویا بالکل ایک نہایت ہی عبرتناک اور راندہ گیں ملبے میں مدفون ہیں

اور بابل کا منظر اگر کسی خاص مقام سے دیکھا جائے تو وہ بالکل بربادی اور پامالی کا ایک نہایت صحیح مرقع معلوم ہوتا ہے۔ اسکے ٹیلے اور ٹوٹے ہوئے کھنڈروں اور متعدد ٹھیکروں سے ایک مورخ کی آنکھوں کے سامنے یہ امر بطور تصویر موجود ہوجاتا ہے کہ گویا اسمیں تمام عمارت مدفون کردی گئی ہے اور بابل ایک نہایت ہیبتناک قبرستان کا نمونہ معلوم ہوتا ہے اور اسکے ویرانوں کو بھی ایک حال پر قرار نہیں ہے۔ اسکے محلات۔ مندر۔ وسیع راستے اور عام مکانات بالکل منہدم ہوکر گر پڑے ہیں اور جو گویا میلوں تک ایک ہی بربادی کے منظر ہیں انسان کے دلکو عبرت کا شکار بنا دیتے ہیں اور بابل کا منظر اگر کسی خاص مقام سے دیکھا جائے تو وہ بالکل بربادی اور پامالی کا ایک صحیح مرقع معلوم ہوتا ہے۔ اسکے ٹیلے اور ٹوٹے ہوئے کھنڈروں اور متعدد ٹھیکروں سے ایک مورخ کی آنکھوں کے سامنے بطور تصویر یہ امر پیش نگاہ ہوجاتا ہے کہ گویا اسمیں تمام عمارت مدفون کردی گئی ہے۔

## "بابل کو ملبے کا ڈھیر بنایا جائے گا"

یہ فقرہ توریت میں ارشاد ہوا ہے جو نہایت صحیح طور سے اسوقت تک پورا ہو رہا ہے۔ مسٹر ریچ ایک انگلستین سیاح اور اسکے علاوہ اور بھی مورخین مثلاً پورٹر وغیرہ اپنے سفرناموں میں یہ نہایت رنج و اندوہ کے ساتھ ذکر کرتے ہیں کہ ایک بہت بڑا قطعہ ان کھنڈروں کا اس قسم کا ہے جو سات گز کا لنبا ہے اور تقریباً اسیقدر عریض ہے اسکی حالت سے یہ امر ظاہر ہے کہ مزدور اور معمار لوگ یہاں سے اینٹیں کھود کر لیجاتے ہیں اور ملبہ کا ڈھیر اونچا کرتے جاتے ہیں اور ہر روز جہاں سے یہ اینٹیں وغیرہ مزدور لوگ کھود کر نکالتے رہتے ہیں اس مقام پر ایک نہایت عمیق نالہ ہوگیا ہے اور اسکا بالائے حصہ جو بطور خود ایک ایوان تھا اب اسطرح نمودار ہے کہ گویا ایک بڑے احاطہ میں کوڑے کرکٹ اور سنگریزوں کا ایک ڈھیر جمع کردیا گیا ہے۔

## جلوخانہ نمرود

درحقیقت بابل کی سرزمین میں یہ ایک ایسی شاہی عمارت تھی جسکی نظیر اب تک دنیا میں نہیں تعمیر ہوئی ہے یہ جلوخانہ بطور خود ایک بہت بڑے رقبہ کے اوپر محیط تھا ایوان شاہی سے جہاں نمرود اور اسکے بعد مختلف شاہان بابل قیام رکھتے ہوئے تھے آخر کنارہ عمارت تک اس جلوخانہ میں اکیس صحن تھے اور ہر صحن ہزار گز یا کچھ کم تین ہزار فیٹ مربع کے عرض

طول میں تہا مورخین قدیم کا قول ہے کہ اِس جلوخانہ کے ہر صحن میں ہر وقت پانچہزار سوار و پیدل
عہد نمرود میں مسلح اور کمربستہ موجود رہتے تھے۔ ایوان شاہی سے لیکر جہاں جلوخانہ کی حد تھی ہر صحن
کے بعد ایک نہایت رفیع الشان وسنگین دروازہ بنا ہوا تہا جو دراصل ایک بڑی عمارت کا حکم رکھتا
تہا۔ اور ایوان شاہی سے جلوخانہ کی آخر تک صرف دو دیواریں ہی نہیں تہیں بلکہ انہیں نہایت
مستحکم کوٹھریاں اور کمرے شاگرد پیشہ اور سپاہیوں اور سرداران حاضر باش کے قیام اور
آرام کے واسطے بنی ہوئی تہیں۔ ہر ایک دروازہ جلوخانہ کی بلندی کا اندازہ ۱۰۰ فیٹ تک
کیا گیا تہا جو اِس زمانہ کی سنگتراشی اور نہایت ہی اعلے درجہ کی منبت کاری کا ایک حیرت انگیز نمونہ
تہا اور ہر ایک دروازہ میں پیتل کے نہایت وزنی کواڑ لگے ہوئے تھے۔ کہتے ہیں کہ حضرت
ابراہیمؑ سے شکست و ہلاکت نمرود کے بعد اگرچہ اِس جلوخانہ کی حالت کچھ عرصہ تک خراب رہی
لیکن چند صدیوں کے بعد بخت نصر نے اپنے عہد میں اسکی مرمت از سر نو کرادی تہی اور قصر نمرود
اُس ایوان شاہی کا نام تہا جس سے یہ عظیم الشان جلوخانہ متعلق تہا ان صحنوں میں علاوہ بڑے
سرداران فوج اور عمائد سلطنت کے جو ہر وقت موجود رہتے تھے نمرود کی سواری کے واسطے
بہی بہت بڑا سامان جلوس و جاہ و حشم حاضر رہتا جو بالکل مطلا اور اکثر مرصع آلات حیرت انگیز کا
ذخیرہ سمجھا جاسکتا تہا ہر ایک صحن میں بعض مورخین کے نزدیک خود نمرود کی سنگین تصویر ایک بلند
مقام پر نصب کی گئی تہی جسکی پرستش تمام طبقات انسانی میں نہایت خلوص اور شد و مد سے ہوتی
تہی۔ اِسکے علاوہ اکثر معاملات ملکی و فوجی جو ہر صحن کے حاضر باش سردار کے متعلق ہوتے تہے
وہ اِس تصویر کے سامنے فیصلے کیواسطے پیش ہوتے تھے اور بعد تمام واقعات کی تفصیل کے
وہ بت اگر اِسکو کسی امر کا انفصال منظور ہوتا تو سر ہلا دیتا تہا ورنہ خاموش اور اپنی اسی حالت پر رہتا تہا
اِس عجیب خواص کے مشاہدہ سے تمام اہل بابل میں نمرود کی شبیہ سنگی کو بت بزرگ کہتے تھے اور
تمام اہل کالدیا اور اسیریا اِس سے یقین مانتے اور نہایت اسپر چڑہاتے تھے مورخین قدیم
کی یہ رائے ہے کہ نمرود کی مورت کی یہ حالت کسی خاص طریقہ مسمریزم کے استعمال سے مستحکم ہوگئی
تہی اور قوت مقناطیسی سے اسمیں کوئی خاص اِس قسم کا تصرف کر دیا گیا تہا اور ایک گروہ اسطرف
بہی گیا ہے کہ لوگ اِسکے عہد میں عمدگی اور اطمینان اور قناعت و وقار کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرنی
چاہتے تھے جو وہ زیادہ تر شیاطین اور خبیث ارواح سے ملاقات اور رسم و راہ رکھنے میں
پر منحصر جانتے تہے لہذا نمرود کے بت میں بہی ایک سلسلہ آمد و رفت ارواح کا قائم ہوگیا تہا کہ ان

لوگوں کے اعتقادات میں حیثیت سے ایک خاص درجہ استقلال پر قایم جانکر نمرود اور دیگر سرداران کالدیا اور صابئین کی نسبت یہ مشہور ہے کہ انکے سحر میں اسقدر قوت اور غلبہ حاصل ہے کہ ایسے ایسے عجیب عجیب کرشمے انکی روزانہ مشق میں داخل رہتے تھے۔ قصر نمرود جسکا بہت بڑا حصہ اسوقت تک کھنڈروں کی حالت میں موجود ہے بالکل سونے اور چاندی کے پتھروں اور نہایت نادر اور چمکیلے جواہرات سے ڈھکا ہوا تہا اور اسکے بالائے کنگرے پر نہایت اعلے درجہ کی زینت و زیبایش صرف کیگئی تہی ایک مورخ لکہتا ہے کہ جہاں نمرود کا تخت بچھا ہوا تہا دو دو فیٹ تک زمین میں سونا چاندی گلا دیا گیا تہا۔ اور اسکے تختگاہ کے ایوان کے پردے بالکل مرصع اور سنہری اور روپہلی کام کے تھے جنکے جہالروں میں بیشمار موتی ٹنکے ہوسے تھے اسوقت برباد شدہ سرزمین بابل میں یہ ایک حیرتناک امر ہے کہ نمرود کی خاص نشستگاہ کا حصہ ابتک بہت کچھ محفوظ ہے گو اسکی چار طرف ملبے اور کنکریوں اور سنگریزوں کے انبار بلند و پست ٹیلوں کی صورت میں دور تک احاطہ کیئے ہوسے ہیں۔ خاص جلوخانہ کی صحن اکثر مقامات پر ملبے اور مٹی سے معمور ہیں نمرود کی سزایابی کی روایتیں الہامی کتابوں میں مفصل موجود ہیں اور خصوصًا توریت میں حضرت ابرہیم اور شاہ مذکور کے باہمی مباحثوں اور مناظروں کا جسقدر بیان ہے اُسکی تصدیق اسوقت نمرود کی اکثر ان تعمیرات سے بخوبی ہوتی ہے۔ قصر نمرود۔ جلوخانہ نمرود۔ برج نمرود اور وہ بالا کا مقام جہاں حضرت ابرہیم آگ میں ڈالے گئے تھے اُس زمانہ کے ایسے آثار ہیں جو گویا تمام واقعات گذشتہ کو ہروقت انسان کی نگاہ کے سامنے مجسم پیش کرتے رہتے ہیں قصر نمرود بطور خود کئی میل میں تعمیر تہا اور اسکی بلندی اسقدر تہی کہ بعض مورخ بیان کرتے ہیں کہ مزدور جو سامان تعمیرات لیکر اوپر پہنچتے تھے وہ پانچ گھنٹے میں بذریعہ آلات جرثقیل کھنچے جاتے تھے۔ گو یہ روایتیں وضعی ہوں تاہم یہ ضرور ہے کہ یہ ایوان اپنے زمانے میں بے انتہا خرچ اور مزدوروں کی ایک کثیر تعداد کی محنت سے تعمیر ہوا تہا۔ بعض مورخین لکہتے ہیں کہ نمرود نے یہ قصر عجیب اسقدر بلند بنوایا تہا کہ اپنا موجودہ فانی جاہ و ثروت بندگان الٰہی پر ظاہر کرے اور جسقدر خودی اور خودپرستی کے جذبات اسکی روح پر محیط تھے وہ سب ایسے تعمیرات کو اپنے شکوہ اور عظمت خیالات و زندگانی نمرود کا ایک خاص سبب ثابت کرتے تھے اور بعض کی رائے میں نمرود نے یہ قصر اسلیئے بنوایا تہا کہ خدائے ابرہیم سے اس ایوان کے سبب سے اوپر کی چہت پر کھڑے ہوکر مقابلہ کرے جسکا اسی نہایت ہی ذلیل جسارت اور گستاخی کا ایک نتیجہ نحس اور نمرود کی مشل کا فر

کو بہت ہی جلد ثمرہ ملگیا۔ اور نہایت ہی تہوڑے زمانہ میں اسکی خود پرستی خاک میں ملگئی اور جسقدر
اسکے جاہ وحشم کے سامان اور نہایت عظیم الشان مکانات تھے وہ بالکل پائمال اور تقریباً نیست
و نابود ہوکر صرف وحشی درندوں اور موذی جانوروں اور حشرات الارض کا مسکن ہوگئے۔

## بابل کی بربادی کی واقعات اور پیشین گوئیوں سے مطابقت

یہ امر چند بار بیان ہوچکا ہے کہ تمام قدیمی سرزمین بابل عام طور سے ایک حیرتناک ملبے اور
مٹی کے وسیع کے وسیع ڈہیر اور ٹیلوں سے اسوقت چھپی ہوئی ہے اور اسکی شوکت قدیم بکلی
قلم معدوم ہوگئی اور یہانتک معدومیت اسپر مسلط ہے کہ تلاش کرنیوالے اسکے کھنڈروں میں
پرانی اینٹیں تلاش کرتے ہیں اور بعض مقامات پر انکا بھی پتہ نہیں ملتا ہے۔ سرزمین بابل اسوقت
ایک پتھریلی زمین ہے جو ہر ایک کامیاب فاتح کے ہاتھ سے برباد ہونے کو تیار رہی ہے
کپتان مینگنان ایک انگلشمین سیاح بابل کے ٹیلے کی نسبت حسب ذیل چشم دید حال لکھتا ہے
کہ یہ ٹیلہ جو نوے گز چوڑا اور ۵۴ گز بلند ہے بالکل محل شاہی کا وسطی حصہ ہے اور جسمیں اور معمولی
ٹیلوں میں کوئی بھی فرق نہیں ہے۔ اسکی زمین بالکل صاف اور ایک جابجا راستہ میں ہوکر اوپر
تک چلی گئی ہے اور نہایت معمولی نگاہ سے یہ امر دریافت ہوتا ہے کہ زمین مذکورہ بالکل سامان
تعمیرات اور مصالحہ عمارت سے خالی ہے بلکہ مختلف اوقات میں اس ٹیلے میں سے اینٹیں
اور چونا اور پتھر کھود کر نکالے گئے ہیں اسمقام پر کوئی عمارت باقی نہیں ہے صرف یہاں
ایک گنبد نما پہاڑی نظر آتی ہے جسکی زمین ٹوٹی ہوئی اینٹوں اور سنگریزوں سے مرکب ہے
اور یا کسی کمہار کا آوا ہے جسمیں سراسر سرخ راکھ۔ رال۔ شیشے کے ٹکڑے۔ گھونگے اور سیپی کے
ٹکڑے اور اسی قسم کے ناکارہ اشیا جو کسی نہایت ہی محتاج آدمی کے کام کے بھی نہیں ہیں اٹے
پڑے ہوئے ہیں ۱۸ صدی کے آخر میں ایک مسافر نے قدیمی بابل کے آثار قدیمہ پر عبور کیا لیکن
ان مقامات کی معدومیت کی یہ حالت تھی کہ ان مقامات سے اسکو بالکل آگاہی نہیں ہوتی
کیونکہ مزدور اور وہ لوگ جو اینٹوں اور ہر قسم کے مصالح کو کھود کر انمیں سے نکالا کرتے ہیں وہ
عرصہ دراز سے انہی مقامات کو کھودتے رہتے ہیں جہانسے پہلے انکو یہ دستیاب ہوچکا ہے اور
اسلیے یہ کھودے ہوئے مقامات عمیق گڑھے کے مثل ہوگئے ہیں جو ایک خاص زمانہ میں جبکہ
فرات میں سیلاب آتا ہے بطور کُنڈ کے ہوجاتے ہیں اور اسوجہ سے کوئی تیز کسی سیاح کو اتنا

ی نہیں ہوسکتی ہے کہ سابق مین یہاں کس قسم کی عمارت موجود تہی اور مدت تک یہ گڑہے اور اگرچہ سالہا سال گذرجاتے ہیں خشک نہیں ہوتے ہیں اسکے علاوہ اور بہی صدہا مقامات ایسے موجود ہیں جہان عربوں نے خزانوں کی تلاش مین مین کہود کر بڑے بڑے عمیق گڑہے ڈال دیئے ہیں۔ اکثر سب گڑہوں میں پانی ہی بہرا رہتا ہے۔ ان ٹیلوں کی سطح جو بابل عبرتناک یادگار قایم کرتے ہیں ایک عجیب اندوہگین مرکب تعمیرات کی بربادی کا منظر ہے جسمین زیادہ تر حصہ خشک ریتلی مٹی کا ہے اور ان تمام کہنڈرون اور انسانی بود و باش کے مقامات پر سوائے خاک کے اور کچہہ بہی نہیں نظر آتا ہے۔

کپتان مگنان لکہتا ہے کہ جسوقت میرا پاؤں ان برباد شدہ عمارت کے ملبے اور خاک پر پڑتا تہا تو خاک میں دہنس جاتا تہا اور مین اس منظر پر جو میری نگاہوں کے سامنے اس زوال پذیر قطعہ ارض پر واقع ہے سوائے خطرناک ہستی کے اور کوئی مکمل خیال نہیں ظاہر کرسکتا ہوں۔ اس پیشین گوئی کے بموجب کہ (تو خاموشی قیام اختیار کر اور تاریکی مین مقیم ہو) اس باعظمت حکمرانوں کا عہد اور انکے یادگار ایسی خاموشی کا منظر ہے کہ گویا بالکل شہر خاموشان کا نمونہ معلوم ہوتا ہے۔ پس سچ تو یہ ہے کہ اسوقت شہر بابل خاموشی کا ایک نہایت حیرت انگیز منظر اور عزلت گزینی کا ایک عجیب غیرتناک مرقع ہے۔ توریت مین جو پیشین گوئی بابل کی نسبت کیگئی ہے کہ (وہ کبہی آباد نہوگی اور نسلین اور پشتین گذرجائینگی لیکن وہاں کوئی عمارت نہ بنیگی اسکی موجودہ حالت بابل کے کہنڈروں سے کامل تصدیق ہوتی ہے۔ مسٹر راؤلف کے سفرناموں میں انکا چشمدید بیان موجود ہے کہ سولہوین صدی عیسوی میں وہان کوئی کوئی مکان نظر آتا تہا اور اسوقت آنکہوں کے سامنے اسی مقام پر ایک ایسا سنگستانی اور ریگستانی صحرا موجود ہوجاتا ہے کہ جو کہنڈر پڑے ہوئے ہیں یہاں کسی زمانہ مین آبادی تہی۔

میجر کیپل اپنے سفرنامہ میں لکہتا ہے کہ جو شخص اس ویران اور برباد شدہ منظر کو دیکہیگا یہ ناممکن ہے کہ انکو اسبات کا کامل یقین نہو جائے کہ بابل کی بربادی کے واسطے حضرت اشعیا اور یرمیاہ کی پیشین گوئی کس مکمل طور سے پوری ہوئی ہے کیونکہ موجودہ حالت بابل اس پیشین گوئی کا مصداق پورے طور سے ہے کہ (وہ کبہی آباد نہوگی اور نہ اسمیں کبہی اہل عرب اپنے خیمے نصب کرینگے اور وہ مٹی کے ڈہیر اور ملبہ کا ڈہیر ہوجائیگی اور نیز یہ کہ اسکے شہر اور قصبے برباد اور بابال اور ایک معدومی کا مجموعہ اور ریگزار اور ویرانی کا سرچشمہ ہوجائیگی سرزمین بابل اولاد اسمعیل اور بنی اسرائیل

اور تر کونکی ایڑیوں سے نہایت نفرتناک طرز وطریقہ سے روندی جائیگی اور وہ ہمیشہ ایک عبرت انگیز اور بالکل انسانوں سے خالی اور ایک مختصر سی ویرانی کا دار الصدر رہیگا) حضرت اشعیا کی یہ پیشین گوئی بابل کی نسبت تہی کہ (اس سرزمین میں اہل عرب اپنے خیمے نہیں نصب کرینگے اور نہ گڈریے اسمین اپنے مویشی کے قیام کے واسطے احاطہ بنائینگے) یہ پیشین گوئی تمام وکمال موجودہ حالت بابل سے مطابقت رکہتی ہے کیونکہ ارض فلسطین کی بابت ایک زمانہ مین یہ پیشین گوئی ہوئی تہی کہ وہ تمام برباد ہوگا اور اسمین اونٹوں اور بہیڑوں کا مسکن ہوگا اور خاص ارض فلسطین میں گڈریے اپنے جہونپڑے اور اپنے مویشی کے واسطے قیامگاہین بنائینگے، مگر سرزمین بابل میں یہ حال نہیں ہے وہ تو جیسا کہ پیشین گوئی میں ہے بالکل عرصہ دراز سے ویران اور برباد ہوتی چلی جاتی ہے اور اس قطعہ ارض میں اس امر کی قابلیت نہین رہی ہے کہ اسمین گڈریے اور انکے مویشی بہی اپنا قیام کرنا پسند کریں اور جب سے کوئی ثبوت اسبات کا بہی نہیں ملتا ہے کہ وہاں کسی عربی کاروان نے اپنے خیمے نصب کیے ہوں اور نہ کسی گڈریے نے وہاں اپنے مویشی کے واسطے کوئی مسکن یا احاطہ بنایا ہو جس سے یہ بات بخوبی دریافت ہوتی ہے کہ اس سے زیادہ بربادی اور ویرانی کسی قطعہ زمین کی نہین ہوئی ہے ارض فلسطین کی یہ عام حالت ہے کہ انکے ہر ایک برباد شدہ حصہ مین گڈریے اپنے مویشی کے لیے قیامگاہیں بناتے ہین مگر سرزمین بابل کی حالت بالکل اسکے برعکس ہے یہاں کبہی کبہی اینٹوں کے کہودنے کے لئے کہ ایک عام پیشہ انکا ہے گڈریے صحرائی جانوروں سے بچنے کے واسطے مہبل خاص انتظام کرتے ہیں اور بعض دفعہ اپنی مویشیوں کی حفاظت کی غرض سے دن کے وقت کے لیئے ان ٹیلوں میں جو نہایت وحشتناک ہیں ایک احاطہ بنا لیتے ہیں بہرحال ان ٹیلوں پر بہی اسقدر ممکن ہے کہ کبہی کبہی عرب بدو لوگ جو دن کے وقت نہایت انتشار حالت میں سفر کرتے ہیں یہاں اپنے ڈیرے تنبو تان لیتے ہیں مگر یہاں جو عمارتین قدیم ہیں انہین دس پانچ آدمی بہی صرف ایک رات ٹہر کر یہاں بسر نہیں کرسکتے کیونکہ ایک عجیب دہشت اور خوف انکو یہاں رات کے قیام کے لیئے مانع ہے تمام مورخین کی رائے ہے کہ یہاں کے دیسی باشندے بہ مقابلہ جنگلی جانوروں کے قدرتی خوف کے اسبات سے زیادہ ڈرتے ہیں کہ وہاں نہایت خبیث روحین اپنا مسکن رکہتی ہیں۔ کپتان مگنان اپنے سفرنامہ مین لکہتے ہیں کہ میں نے بابل کے کہنڈروں کی سیاحت کی غرض سے اپنے دوران سفر مین چہہ نفر عرب (بدو)

جو میرے رہنما بھی تھے ہمراہ لئے تھے یہ لوگ ہر ایک قسم کے آلات سے مسلح تھے انسے ہر چند یہ بات کہی گئی کہ ایک رات دو ان کھنڈروں میں قیام کریں لیکن اُنہوں نے کسیطرح منظور نہیں کیا اور صاف صاف کہدیا کہ بوجہہ خبیث اور موذی ارواح کا مسکن ہونے کے جو تمام اِس سرزمین پر پھیلی ہوی ہین اور جو رات کو یہان ہر ایک قطعہ مین جمع ہوتی ہیں ہم لوگ کسیطرح اِسمقام پر رات کو نہین ٹھہر سکتے ہیں اُنھوں نے بیان کیا کہ یہ روحین بقدر آتش مزاج اور انسان کی ایذا رسانی کے خواہاں ہوتی ہیں کہ ہملوگوں میں اگر ایک ہزار آدمی بھی یہان قیام کرین توصبح کو یا تو وہ سب مردہ نکلینگے اور یا آیندہ بتدریج وہ دیوانہ ہوکر مرجاینگے کپتان میگنان لکھتے ہین کہ اِن بد ارواحوں کی ہستی اور سرزمین بابل میں اُنکی حکومت اور قیام کا ایسا اعتقاد یہان کے باشندوں کے دِلوں میں جما ہوا ہے کہ کسیطرح اُٹھایا نہین جاسکتا ہے مکان مُوجیلابیٹ کے عقب میں جسوقت آفتاب کی دہیمی کرنین خواب راحت میں مصروف ہونا شروع ہوتی ہیں اور روشنی شمس کے عوض اِن عبرتناک کھنڈروں کو دختر ماہ رچاندنی ) اپنی دلفریبی سے دیوانہ بنانا شروع کرتی ہے تو اِس حال کو دیکھکر اِن دیسی باشندوں کو سخت افسوس ہوتا ہے کہ اب یہ قطعہ زمین بالکل نہایت ہیبتناک اور موذی ارواح کے سیر و گشت کے واسطے مختص ہوگیا ہے۔ تمام ملکی باشندونکو یہ کامل یقین ہے کہ ہر موقع پر رات کے وقت اِن ٹیلوں پر جو کھنڈروں سے متصل ہیں آمد و رفت رکھنا مہلک اور خطرناک ہے کیونکہ اِسوقت یہ مقام نہایت خبیث بادشاہ کا گذرگاہ اور سیر کا منظر ہوتا ہے۔

پیشین گوئیوں کی طویل سلسلہ متعلقہ زوال بابل میں یہ فقرات بھی ہیں کہ دشتی جنگلی درندے اِسمین لوٹینگے اور اِن مکانوں میں حشرات الارض کا مسکن ہوگا اور یہی ناپاک ایذارسان یہان عمارت بنائینگے اور جغد و بوم اِنہیں آشیانہ رکھینگے اور سیٹایرس بابل کا دیوتا جو نصف بکری اور نصف آدمی کا بدن رکھتا ہے) اُسمین اوندھے اور سرنگوں ہوکر ناچتے ہونگے ان فقرات پیشین گوئی کی تصدیق کامل طور سے ایک ایسے ناظر کو جو اِس نہایت عبرتناک منظر کی حالت دیکھنے کا اپنی آنکھوں سے آرزومند ہے اِسوقت بخوبی ہوسکتا ہے کہ وہ درندے جانوروں کے مسکنوں پر نظر ڈالے جو عام طور سے بابل کے کھنڈرون میں بھرے ہوئے ہیں۔

اِن کھنڈرون میں صدہا ماندیں اور بھٹ اور گڑھے ہیں اِن درندہ جانوروں نے اپنی بود و باش کے واسطے بنائے ہیں اِسکے علاوہ اِن مقامات میں ایک ناظر کو اپنی سیر کے دوران میں

شاہی (خارشیت) کے کانٹوں کی ایک مقدار کثیر جابجا پڑی ہوئی ملتی ہے اور جس مقام پر نشیبی
حصوں میں پانی کی تیزی سے گنڈھے پڑ گئے ہیں وہاں چھوٹے بڑے سوراخوں میں اُلّو اور چمگادڑ
بشمار تعداد میں رہتے ہیں اور اسکے علاوہ لا تعداد کھوکھلوں اور گڑھوں میں اس مقام پر کہ جہاں
خاص بادشاہ تخت پر بیٹھا تھا نقب شہنشاہ جنگلات ان ابو الحارث یعنے ببر اور طرح طرح کے
ایسے ہی ایذارساں جانور رہتے ہیں جنکے مسکن کے دہانوں پر بھیڑوں اور دنبوں کی ہڈیاں
کثیر تعداد میں پڑی ہوئی نظر آتی ہیں اور اسقدر کہ یہ بدبو ان کے ماندوں میں سے آتی ہے
کہ بہتوں کی طرف ناک نہیں دیجاتی اسی سطح بابل پر جسے بخت نصر نے اپنی عظمت و ظلم
اور شوکت آرائی کے ذریعوں سے آراستہ کیا تھا اسوقت جنگل کا فطرتی بادشاہ حکمرانی کیا کرتا
ہے۔ اور بابلیوں کے بت بزرگ یعنے بلیس (بعل) کا مندر جو دنیا میں صنعت انسانی کا ایک
نہایت عجیب اور عظیم ترین نمونہ سمجھا جاتا تھا قدرتی طور پر اب شیروں اور بھیڑیوں کی نشیمن اور
مسکن کے واسطے مختص نظر آتا ہے ایک مورخ کا بیان ہے کہ بیر نمرود کی نسبت سو جیلاٹ
میں ان جنگلی جانوروں کی بہت کثرت ہے یہاں جو ملبہ کا ٹیلہ ہے وہ بے انتہا سوراخوں
سے معمور ہے جنہ خود اسکی اندر جاکر یہ حال دیکھا کہ جانوروں کی ہڈیوں کی اکثر نعشیں
پڑی ہوئی ہیں جو اسی وقت کے ہلاک کیے ہوئے معلوم ہوتے تھے ان وحشی درندوں کی ایسی
بیبع مساکن کے سلسلہ سے قرینہ اسبات پر دلالت کرتا ہے کہ یہاں انسانی گذر رات میں خطرناک
نتیجے سے خالی نہیں ہے یہی مورخ لکھتا ہے کہ جو رہبر ہمارے ساتھ تھے انہوں نے ہمسے یہ بات بیان
کردی تھی کہ یہ جسقدر خرابے اور کھنڈر دکھائی دیتے ہیں سب شیروں اور طرح طرح کے درندوں
اور مختلف جنگلی جانوروں کا مسکن ہیں۔

اسمیں شک نہیں ہے کہ ان حیوانات کی اس کثرت کے ساتھ سرزمین میں بود و باش دیکھکر اس
پیشین گوئی توریت کی کامل تصدیق ہوتی ہے کہ سرزمین بابل میں صحرائی جانور لوٹتے پھرینگے
اور یہاں کے باشندوں کے مکانات میں نہایت ایذارساں حشرات الارض اپنا مسکن بنائینگے
اور اُنکے برباد شدہ اور ویران گھروں میں جزیروں کے جنگلی جانور اور درندے شور و غل
مچائینگے۔ پیشین گوئی بھی تمام و کمال پوری ہوئی کہ سمندر بابل پر بہر آئیگا اور وہ لہروں کے
ہجوم میں چھپگیا ہے کیونکہ دریائے فرات کے مغربی کنارے کے نشان اب نہیں معلوم ہوتی ہیں
اور دریائے مذکور بے روک اسطرف موجزن ہے جو کھنڈروں کے قریب ہے اور عہد نمرود

میں جو شہر اسپر باندھا گیا تھا اسکی اب نمود بھی باقی نہیں رہی ہے اس مقام پر زمین بالکل نمناک اور دلدلی ہے اور موجودہ زمانہ میں سابق کی عمارتوں کا کوئی بھی نشان نہیں نظر آتا ہے اور نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کون کون سی عمارتیں سابق میں موجود تھیں۔

دلدل اور مختلف تالابوں نے اس سرزمین کے متعدد حصے گھیرے ہوئے ہیں انہیں اطراف کا ایک بڑا حصہ اسوجہ سے کہ عرصہ دراز ہوا کہ دریائے فرات کی دھار یہاں سے مٹ گئی ہے اس دلدل کی نسبت اچھا ہے۔ بابل کے کھنڈر اسوجہ سے کہ فرات کی وادی کی حالت اب بہ نسبت سابق سے بالکل بدل گئی ہے بہ نسبت اس دلدل آمیز زمین کے قابل آمد و رفت پائے جاتے ہیں مگر سرزمین بابل باوجود اسکے اسطرح سے ایک بڑے قطعہ کی حیثیت سے زیر آب ہے اور اسپر دریا لہریں لے رہا ہے اور نیز اسحالت پر نظر کرکے کہ پانی کے بڑے بڑے کنڈ ان ٹیلوں اور ٹھیکروں کے مابین سے بہتے ہیں تاہم ہمیشہ تمام سوزش آفتاب سے جلتے ہوئے بابل کے کھنڈر جنپر پانی نہیں چڑھ سکتا ہے اور جو سال بسال نہایت درجہ خشک اور سوزان میدان سمجھے جاتے ہیں اسبات کو ظاہر کرتے ہیں کہ سرزمین بابل ایک ریگستان یا سنگلاخ اور قطعاً خشک اور بارانی ارضی ہے۔

یہ ایک عجیب امر ہے کہ دریائے فرات کے مغربی ساحل کا ایک قطعہ تو ہمیشہ زیر آب بنا رہی اسمیں دلدل اور کیچڑ رہتی ہے اور دوسرا قطعہ بالکل خشک اور نہایت گرم ریگستان نظر آتا ہے۔ توریت میں بابل کی بابت یہ فقرات بھی کہا گیا ہے کہ «وہ کبھی آباد نہ ہوگی اور ہمیشہ غیر مزروعہ اور ویران رہیگی» اگر کوئی سیاح غور سے بابل کی سرزمین موجودہ اور کھنڈروں اور ان طویل سلسلوں پر ٹیلوں کے نظر ڈالیگا جو صدیوں سے ایک کوہی نوعیت یعنی تبدیلی میں مصروف اور پتھر ہو جانے کی مثال انسان کے سامنے پیش کرتے رہتے ہیں سو اسکو بخوبی معلوم ہو جائیگا کہ ان کھنڈروں یا اس قطعہ ارض میں زراعت کسیطرح نہیں ہوسکتی ہے اسپر کوئی دانہ غلہ کا اسپر اگ یا جم نہیں سکتا ہے کیونکہ جسقدر میدان اور ٹھیکرے ان کھنڈروں کے اطراف میں دکھائی دیتے ہیں انمیں شوریت نہایت شدت سے پیدا ہوگئی ہے گویا یہ تمام سرزمین شورہ کی کان ہوگئی ہے اور بابل کی تعمیرات کے مسالح کی بہ کثرت آمیزش سے اسکی تمام سرزمین ہمیشہ کے واسطے ناقابل زراعت ہوگئی ہے۔ میدان کے اس حصہ کی طرف عمارتوں کی آثار اکثر پائے جاتے ہیں اور جہاں کہیں یہ عمارت نہیں ہے وہ تمام قطعہ کسی قسم کی نباتات کے

بچنے کے قابل نہیں ہے۔

## بیلس یا بیل (بعل) کا بتخانہ

بیل کے مندر کی نسبت یہ اختلاف ہے کہ کس زمانہ میں تعمیر ہوا ہے یا کس زمانہ میں اسکی بنیاد قایم ہوئی ہے مگر اکثر مورخین قدیم کی مستند تحقیقات سے ہے کہ اس مندر کو بخت نصر نے اپنی تخت نشینی کے تہوڑے عرصہ کے بعد تعمیر کرایا تہا بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ بیل خاص بخت نصر کی شبیہ تہی جسکی پرستش پراسنے بندگان الٰہی کو مجبور کیا تہا اور یہ وہی بت تہا کہ جو بالکل طلائی خالص کی کاریگری سے برسوں کی محنت میں سنے بنوا کر ساکنین کالدیا و بابل کے سامنے اپنا جاہ و جلال مستقل کرنے کے واسطے پیش کیا تہا۔ چند مورخوں کا یہ بھی قول ہے کہ دراصل وہ بابلیوں کا ایک دیوتا تہا جو آفتاب کی روحانیت کا حاکم اور دنیا کے تمام مسائل انتظامی کا کارفرما تہا ایک مورخ کی تحقیقات میں اس بت کی صورت بھی سورج کی طرح مدور تہی اور آنکھوں کے مقام پر دو بڑے بڑے یاقوت رمانی نصب تہے اور اسکا قد اٹھائیس فیٹ کا تہا تمام باشندگان بابل جو بت پرست تہے وہ اس دیوتا کو اپنے سب معبودوں کا مقدمۃ الجیش سمجھتے تہے اور بہ نسبت اور سب دیوتاؤں کی اسپر ہر روز اسقدر بھینٹ اور چڑہاوا چڑہایا جاتا تہا کہ سلطنت کی یک سد ماہی کی آمدنی سے بھی بہت زیادہ ہوتا تہا۔ اور یہ سب نذرانہ بلا کسی قسم کے تصرف یا اخراجات بتخانہ کی پوشیدہ خزانوں میں ڈالدیا جاتا تہا۔ جو اس بت کے کمرہ کے قریب نہایت مصفے سنگی تہخانوں میں صدیوں سے محفوظ تہا اور اخراجات کی ایک رقم جسمیں بیلس کے خادموں کی تنخواہیں وغیرہ اور دیگر اخراجات مندر کے شامل تہے وہ اسکے علاوہ تہے جو کثیر تعداد میں خزانہ بادشاہی سے ماہ بماہ وصول ہوتے رہتے تہے بادشاہ اور تمام سرداران سلطنت بابل اور ہزارہا باشندگان شہر روزانہ اسکے طواف اور بعل کی پرستش کو جاتے تہے ایک مورخ لکھتا ہے کہ صرف ایک ہزار من گلاب اس بت کی غسل اور مندر کے دہوتے دہلانے میں صرف ہوتا تہا اور عنبر اور مشک اور عود کے پانسو انگٹھیاں اس مندر میں مختلف مقامات میں سلگائی جاتی تہیں۔

ہر سال بیلس کی ظہور یا اسکی پرستش کے قایم ہونے کے دن یا اسکی صورت پر بابل میں نمایاں ہونے کے روز ایک عظیم الشان خوشی تمام سلطنت میں منائی جاتی تہی اور گویا تمام سرزمین کالدیا اور بابل کا یہ تیوہار ایسا مقدس اور متبرک سمجھا جاتا تہا کہ تمام باشندگان بابل اس دن

کوئی فکر یا اس قسم کا شغل گناہ سمجھتے تھے کہ جو کسی اندیشہ یا تشویش یا خوف کے رفع کرنے کی انسانی تدبیر سے متعلق ہو سکتی تھی اور چونکہ بیل کی پرستش میں یہ امر داخل تھا کہ عیش پرستی اور شہوت بازی اصول مذہب سمجھی جائے اسلئے خاص بتخانے میں شدت سے حرامکاری ہوتی تھی اور اسطرح ہزار ہا حرام کے حمل ہر سال اس مقدس مقام کفار کی زیارت کے نتیجے میں بار آور ہوتے تھے چنانچہ اسکے خادم اور بندے تھے وہ حد درجہ مکار اور شیطانی وسوسوں میں گرفتار اور انتہائی زنا کار تھے اور چونکہ بدفعلی اور زناکاری بعل کی پرستش میں لازمی طور پر داخل تھی لہذا تمام خاندان شاہی اور امرائے سلطنت کی عورتیں اس تہوار کی روز ثواب اپنی آخرت کی بہتری سمجھکر ان لوگوں سے جو اس دن کی آرزو رکھتے تھے ہمکنار ہوتی تھیں اور اگرچہ خاندان حکمران سلطنت اور امرائے شاہی غرور اور متکبرانہ فطرتی کے باعث اسبات کو ناپسند کرتے تھے کہ اپنی اولاد کی تزویج خصوصاً لڑکیوں کا ازدواج کسی غیر کفو کے ساتھ کریں تاہم اس تہوار میں وہ اصول مذہب کے تسلط اور جبر سے مجبور ہو جاتے تھے اور باوصف اس حالت کے انہیں بعض اس بیہودگی سے ذاتی غیرت اور حمیت سے اس نہایت نابکار اور ذلیل عیش پرستی کو ناپسند کرتے تھے اور اس کوشش میں اپنی زندگی کا بہت سا حصہ صرف کرتے رہتے تھے کہ نوجوان عورتوں میں ایسی بداخلاقی یا بد اطواری نہ پیدا ہو لیکن چونکہ ایک جمعیت کثیر اسکے خلاف اسکے رواج کی کوشش میں تھی اور نیز گورنمنٹ اور بڑے بڑے امرائے سلطنت اس بلا میں گرفتار رہتے تھے لہذا ان لوگوں کی کوشش بہت کم کامیاب ہوتی تھی اور حرامکاری اور زنا کو روز بروز ترقی ہوتی جاتی تھی علاوہ ان عورتوں کے جو اپنی زندگانی کا بہت بڑا حصہ اس طریقہ ثواب کے لئے جو مذہب اہل بابل کے رو سے لازمی سمجھا گیا تھا بدکاری کے واسطے نذر کر دیتی تھیں اکثر دختیرہ عالی خاندان عورتیں اور نہایت کمسن لڑکیاں عمداً اور ارادتاً اس نہایت جہنم کی دہکتی ہوئی آگ کے واسطے---- اہل بابل قربانی کرتے رہتے تھے ان عورتوں میں سے اکثر ان لوگوں سے موقع پر ہمکنار ہو جاتی تھیں جو منتظر ثواب بلکہ بنظر حصول التذاذ نفسانی عرصہ دراز سے انکے وصال کا موقع تاکتے رہتے تھے۔ اور اسباعث اسقدر عظیم ہنگامہ اور فساد اکثر اوقات برپا ہو جاتے تھے کہ ہزار ہا آدمیوں کی جانیں تلف ہو جاتی تھیں اہل بابل کی ان حالات کی بابت تاریخہائے قدیم میں عجیب عشقیہ روایتیں مذکور ہوئی ہیں سب سے زیادہ بخت نصر کی پوتی کو عشق اور ایک سردار سلطنت سے تعلق ناجائز اور اسکی چھپکر فرار ہو جانے اور پھر اسکے شوہر بنانے کا افسانہ ہے جسے آخر بیل کے پوجاریوں نے

جائز قرار دیا تہا۔ بہرحال یہ بتخانہ اور خود بیل انسانی حیرت انگریزی کے واسطے خدمات نفسانی اور بے حد بد کاریوں اور منکر خدائے وحدہ لاشریک ہو جانے کا ایک عجیب نمونہ اور سرچشمہ تہا اس مندر کی زیب و زینت اور آرایش دنیاوی کا حال صراحت کے ساتہ تمام تواریخ قدیم میں تفصیل کے ساتہ مذکور ہے یہ مندر اسقدر وسیع اور اتنا بلند تہا کہ سوائے بیر نمرود کے اور کوئی عمارت تمام سرزمین بابل میں اسکی مقابلہ پر نہ تہی۔ صرف اس مندر کی بلندی بعض مورخین کی تحقیقات میں ایک فرلانگ کی تہی۔ اور ایک مورخ قدیم پر یلکیس لکہتا ہے کہ یہ مندر چہ سو فیٹ بلند تہا۔ میجر رنیل ایک انگلشمین کی تحقیقات کے بموجب اسکی بلندی پانسو فیٹ کی تہی

## بیر نمرود

بعض مورخین مشہور معبد اہل بابل بیر نمرود کی بہی بنیاد اسی جگہ بتاتے ہیں جہاں بیل کا مندر بنا ہوا کہتے ہیں کہ اسوقت سب سے بلند جگہ جو برباد شدہ بابل کے ٹیلوں میں ہے وہ بیر نمرود ہے اور عام طور سے یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بیر نمرود کا تمام سطح بیلس کے مندر کے رقبے میں شامل کر لیا گیا تہا وہ ملبہ یا مٹی کا ڈہیر جہاں کسی زمانہ میں بیر نمرود واقع تہا اب ایک ایسا ٹیلہ ہو گیا ہی جو نہایت عظیم المقدار رقبے کو گہیرے ہوئے ہے بعض کے نزدیک اس پورے ٹیلے میں وہ مندر واقع تہا اور یہ تمام کیٹرا اسکے پورے سطح پہ بنا ہوا ہے اصل مندر کا بہت بڑا حصہ گر کر اس ملبے میں شامل ہو گیا ہے تاہم اسوقت یہ امتیاز قطعًا نہیں ہو سکتا ہے کہ یہ تمام ٹیلہ قدیمی عمارت کی بنیاد پر واقع ہے اور یہ کہ مندر مذکور کوئی بنیاد قدیم کسی سیاح کے سامنے موجود ہوتے ہو بلکہ یہ تمام ٹیلہ اور قطعہ ارض بالکل ایک بربادی اور پامالی اور ویرانے کے منظر کا نمونہ ہے۔ اور ایک سیاح کو ابتدائے نگاہ میں ایک پہاڑی معلوم ہوگی جسکے دامن میں شاہی تعمیرات کے کچہ خرابے نظر آئینگے انکی حالت بالکل صحیح طور سے سمجہ میں نہیں آ سکتی جب تک کہ وہ ان ٹیلوں پر خود نہ چڑہکر دیکہیگا غرض یہ آثار قدیمہ موجود ہیں اور اسوقت تک ضرور نہایت یہ بہی یقین کر لیگا کہ یہ زمین بالکل کہنڈروں کا مجموعہ ہے مگر اس بلندی پر پہنچ جائے گا تو اسکو بیر نمرود کی خراب شدہ عمارت صاف دکہائی دیگی ہم اس موقع پر دلچسپی ناظرین کے واسطے خاص بیر نمرود کا نقشہ بہی پیش کرتے ہیں جو مسٹر رابرٹ پورٹر کے سفرنامہ سے لیا گیا ہے اور اسمیں نہ صرف نقشہ کے تصحیح کی گئی ہی بلکہ عمارت کی ارض و طول اور بلندگاہی کا بالتفصیل ذکر ہے اسمیں شک نہیں ہے کہ بیلس کے مندر کے بقیہ آثار کی موجودگی کی حالت نہایت عبرتناک ہے اور اسلئے ہم بیر نمرود کو تعین کرنا چاہئے

بلیس کے مندر میں دراصل آٹھ گنبد تھے جو ایک دوسرے کے مقابلہ میں بلند ہوتے اور درجہ وار نمونہ قایم کرتے چلے گئے تھے اب وہ ایک نہایت مٹی پتھر کے مخلوط پہاڑی ٹیکرے کی صورت میں ہو گئے ہیں اور ایک نہایت حیرت انگیز مختلف صورتوں اور منظروں کا مصیبت آلود نمونہ پیش کرتے ہیں۔

اسکے مشرقی سطح پر دو پہاڑی ٹیلے سے نظر آتے ہیں جنمیں سے ایک ساٹھ فیٹ بلند ہے جو ایک عمیق نالے کے وسط میں بنا ہوا ہے اور بوجہ سالہا سال کی بارش کے پانی کے جو ہر طرف سے اس جانب لہراتا ہوا ٹکریں مارتا ہے اور نیچے کی طرف بہا کرتا ہے اسمیں صدہا دراڑیں پڑ گئیں ہیں اس پہلے درجہ کی چوٹی یا سطح دوسرے درجہ سے ملی ہوی ہے جو بالکل گاؤدم عمارت کا نمونہ ہے اور اسطرح ہر ایک درجہ ایک ویران گنبد کے کھنڈر کی صورت بنا ہوا نظر آتا ہے اسکی بلندی بنیاد سے آخری درجہ تک دو سو فیٹ اندازہ کی گئی ہے سطح زمین سے پہلے درجہ کی انتہائے سطح کی بلندی ۳۵ فیٹ ہے اسکے مغربی جانب ایک عجیب حیرت انگیز لیکن غیر منتظمانہ صورت میں ایک مٹی کا ڈھیر اٹھا ہوا معلوم ہوتا ہے جو بالکل پہاڑی ٹیلے کی صورت میں ہو گیا ہے اور جسپر بیشمار صدیوں کے گذرنے سے چڑھائی کے سطح کی سی حالت پیدا ہو گئی ہے اور جنوبی اور شمالی حصہ اسکا خاصکر اور بالکل ناہموار ہے اور اسمیں جابجا نشیب و فراز پایا جاتا ہے یہ سب اس مقام کی حالت جہاں مشہور بتخانہ بیل کی تعمیر تھی اور جواب سراسر ویرانہ اور تباہی کا منظر دیکھا جاتا ہے اس پہاڑی ٹیلے کی چوٹی پر اینٹوں کی عمارت اور کام کا ایک عظیم المقدار ذخیرہ موجود ہے جو زمانہ کی مسلسل شب و روز گذرنے سے مٹی اور مختلف اشیا میں مخلوط کانچ کے ڈھیموں اور ٹکڑوں کی صورت میں ایک متحجر ملبہ کا ڈھیر بنگیا ہے یہ اینٹوں کے ڈھیر بعض بعض جگہ بارہ بارہ فیٹ تک بلند اور بیس بیس فیٹ کے احاطہ میں یہاں موجود ہیں۔

## شہر بابل کی قدیم عمارتوں کا آگ سے جلنا اور انکی خاکستر کا شیشے کے ڈھیموں کی صورت میں تبدیل ہو جانا

ان خشتی تعمیرات کے کھنڈروں سے یہ بات بخوبی ظاہر ہوتی ہے کہ انکی حالت اس زمانہ میں تبدیل ہو گئی تھی اور بادی النظری طور پر انکے دیکھنے سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ انکو کسی نہایت تیز اور غضبناک آگ سے جلایا گیا ہے یا انمیں کوئی غضبناک شعلہ افروزی ہوی ہے اور زیادہ

تو اسباب یہ فوری خیال پیدا ہوتا ہے کہ بلیس کے گنبد کی تباہی کے واسطے یہ آگ جلائی گئی تھی جس سے انبیاء سابق اور توریت مقدس کی اس پیشین گوئی کی تصدیق ہوتی ہے کہ ردہ عنقریب ایک جلا ہوا پہاڑ ہوجائے گا۔ اس میں شک نہیں ہے کہ بابل کی تباہی اور بربادی کے بیٹے اور اسکے معدوم کرنے کے واسطے ان احکام الٰہی کے قائمقام یہ آگ ایک خاص کارپرداز ثابت ہوئی ہے اور کچھ بلیس کے مندر ہی پر منحصر نہیں ہے بلکہ بابل کی تمام عمارت جہاں جہاں کچھ بھی آثار موجود پائے جاتے ہیں اسنے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ حملہ آوروں نے یا خود اس شہر کے رہنے والوں نے آگ لگاکر مکانات کو جلا دیا تھا۔

حضرت یرمیاہ کی پیشین گوئی گویا مذکورہ پیشین گوئی کا تکملہ ہے جسمیں صاف بیان ہے کہ جسطرح خدائے قدیر نے سدوم اور عمورہ شہروں کو تباہ کردیا ہے اور اپنا غضب نازل کیا ہے خدا اسیطرح یعنے بابل پر بھی آگ اور گندھک کا مینہ برسائیگا اسکا بڑا دروازہ آگ سے جلایا جائے گا اور لوگ اسکے بجھانے میں عبث محنت کرینگے آگ کے شعلوں کی بھڑک بے حد ہوگی اور وہ اسکی حرارت سے ہلاک اور اسکے فرو کرنے میں بیہوش ہوجائینگے ان تمام کھنڈروں اور خراب منظروں میں نظر ڈالکر ہمکو یہ غور کرنا چاہیئے کہ کس قوت نے انکو اسطرح بلبست نابود کردیا اور نیز قوت مذکورہ یا جاہ وجلال اور نہایت ہی زبردست ہے جسنے اسطرح ان سب نہایت مستحکم اور مضبوط مقامات کو خاک میں ملاکر ہمارے پیش نظر کردیا ہے یہ حصہ جو تمام دکھال جلا ہوا سطح ہے عام طور سے سیاہ ہے مگر اپنی اس سیاہی میں وہ عجیب عجیب رنگ نمودار کرتا ہے اور آخرکار اس بات پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ یہ رنگ کیونکر نمودار ہوسے اور ایسے مختلف رنگین حالتیں کس طرح پیدا ہوگئیں ایک مورخ کا خیال ہے کہ جسقدر حصہ ان تعمیرات کا جلا ہوا ہے وہ فطرت الٰہی کی کارسازی کا ایک عجیب ہی نادر نمونہ ہے یعنے اس سرزمین کو جسپر آگ نے تصرف کیا ہے خدائے قدیر نے شیشہ سازی کے مسالحہ کا ذخیرہ یا معدن بنا دیا ہے گویا وہ کل مجموعہ آبادی و تعمیرات جنمیں یہ ہولناک آگ بھڑکی تھی کانچ کا ایک عظیم الشان ڈھیر ہے۔ اگر نہایت غور سے اس آگ کے جلائے ہوے مجموعہ کا اندازہ کیا جائے جو درحقیقت قہر الٰہی تھی اور جسنے اکثر عمارتوں کو جلاکر اور زمین پر گراکر خاک میں ملا دیا ہے تو یہ امر بخوبی دریافت ہوجائے گا کہ اسنے اس تمام سامان اور مصالحہ مکانات کی اصلیت بلکہ نوعیت کو اپنی قوت حرارت سے بالکل بدل دیا ہے ایک محقق ناظر کو جسے بابل کے ویران اور برباد شدہ کھنڈروں کا شوق دامنگیر ہے تو اسکو اس موقع پر پہنچکر ایک ایسے قطعہ

بالائی رس آتش زدہ ملبہ کی معلوم ہوگی جسکی اینٹوں میں اسقدر کرختگی اور خشونت پیدا ہوگئی ہے
کہ اگر کوئی اوزار ان اینٹوں کے توڑنے یا اسنے مصالحہ کے علیحدہ کرنے کے واسطے انپر مارا جاتا
ہے تو بالکل شیشے کے ٹوٹنے کی آواز ہوتی ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ اس ٹوٹے ہوئے ڈھیر
میں سے بالکل ایسا مصالحہ نکلتا ہے جسمیں شیشہ کا جزو یادہ مخلوط نظر آتا ہے۔

میجر اینل نے مختلف اوقات سیاحت میں ان اینٹوں اور ملبے کی زجاجی الترکیب اشیا کا امتحان
کیا ہے جس سے انکو یہ امر ثابت ہوگیا ہے کہ اس مصالحہ میں بالکل شیشے کے بنجانے کی قابلیت
پیدا ہوگئی ہے اور ایسے اجزا اسمیں موجود ہوگئے ہیں جو کچھ عرصہ میں اس قابل سمجھی جاسکتی ہیں
کہ اس مقام کو شیشے کا معدن یقین کیا جائے اس مصالحہ سے نہایت تھوڑی محنت اور
کوشش میں شیشے کی ہر ایک شے نہایت عمدہ قسم کی تیار ہوسکتی ہے۔ بہرحال یہ ایک نہایت
ہی حیرتناک امر ہے کہ تمام بڑے بڑے ڈھیر جسقدر جلی ہوئی عمارت کا حصہ ہے وہ مع اپنے
مصالحہ کے شیشے کی صورت مین بدل گئے ہیں اور یہ امر نہایت آسانی سے معلوم ہوسکتا ہے
کہ اس عمارت کا جسقدر سطح زیرین ہے یعنے جس سطح پر یہ عمارت بنائی گئی تھی اور جسپر حرارت
آتش کا کامل اثر پہنچا ہے اسمیں بھی اسی قسم کے معدنی اجزا سے مرکب کوئی شے موجود ہوگی
اس موقع پر یہ بھی خیال ظاہر کردینا ضرور ہے کہ اگرچہ یہاں کے اصلی باشندے اسکی نوعیت یا ماہیت
اور قدر و قیمت سے قطعی ناواقف ہیں لیکن انگریزی حکام انکو توجہ ہو تو اسمیں شک نہیں ہے
کہ اس قسم کی آتش زدہ ملبہ اور مصالحہ سے بہت بڑا ذریعہ "تاجروں کی بدولت ترقی اور
دولتمندی کا حاصل ہوسکتا ہے اور گو بلحاظ اس امر کے کہ یہ مقام قہر الٰہی کا مورد ہوچکا ہے
اسکے تمام اجزا نفرت کی نظر سے دیکھے جانے کے قابل ہیں تاہم خدا کی بنائی ہوئی کوئی شے
بیکار نہیں ثابت ہوئی ہے پس ایک مؤرخ کا خیال ہے کہ اس تمام عظیم ملبے اور مصالحہ
سے ان ارکان ملک کو بہت بڑا فائدہ حاصل ہوسکتا ہے۔ سر رابرٹ پورٹر بابل کے مکانوں کی
آتش زدگی کی نسبت اپنی رائے لکھتے ہیں کہ دیکھنے ان شکستہ اور جلے ہوئے آثار عمارات باقیہ
پر لحاظ کیا میری رائے ہیں کسی برباد کردینے والی یعنے جلا دینے والی قوت نے شدید اثر
کیا ہے کہ بنسبت بنیادوں کی اوپر کے بلند حصہ کو ایکدم برباد شدہ کھنڈر کی صورت میں تبدیل
کر دیا ہے یعنے امتحان سے یہ امر ثابت ہوگیا ہے کہ اس آگ کا اثر بالائی حصہ عمارت
پر بہت ہوا جسنے اصلی مصالحہ کی نوعیت کو بالکل بدل دیا ہے۔ بہرحال جس آگ نے اتنا بڑا کام

کیا ہے اور ایسی رفیع الشان عمارت کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا ہے اسکی اشتعال کی نسبت مورخین کی مختلف رائیں ہیں کیونکہ معمولی آتشزدگی سے ایسا ہولناک اور شدید تباد لہ تمام مصالحہ عمارت میں ہو جانا کسی طرح سمجھ میں نہیں آتا ہے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک بہت بڑی یعنے بھٹی میں آگ بھڑکائی گئی ہے اور اسکے ذریعہ تمام عمارت میں آگ لگا دی گئی ہے اور آخر سوائے اس امر کے اور کچھ نہیں خیال کیا جا سکتا کہ اگر دیواروں کے تسگاف کی منظر پر نگاہ ڈالی جائے اور نیز اس متحیر افتادہ سامان اور مصالحہ سوختہ پر غور کیا جائے تو یہ امر ہر طرح درجہ یقین پر پہنچ جاتا ہے کہ آسمان سے آتش قہر الٰہی نے نازل ہو کر ساکنان صفحہ خاک کو اس عمارت عظیم الشان کے خاک سیاہ کرنے اور ایسی حالت عبرتناک پر پہنچا دینے سے اہل بابل کی بدکرداری کا انجام کر دکھایا ہے بعض مورخین کی رائے ہے کہ ہمیں حملہ آور جب شہر بابل پر قبضہ حاصل کرکے اس شہر کی تاخت و تاراج اور بربادی اور تباہی میں مصروف ہوا ہے تو اسنے علاوہ خونریزی اور غارتگری بتخانہ بعل ربلیس کے اور تمام شاہی عمارتوں میں آگ لگا دی تھی اور یہ آگ ایسی عالمگیر اور ہولناک تھی کہ جسنے تھوڑے عرصہ میں تمام شہر کی عمارت کو گھیر لیا اور جلنے سے کوئی عمارت شہر کی نہیں بچی کیونکہ جسقدر لکڑی ان مکانات میں لگی ہوئی تھی اسپر عام طور سے دیمک وغیرہ کی حفاظت کی غرض سے روغن نفت (رال) کی وارنش ہوئی تھی جو نہایت ہی جلد آگ کو قبول کر لیتی ہے بعض کی رائے میں یہ آگ چھ ماہ تک تمام شہر کے مختلف حصوں میں مشتعل ہو رہی تھی جو کسیطرح نہیں بجھتی تھی اور چونکہ اسکی شعلہ افروزی صادر بمقام محلات شاہی یا بیلس کا مندر تھا اسوجہہ سے یہاں آگ کا اثر زیادہ ہوا لیکن ایک مورخ لکھتا ہے کہ بیریسیار قیصر روم کی کمنڈر انچیف نے اس مقام پر تمام اساس البیت شاہی اور بتخانہ بیلس کی خزانونکی لوٹ مار اور غارتگری کے بعد یہ آتش زدگی ہوئی تھی۔ اور اسپر وہ یہ دلیل لکھتا ہے کہ آغاز سنہ عیسوی کے بعد اکثر محلات اور عمارات اہل بابل میں لوٹ مار کا بازار گرم رہا ہے۔ اور اگر ابتدائے حملہ آوری باشندگان یونان و ایران یا پارتھیا والوں کی یورش میں یہاں آگ لگا دی جاتی تو اسکے بعد کی غارتگروں کو سوائے جلی ہوئی عمارتوں کے یہاں اور کچھ بھی نہیں ملسکتا تھا۔ قرینہ غالب سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ بریسیار سپہ سالار قیصر روم نے اسکو جلایا ہے کیونکہ اسکی نسبت عام طور سے یہ امر مسلم ہے کہ اسنے اکثر اپنے حملوں میں شہر کے باشندونکی کھیتیاں اور عمارتوں میں آگ لگا دی تھی بعض مورخین کی رائے میں یہ آتشزدگی خود اہل شہر نے سپاہیان قیصر روم کی تکلیف پہنچانے

پانسکے ناکام رہنے کی غرض سے کی تہی۔

ایک روایت یہ بہی ہے کہ ٹریبی ٹری اس کے ملنے کے وقت جبکہ شہر کے تمام باشندوں نے اس مقام کو خالی کردیا تہا تو دشمن کے زک دینے اور نقصان کے واسطے انہوں نے شاہی محلات قدیم اور عام باشندوں کی عمارت میں آگ لگادی تہی۔ بعض مورخین اسطرف بہی گئے ہیں کہ بیلس کے مندر کی عمارت بالکل شاہی مکانات اور سیرگاہوں کو اول منہدم کردیا گیا ہے اور اسکے بعد آگ لگادی تہی مسٹر رابرٹ پورٹر اور مسٹر بکنگم نے بہی اپنے سفرناموں میں اس بات کو قبول کیا ہے مگر ایک بڑا گروہ مورخین سابق کا یہ کہتا ہے کہ اگرچہ داراشاہ ایران وغیرہ کی قبضہ اور حملہ آوری کے زمانہ میں اکثر عمارتیں اور بادشاہ بابل کے مکانات منہدم اور مسمار کردیے گئے ہیں تاہم بیلس کا مندر اور اسکے علاوہ بہت سے مکانات اپنے قدیمی حالت پر چہوڑ دیئے گئے تہے جنہیں اسکندر اعظم نے اپنی تسخیر اور فتح بابل کے بعد انکو از سر نو تعمیر کرلیا تہا۔ اور نہ یہ آتشزدگی پارتھیا والوں کے حملہ کے زمانہ میں ہوی۔ بہرحال خواہ یہ صحیح سمجہا جائے کہ ان مکانات کے منہدم اور مسمار کردینے کے بعد آتشزنی کیگئی یا یہ تسلیم کیا جائے کہ ان عمارتوں کی اصلی حالت کی موجودگی میں آگ لگائی گئی تہی مگر اسمیں شک نہیں ہے کہ یہ ایسی مہیب اور عالم سوز آگ تہی جسنے ان ایوانوں اور مندروں اور تمام عمارتوں کے ہر ایک حصہ کو ایسا جلا کر قلب ماہیت کردیا ہے کہ اسوقت کسی سیاح کو اسبات کی تمیز مشکل سے ہوسکتی ہے کہ وہ کونسا مقام محفوظ رہا تہا یا وہ کونسی جگہ تہی جسے آگ کے شعلوں نے نہیں گہیر لیا تہا۔ یہ آگ اسقدر بڑہا اور ایسے وسیع پیمانے پر پہیلی ہوی تہی اور بہیانک مہیب اور جہاں سوز تہی اور ایسی سخت اور شدید تہی کہ اسنے علاوہ نہایت کم اہم عمارتوں سے لیکر تمام امرائے سلطنت اور خود شہنشاہ بابل تک کے رفیع ایوانوں کو جلا کر خاک کا تودہ بنا دینے کے بیلس کے مندر کے پہاٹک کے پیتل کے دروازوں کو بہی جو دنیا کی عجائبات میں سے تہے اور جو ہیروڈوٹس مورخ یونانی کے عہد تک موجود رہے تہے جلا کر خاک سیاہ کردیا تہا اور یہ معلوم کہ بیلس کا مندر جلکر منہدم ہوجانے کے بعد اسکا تمام مصالحہ یعنے ان عمارات (جنمیں بیلس کا مندر بہی شامل ہے) کا سامان بتغیر شدت حرارت کے بالکل شیشہ کے اجزا کی صورت میں منتج ہوکر بدل گیا تہا۔

یہ ایک نہایت ہی عبرت انگیز اور تعجب ناک منظر ہے کہ مکانات مذکور جو بالکل سنگین تہے اور جنپر ہزار ہا من سونا اور پیتل اور بعض جگہ نہایت دبیز فولادی تبر اور قفل جڑے ہوے تہے لوہے

جو معمولی نظر میں اسبات کو ہر ایک سیاح یقین دلا سکتا تہا کہ ایسی ایسی ہزار آتشزدگیوں سے
بہی اسکی اصل حالت تعمیر میں کوئی تبادلہ نہیں ہوسکتا ہے لیکن یہ آگ ایسی آگ تہی جسنے اسکی اصل
ہستی کو اپنے حدود اشتعال اور شعلہ فروزی اور شدت تپ و تاب سے پانی کی طرح پگہلا کر اپنی اصلی
حالت سے متبدل کردیا تہا اور جسکے نتیجے پر سوائے اس خیال کے اور کوئی رائے ظاہر نہیں
کیجا سکتی کہ توریت میں اس پیشین گوئی کا جسقدر ذکر ہے وہ قطعًا اور کامل طور سے ان عمارت
بابل کی آتشزدہ ہوجانے سے پایہ تصدیق کو پہنچ گیا ہے کہ (خدائے قادر کا ہاتہ تجہپر پہیلا
ہوا ہے اور وہ تجہکو چٹانوں سے نیچے گرادیگا اور تجہکو ایک جلا ہوا پہاڑ بنا دیگا) اگرچہ نہایت
قدیم ترین مقام زبون کے میدان میں از سر نو عمارت بنائی گئی جس سے اسکی سابق کی بربادی
اور پامالی محو ہوگئی اور جلے ہوئے یروشلم اپنے حالت اصلی پر بدستور اسوقت موجود اور قایم ہے مگر
جیسا کہ اس پیشین گوئی سے ظاہر ہے (وہ تجہسے ایک پتہر بہی عمارت بنانے کے لئے
نہ لینگے اور نہ کسی تعمیر یا ایجاد مکان کی غرض تجہسے کوئی اینٹ لیجائے گی بلکہ تو ہمیشہ کے واسطے
پامال اور ویران اور برباد ہوجائے گی اسطرح رب الافواج ارشاد فرماتا ہے) بیرنرود -
بتخانہ بعل شاہی ایوانوں اور دیگر امرا کی عمارتوں میں جسقدر پتہر لگے ہوئے ہیں انکا مصالحہ جو
اس عام سوز آگ کے منجمد ہوجانے کے اسقدر سخت ہوگیا ہے کہ اس سے کوئی شے
کسی دوسری عمارت کی تعمیر کے واسطے علیحدہ نہیں ہوسکتی ہے ایک مورخ لکہتا ہے کہ آگ سے
جسقدر بربادی اس مقام کی ہوئی ہے اسکے علاوہ وہ حصہ شہر جہاں آگ کا اثر نہیں پہنچا
ہے اسکی مٹی میں ایک نہایت لاعلاج نقصان پیدا ہوگیا ہے کیونکہ ملبے اور راکہہ پاشی کا
سخت ڈہیر جو تمام احاطہ شہر بابل قدیم کی وسعت کو اپنے دامنوں میں چہپائے ہوئے ہے
اور جو مختلف اور متعدد ٹیلوں اور وسیع اور ہموار ٹیکروں کی صورت میں کسی سیاح کے پیش
نظر ہوتا ہے بوجہہ اتفاقی طور پر بمقدار کثیر شورہ کے پیدا ہوجانے کے بالکل ناقابل زراعت
ہے گو اس سرزمین سے دو ثلث سے زیادہ شورہ کی آمیزش کے باعث زراعت کی قابلیت
سلب ہوگئی ہے۔ اور یہ ایک عجیب امر ہے کہ اہل اسلام کے عہد میں جبکہ اسکی قدیمی حالت
بالکل ویران اور پامال اور برباد ہوگئی کوئی توجہہ بہی اسبابت نہیں کی گئی کہ یہاں مختلف فرقے
آباد ہوکر زراعت کی ترقی اور کاروبار میں مصروف ہوں ابن عباس اور انکے علاوہ ترکی گور
اور نیز ان دونوں کے درمیان اور مختلف خاندانوں کے حکمرانوں کی عہد میں اس تمام قطعہ

ارض کی حالت ایسی ہی ویران اور ہیبتناک رہی ہے اور کوئی بھی ارادہ اسکے قدیم مکانوں کی تعمیر اور تجدید کا نہین کیا گیا۔

## اہل کالدیا اور باشندگان بابل کا علم ہیئت

۹ صدی عیسوی کی بعد سے چند مسلمان علماء ہیئت نے اس امر کی کوشش کی تہی کہ اسکی خرابی اور کہنڈروں میں قدیمی رصدگاہ ہیئت دانان بابل کا کھوج لگائیں اور شاید انکو کسی حد تک کامیابی بھی ہوئی لیکن اس امر کا اندازہ کرنا دشوار ہے کہ اس تحقیقات سے انکی دائرہ علمی میں بحیثیت ترقی علم کسقدر فائدہ ہوا کیونکہ اکثر انکی کتابوں سے یہ امر ظاہر ہے کہ انہوں نے کوئی جدید تحقیقات اس علم کی بابت نہیں کی اور نہ صاف صاف علوم ہیئت کے رموز کو بیان کیا ہے بلکہ جہانتک انکی تحقیقات ہے وہ صرف متقدمین کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ اہل کالدیہ کے علم ہیئت کی بابت جسقدر نشان اور ضروری باتیں انکے آثار قدیمہ اور برآمد شدہ اشیا علم ہیئت ملگئی تہیں انکا بہت بڑا حصہ ستارہ پرستوں صابئین کی اعتقاد ستارہ پرستی سے معمور ہیں اور جسقدر تقسیم ثوابت اور سیاروں کی تاثیرات کی بابت کتب علوم ستارہ شناسی اہل اسلام میں مدون ہے وہ سراسر مکالمات اور عجیب اعتقادات اہل بابل کا چشمہ ہے جو روحانیات سیاروں کا اور انکے تصرف کی بابت اس عالم ظاہر میں انکے اصول مذہب اور مسائل پرستش میں داخل تہے بہرحال ہمیں شک نہیں ہے کہ جو روایت اس قسم کی ہیں کہ جتنے کتب علوم ہیئت میں امور ستارہ پرستی اہل بابل کا نشان چلتا ہے وہ ایک عرصہ تک اہل اسلام کے بعض گروہوں میں مستند مان لی گئی تہے گو انکے ابتدائی قایلوں یعنے اہل کالدیہ کو شدومد سے مادہ پرست یا ستارہ پرست کہا جاتا تہا۔ اور اسکے ساتھ ہی یہ امر بھی تہا کہ شریعت اسلام ایسے علوم کی تحصیل یا اسکے رموز تاثیرات پر اعتقاد رکہنے سے حد درجہ مانع نظر آتی ہے اور جبکہ ایک عام حالت سے صابئین کی اس حصہ علم ہیئت پر نظر کیجائے جسے مسلمان منجمین اپنی عجیب احکامات نجومی کا مدار علیہ گردانتے ہیں تو یہ خیال پیش نظر ہوتا ہے کہ انہوں نے باوجود اپنے مذہبی تخالف اور ممانعت کے اہل کالدیہ کے قدم بقدم کسطرح ستاروں کی روحانیات کی تالیف قلوب اور وجود کو یقینی سمجھ لیا تہا اور نیز انکو یہ یقین کامل ہوگیا تہا کہ یہ روحانیات تمام کائنات میں ہر قسم کے تصرفات کے لیے خود مختار ہیں اور اسلیئے ایک محقق ان کتب کو بہت کم مفید اور قابل اعتبار

سمجھ سکتا ہے مگر اسمیں بھی شک نہیں ہے کہ علم ہیئت کا بہت بڑا حصہ تحقیقات کی بابت گردش وتحقیق ستارگان اور انکے مقامات سیر ومنازل کے ابتک نظام ہیئت مروجہ کے ابتدائی اصول میں داخل ہے۔

اہل کالدیا کو جسقدر اعتقاد اپنے منجمین کے اقوال پر تھا وہ ایک درجہ مذہبی اصول کے عقائد سے ان خادین مذہب صابئین سے بڑھا ہوا تھا جو بیل دیلیس کے مندر کے احاطہ میں نہایت احترام اور عزت ووقار کے مقیم رہنے سے تمام ساکنین ملک کے سرغنہ مذہبی سمجھے جاتے تھے۔ چاند سورج اور انکے علاوہ اور بھی مختلف سیاروں کی پرستش کے ہفتہ میں خاص خاص دن مقرر تھے اور ان دنوں میں اوقات معینہ پر ان ستاروں کی پرستش بڑی راسخ الاعتقادی اور کمال خلوص اور شد ومد سے ہوتی تھی جنمیں ایک بڑے حصہ مراسم پرستش کے ادا کرنے اور بجالانے کے واسطے انکی نجومیوں کی موجودگی لازمی سمجھی جاتی تھی اور اسکے ساتھ ہی انکو اس قسم کی خدمات کا انکو اہل شہر خاطر خواہ معاوضہ دیا کرتے تھے۔

زحل اور مریخ کی پوجا مصائب اور تکالیف اور طرح طرح کی بیماریوں اور دشمن کے دفعیہ یا فتح وغلبہ کے حصول کے واسطے کیجاتی تھی۔ اور جو لوگ رقص وسرود کا پیشہ کرتے تھے وہ ستارہ زہرہ کو اپنا رب النوع یعنے اپنے پیشے کے قیام یا ترقی پیشۂ مذکور کا محافظ سمجھتے تھے اور خاص جمعہ کے دن ان لوگوں میں اس ستارہ کے بڑے اہتمام اور توجہ سے پرستش ہوتی تھی اور طالبین علوم ستارۂ عطارد کو اپنی کامل ترقی علوم کے لیے صرف وسیلہ ہی نہیں بلکہ ایک درجہ تک معبود سمجھتے تھے۔ دوائر معدل النہار وغیرہ اور منطقۃ البروج کے سیاروں کی تحقیقات اگرچہ اہل اسیریا اور کلدانیوں اور اہل بابل نے نہایت سرگرمی سے کی تھی مگر اسکے ساتھ ہی انکا اصل منشا اس تحقیق سے یہ تھا کہ علاوہ معلوم سیاروں کے ان اور ستاروں کی ماہیت سے واقف ہوں جو نظام عالم میں ہر قسم کے خیر وشر سے تعلق رکھتے ہیں اور اسبابت کہ ہر ایک سیارہ سے کس قسم کے فائدہ یا تعلقات انتظام کائنات میں لابدی ہیں انہوں نے عجیب اصول اور قواعد اپنے مقلدین اور شاگردوں اور معتقدین کے واسطے اختراع کیے تھے اور جو ابتک بھی ان کتابوں میں کسیقدر موجود ہیں جو تصرفات اور اختیارات روحانیات ستارگان کی نسبت ایک خاص تحقیقات کی حیثیت سے ان منجمین نے جنہوں نے اہل کالدیا کی تقلید اس فن میں ضروری سمجھی تھی کتب اہل کالدیا سے استخراج کیے تھے۔ بہرحال یہ ضرور ہے

کہ جسطرح تمام اہل کالدیا دنیا کے مختلف اشیا کی پرستش کرتے تہے اسقدر ستاروں اور بیشمار ستاروں کی پرستش اور انکی روحانیات سے امداد چاہنا اُنکے اصول مذہب مین داخل تہا۔ ایک نہایت ہی تاریک دل بہی اگر اہل کالدیا کے اِس ستارہ پرستی اور عام مادہ پرستی کے نہایت لغو اور بیحد غلط اصول پر غور و فکر کریگا اور یہ اندازہ کریگا کہ اُنہوں نے کیسی نہایت ہی تاریک بیہا زندگی مذہب کو قابل اعتبار سمجہا تہا تو وہ یقین کر سکیگا اور یہ امر معلوم کریگا کہ مذکورہ عظیم المقدار گروہ انسانی فیضان قادر و خالق حقیقی کے حصول اور استفادہ سے کسقدر محروم اور بے بہرہ تہا اور اِس عجیب الفطرت طبقہ انسان نے اپنی نفسانی جذبات اور شیطانی اور ظلمانی تخیلات سے ایک قادر مطلق خدا کی پرستش کو اسدرجہ فراموش بلکہ بے وجود محض یقین کر لیا تہا کہ جسکی مثال اور نظیر اسقدر بیشمار صدیوں میں بہی جبکہ بابل آباد تہا اور اب کہ اسکا نام و نشان بہی نہیں ہے ان بت پرستوں کے اصول مذہب میں بہی بمشکل مل سکیگی وہ دنیا کی ہر ایک شے کو سراسر جو ذرا بہی عجیب یا خارق عادت یا خلاف عقل ہوتے تہے اپنا معبود قرار دے لیتے تہے اور اِس سے مشکل کے وقت منتیں مانتے اور نذر نیاز چڑہاتے اور مرادیں طلب کرتے تہے اور اسکے مخالف یا اسکے مقابلہ مین اِس اصلی خدائے اسرائیل و اسمعیل کی پرستش اور نیز اسکے ہستی کے یقین اور یقین کی ضرورت پر انکو اسقدر بہی توجہہ نہ تہی کہ اُسکی اصلیت کی تحقیقات کی جانب آمادہ ہوتے۔

## اہل کالدیا کے بت اور انکی پرستش کے طریقے

بیلس اور نمرود کی مورتوں کے علاوہ پایتخت لفر کے اِس ٹیلے کی قطع نظر جو اسکے پرستش کے واسطے بڑے اہتمام اور کثیر اخراجات اور محنت اور توجہہ سے بنایا تہا اہل کالدیا اصلی مذہب کی طرف سے ایسے بد نصیب تہے کہ بیشمار معبودوں کی پرستش کرتے تہے اور ان شدید القلب کافروں نے انکے نام بہی عجیب عجیب مقرر کیے تہے بعض مورخین نے اُنکی تعداد کروڑوں میں بیان کی ہے۔ شہر بابل کے نہایت آباد مقامات میں نصف شیر اور نصف بکرے کی مورتیں چہوٹے چہوٹے ہر گلی کوچے کے مندروں میں رکہی ہوی تہین جنہیں سیٹائرس کہتے تہے اور اہل کالدیا کو یقین تہا کہ یہ بت انکی جزای معاملات اور روزمرہ کی ضروریات کی انصرام اور انتظام میں باطنی طور سے کامل اختیار رکہتے تہے (ر ۲) جسے اکثر مورخین اور علما

قصص الاختتام مصریوں کا بڑا دیوتا قرار دیتے ہیں ایک تہوڑی حالت کے تبادلہ کے بعد اسکی
نسبت یہ صاف یقین ہوسکتا ہے کہ وہ اہل کالدیا کا دیوتا تہا اور اسیطرح آورسیس اور آوین
کی نسبت بعض مورخین قدیم کی رائے ہے کہ چند باتوں کے مستثنے کردینے کے بعد وہ اہل بابل
ہی کے دیوتا تہے۔ زندہ شیبر کی بہی پرستش اہل بابل کرتے تہے اور علے ہذا بکروں اور سانڈ بیلوں
کو بہی ایک درجہ تک کاروبار الوہیت میں وہ شریک سمجہتے تہے۔ ان سب دیوتاؤں کی جدا
جدا بیشمار مندر خاص شہر بابل میں بنے ہوئے تہے اور انکے اخراجات کے واسطے سلاطین سے
ایک بہت بڑی رقم مقرر تہی اور اس رقم کی علاوہ تمام شہر کے باشندے بیشمار چیڑہاوا انپر چڑہاتے
تہے اور اگر کوئی خونی مجرم بہاگ کر بعل (بیلیس) کے مندر میں روپوش ہوجاتا تہا تو اسکی گرفتاری
یا قتل خود ایک جرم ہوجاتا تہا۔ اہل بابل کے ذکور کی نسبت عورتوں میں اس بت پرستی اور ذلیل
اعتقادات کو اور زیادہ ترقی تہی وہ ان تمام بتوں کے چہوٹی چہوٹی سنگی نقشیں اپنے اطفال
کے گلے میں ہر قسم کی بلاؤں اور خبیث اور بد روحوں کے تحفظ اور ہر طرح کی بیماریوں کی دفعیہ
کی غرض سے تعویذ کے طور پر گلے میں ڈالدیتی تہیں اور کوئی گہر ایسا نہ تہا کہ جسمیں علاوہ ان معمولی
مندروں کے دیوتاؤں کی سنگی یا لکڑی یا پیتل کی مورتیں اور ناہموار چہوٹے چہوٹے پتہر موجود نہ رکہے
جاتے ہوں۔ جو لوگ ادنے درجہ کے پیشہ ور تہے انکے دیوتا بہی ادنے درجہ کے تہے مگر یہہ
ضرور تہا کہ ایک خاص نسبت کے ساتہ تمام اہل شہر جسمیں خاندان شاہی بہی شامل و داخل
تہا ان بتوں کی تعظیم اور پرستش کرتا تہا جسطرح بعض موجود طبقات انسانی میں ہنوز بیماریوں کی
پوجا ہوتی تہی اس زمانہ میں بہی انکو ایک روحانی مشکلکشا یا مصیبت رساں ہستی سمجہا جاتا تہا
اور انکے منانے اور آدمیوں دور کم سے کم انکے خاص مقلدوں پر رحم کرنے کے لئے متفرق
اوقات میں بڑے بڑے سامان اور تہوار ہوتے تہے جنمیں شراب اور اکثر اور بہی اس قسم کی
ناپاک اشیا چڑہائی جاتی تہیں۔ ادنے درجہ کے اشخاص بہ نسبت تعلیم یافتہ یا متمول انسانوں
کے اپنے دیوتاؤں کی پرستش میں بہت زیادہ مصروف رہتے تہے اور اپنے مواضع یا ان قصبات
متعلقہ میں جو گورنمنٹ بابل کے زیر حکومت تہے ہر ایک دیوتاؤں کے نام سے آغاز اور انجام
کیا جاتا تہا۔ مشرکین قریش میں جسطرح بحیرہ اور سائبہ کا احترام ایک جزو مذہب سمجہا گیا تہا اہل
المیبریا میں اسکا التزام بہی اسی طرح انکے دینی مسایل کے خاص ارکان میں داخل تہا۔ علاوہ
گڑہی یا تراشی ہوئی مورتوں کے اہل بابل شراب اور لوہے کی بہی پرستش کرتے تہے اور جن

خاص زمانوں میں انکی پرستش ہوتی تہی وہ نمرود کے زمانہ سے مقرر ہوئی تہی دنیا کے کسی تاریک خیال قوم میں اسقدر ضعیف الاعتقادی کا وجود نہیں ملتا ہے جیسا کہ اہل بابل کے ہر طبقہ کے لوگوں میں موجود تہا۔ وہ انسانی خون اور مادہ تولید انسان اور بیشمار درختوں کی بہی پرستش کرتے تہے۔ اور محض اس خیال سے کہ ان کو برکتیں اور دنیوی ثمرات زندگی خاطر خواہ حاصل ہوں اکثر کاروباری اشخاص ہر روز ان درختوں کا طواف کرتے تہے (قبل اسکے کہ کسی کام یا اپنی ضرورت کے انصرام کی جانب متوجہ ہوں) بہرحال یہ ایک عجیب حالت غور کرنے کے واسطے کسی مورخ کے پیش نظر ہوتی ہے کہ دنیا میں اہل بابل ہی ایسے ظالمین اور نہایت ہی خدا فراموش گروہ تہے جنکے برابر دنیا کی کسی مخلوق ذوالعقل نے مرکز حق سے انحراف نہیں کیا اور جنکی شدت اخفائے حق یا انکار حقوق اور وجود الٰہی کی انتہا نہ تہی انہوں نے ایک واجب الوجود اور خالق برحق اور خدائے یگانہ اور ایک ہستی مطلق کی پرستش کے مقابلہ میں یہ عجیب شعار اختیار کیا تہا کہ دنیا کی کوئی شے ایسی نہ تہی کہ جسکو انہوں نے اپنا حلال مشکلات اور معبود اور الٰہ نہ قرار دیا ہو۔ افسوس یہ کسقدر عناد اور عداوت اور نفس پرستی اور خیالات کی تاریکی اور کسدرجہ کی ضد امر حق سے دور رہنے کے لیے تہی جو اہل بابل کے قلوب میں شیطان نے انکی بیشمار نسلوں سے بطور خاص جزو کی شامل کردی تہی اور جیسے ابتدا ہی سے وہ اس انسانی قدیم دشمن کی چالاکیوں اور دغابازیوں کا شکار ہوگئی تہی اور انپر چار طرف سے اس عجیب ضد اور خود رائی کی گہٹا ایسی تاریکی سے چہا گئی تہی اور جو انکی نفسانی نجاسات کی اجتماع ہی سے اٹہی تہی کہ وہ اصلیت مذہب حق کو کسیطرح نہیں دیکہہ سکتے تہے ہر درجہ اور طبقہ کے آدمیوں کا دیوتا جدا گانہ تہا۔ بعل خاص بادشاہ اور امرائے سلطنت کا معبود قرار دیا گیا گو یہ امر بہی اسکے ساتہ ضروری تہا کہ بابل کے عام باشندے بہی اسکی عبادت فرض عین سمجہیں گویا تمام خورد و بزرگ اہل اسیریا کا یہ بُت بزرگ اور معبود اعظم سمجہا گیا تہا۔ اور سیارہ یا ستارہ زہرہ سازندہ اور گانے بجانے والے اشخاص کا دیوتا تہا۔ مریخ کی پوجا اہل سیف کرتے تہے۔ اور علما اپنی حاجات اور مشکلات کو روحانیت عطارد سے درخواست کرتے تہے اور انکے علاوہ کاشتکاروں اور گو ں کے دیوتا علیحدہ تہے جنکی پرستش میں دودہ پانی اور نہایت ادنےٰ درجہ کی شراب کا نذرانہ صرف ہوتا تہا یہ کہیں ذکر ہو چکا ہے کہ سنگی اور چوبی مورتوں یا پیتل اور سونے چاندی کی تمثالوں اور بتوں اور سیاروں کے قطع نظر اہل اسیریا مردہ اشخاص کی ارواح کی بہی پرستش کرتے تہے اور انکو دیوتاؤں کا خاص رفیق اور بعض حالتوں میں انکو بہی دیوتا سمجہتے تہے

اور انسے خاص اعتقاد رکہتے تہے اور انکی مہربان اور مانوس کرنے کے واسطے خاص خاص طریقے اُنہوں نے اختراع کیے تہے جنکی نسبت عجیب طور سے مورخین نے اہل کالدیا کے کتب یا آثار قدیمہ سے تمام حالات مذکورہ کا اقتباس کیا ہے اور نہایت تفصیل سے اکثر ایسے اشخاص نے ان حالات کو اپنے مقلدوں میں شایع کر دیا ہے جو عمل اسپرچیولزم (حاضری روحانیات) کے مشتاق یا ماہر و قائل ہیں مگر کوئی قوی ثبوت اسبات کا ان ناقلین کی روایات میں نہیں پایا جاتا ہے کہ دراصل یہ روحانیات اپنی ہستی سے انسانی نفع و نقصان پر اسیطرح قادر نہیں جسطرح اہل بابل کا انکی نسبت اعتقاد تھا۔

## اہل بابل کی سحر و ساحری اور عاملین

اگر ایک مسلسل حالت اعتقادات اہل بابل کا اندازہ کیا جائے تو جو قاعدہ اکثر مشرقی اقوام کی ماہیہ گنڈہ تعویذ اور فال بینی کا رایج ہے وہ انہی کی عجیب اور نہایت حیرت انگیز اعتقادات کا خلاصہ معلوم ہوگا شہر بابل میں سحر و ساحری پر جسقدر اعتقاد کی شدت تہی اسکے ثبوت کے واسطے اگرچہ عام مورخین کو بہت کم توجہہ ہوی ہے مگر یہ ضرور ہے کہ جن لوگوں نے باشندگان بابل کی مفصل تاریخ لکہی ہے اُنہوں نے مذکورہ باشندوں کے اس قسم کے حالات کو قلم انداز نہیں کیا ہے اور گو قراین عقلی سے یہ امر یقین ہوتا ہے کہ ایسی شدت جو مورخین سابق نے سحر و ساحری کی اہل بابل کی نسبت بیان کی ہے انہیں نہو لیکن یہ ضرور ہے کہ اسکا رواج اس تمام طبقہ انسان میں یقینی تہا ایک مورخ لکہتا ہے کہ اہل کالدیا میں مردوں کے علاوہ بشیار عورتیں سحر کے حصول کے لیئے طرح طرح کے ناشایستہ افعال میں مصروف رہتی تہیں کیونکہ ایسے افعال کے بغیر انکے نزدیک جادو میں کمال نہیں حاصل ہوسکتا تہا۔

یہ عورتیں امورات و حالات غیب کے جاننے کی مدعی تہیں اور بہ نسبت ذکور کے انکے واسطے یہ ایک خصوصیت تہی کہ ایسے عجیب امور انسان کی نگاہ کے سامنے پیش کر دیں جو بالکل فطرت کے اصول مسلمہ کے خلاف ہوں اور گو مورخین قدیم سے انکے اس عام طریقہ تعلیم کو مضحکہ میں اُڑا دیا ہے مگر اسمیں شک نہیں ہے کہ اس علم کا وجود نہایت دلچسپی کے ساتھ اہل بابل میں یقینی سمجھا جاتا تہا۔ اور اس علم کی قدر ان لوگوں میں اسقدر تہی کہ شہر کا ہر ایک باشندہ کسی نہ کسی قدر اس میں مہارت رکہتا تہا اور اسکو اپنی حاجات اور مشکلات کے رفع کرنے کا عظیم ترین وسیلہ اور ذریعہ جانتا تہا ہزارہا منتر سیاروں کی روحانیات سے استمداد کے لیئے اختراع کر لیے گئے تہے اور ایک عجیب اور خاص

رسم الخط اس کام کے واسطے ایجاد ہوا تھا جسکے ذریعہ وہ ارواح کو اپنے انصرام امور کے واسطے آباد
کرنیکا دعوے کرتے تھے گویا یہ خط ارواح سیارگاں وغیرہ سے خط وکتابت کا خاص ذریعہ تھا اور
جسے شاید خط مرموزہ کہتے تھے بعض مورخین اسلام نے جو ندیا نہایت سرگرم محقق معلوم ہوتے
ہیں اس بات پر شاید پورا اعتماد اور یقین کر لیا ہے کہ تمام کالدیا کے باشندے سحر و ساحری سے
واقف تھے اور نمرود کے زمانہ سے اس فن کا انہیں بڑی شد و مد سے رواج تھا انہیں سے دو ایک
مورخین کا یہ بھی خیال ہے کہ نمرود کی مذکورہ شوکت اور اسکا غرور اور نیز اہل بابل کے باشندوں کی
خدائے قدیر کی ہستی سے غفلت یا صرف اس جادو کے رواج کے باعث تھا۔ مسمریزم جو آجکل
کے دنیا کے اکثر تعلیم یافتہ حصوں میں ایک ضروری اور یقینی علم مان لیا گیا ہے انکے اس علم کی ایک مختصر
شاخ تھی جسکے ذریعہ وہ تمام عالم کی قوتوں کو اپنے قابو اور اختیار میں کر لینے کے مدعی تھے
اور علے ہذا القیاس تصفیہ خیال اور تغلیب روح میں انکی مہارت کا بیان اسطرح کیا گیا ہے کہ اکثر اس علم
کے عالم ان حالات کو نہایت صاف طور سے بیان کر دیتے تھے جو انکے مسکونہ مقامات سے
دور و دراز فاصلوں پر ظہور پذیر ہوتے تھے چلہ کشی اور ریاضت ان لوگوں کے واسطے خاص تھی جو اس
فن میں کوئی قوت یا کمال حاصل کرنا چاہتے تھے جسکا ماحصل زیادہ تر یہ ہوتا تھا کہ بے حد محنت سے انکی
قوائے باطن ان مقامات کو طے کر سکتے ہیں جیسے عالم جسمانیات میں موجودہ جسم سے عبور کرنا ممکن
ہے نقشانہ میں اور رمل کا قاعدہ بھی بخت نصر کی عہد حکومت سے اس قوم میں رائج ہونا شروع
ہوگیا تھا۔ ایک مورخ لکھتا ہے کہ دانیال علیہ السلام کے نصایح اور ہدایات کے مجموعہ میں اس علم
کا بھی کوئی حصہ شامل تھا جو بتدریج ان لوگوں سے جو حضرت دانیال کے معتقد تھے یا انکے
ہم خیال تھے سلسلہ وار اہل کالدیا میں پھیلگیا تھا اور اسکے علاوہ اور بھی بہت سے ایسے قاعدے
اور طریقے اس فن میں اہل بابل نے شامل کر لیے تھے جو انکی انتہائے معتقدات میں داخل سمجھے جاتے
اکثر یہ اعتقاد عام طور سے پھیلا ہوا تھا کہ نیک و بد روحیں ان عاملوں کے مطیع و فرمان ہیں اور انکی
ذریعہ وہ مخلوق کو نفع و نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ بتوں کی معمولی پرستش اگرچہ انکے مذہب کا جزو لازمی
تھی مگر اسکے ساتھ ہی طرح طرح کے منتر اور تعویذ ایسے خاص کر لیے گئے تھے کہ جو مشکلات اور حاجات
کے وقت خاص طریقوں سے پڑھے جاتے اور انکی تاثیرات پر اہل بابل کا کامل اعتقاد تھا بیلس
کا مندر زیادہ تر اور اسکے علاوہ اور بھی اکثر دیوتاؤں کے بتخانے اور ویران مقامات میں ان
لوگوں کا قیام اور ہجوم دیکھا جاتا تھا جو منتروں کی جاپ اور سحر و ساحری کی تکمیل میں ہمہ تن مصروف

رہتے تھے اور جنکی زندگی کا ماحصل بالکل اسقدر ہوتا تہا کہ انکے اختیار میں ایسی قوتیں آجائیں دنیا میں عجائبات اور خوارق عادات کے دکہانے سے اُن کا ایک خاص وجہ اس تمام بدترین مجموعۂ انسانی میں قرار پاجائے۔ مگر جب ہم آخر انکی اس غفلت پرخیال کرتے ہیں اور نیز اس اندازہ میں مصروف ہوتے ہیں کہ یہ بدکار مخلوق خدائے حقیقی سے ناواقف اور ایک ہستی قادر مطلق کے منکر تھی تو یہ بات صاف طور سے ذہن نشین ہوتی ہے کہ انکی جسقدر مذہبی زندگی تھی وہ نہایت نفرتناک اور بالکل بے نتیجہ اور سراسر مذموم تھی اور اسکے ہمراہ انکے اعتقادات نے انکو ایسا مدہوش اور ضلالت اور بے خبری اصل کار کے غار میں دہکیل دیا تہا اور اسکا علاج سوائے اسکے اور کچھ بھی نہ تہا کہ انکی تباہی اور بربادی اور پامالی کے واسطے بلینگاہ رب الافواج سے انبیاء عالیمقام کی معرفت وعید یا خبر نازل ہو اور اہل بابل اسطرح نہایت ذلیل اور حقیر ہو کر برباد اور تباہ کر دیے جائیں کہ انکی نظیر دنیا کی مخلوقات کے لیئے ایک خاص عبرت کا باعث قرار دیجائے اور آخر یہی ہوا کہ انکی چند روزہ زندگی کو انکے غرور اور نہایت ہی غلط اصول مذہب نے صفحۂ دہر سے بالکل معدوم کر دیا اور تمام سرزمین بابل میں نہ ایک بت کا نشان رہا اور نہ انکے سحر و ساحری کا پتہ نظر آتا ہے گویا انکی تمام سرزمین جسمیں اس کفر اور مادہ پرستی اور ضلالت کی گہٹا برس رہی تہی آتش قہر و غضب سے برباد کر دیگئی اور نہ صرف اسی پر اکتفا کیا گیا بلکہ اس تمام شہر کی آثار عمارت کو بھی آتش قہر ربانی نے جلا کر خاک کر دیا اور جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے آگ نے انکے تعمیرات اور اسکے مصالحہ کو ایسا سنگلاخ بنا دیا ہے کہ وہ عمارت سے نہ تو بہ آسانی علیحدہ ہو سکتا ہے اور نہ علیحدہ ہونے پر کسیطرح انسانی مصرف میں آسکتا ہے۔

مسٹر رچ لکھتے ہیں کہ اسوقت اس مصالحہ کی کرختگی کی یہ حالت ہے کہ کسی طرح علمی قاعدہ سے مصالحہ مذکور کو علیحدہ کر کے کوئی تعمیر نہیں کیجاسکتی ہے درحقیقت وہ مصالحہ ذرا بھی اس قابل نہیں رہا کہ تعمیرات کے کام آسکے اسکی اینٹیں اس آگ کی حرارت کے اثر سے اسقدر باہم پیوست ہوگئی ہیں کہ مسٹر رچ کی رائے میں مصالحہ سے انکا علیحدہ کر لینا ایک نہایت امر محال ہے اور مسٹر بکنگہام بھی اپنے سفر نامہ میں لکھتے ہیں کہ یہ مصالحہ اور اینٹیں عمارت مذکور کی آگ کے باعث اسقدر وصل ہوگئی ہیں کہ انکا جدا کر لینا کسی خاص علمی قاعدہ سے بھی ناممکن ہے۔

مسٹر بکنگہم نے اپنے سفر نامہ میں جہاں شہر پناہ بابل کی دیواروں کی معدومی اور شہر نمرود کیحالت

سکا ذکر کیا ہے تو اس عمارت کے مصالحہ کی نسبت یہ رائے ظاہر کی ہے کہ دجلی ہوئی اینٹیں جو مجولا اور قصر نمرود اور شہر نمرود میں عام طور سے اپنی لیدار د نرج ، مصالحہ کی بدولت اسقدر وصل ہیں کہ بہ نسبت دیوار شہر پناہ کے مصالحہ اور سامان تعمیرات کے انکا توڑکر نکال لینا نہایت مشکل ہے گو یہ بھی ظاہر ہے کہ ان ٹیلوں سے جو دریائے فرات کے مشرقی جانب ہیں اکثر اینٹیں نکالی گئی ہیں بلکہ انہیں سے مصالحہ کی بھی ایک بڑی مقدار جسمیں چونا وغیرہ مخلوط ہے ویسی ہی باشندوں نے نکالی تھی۔

بہرحال اس گنبد کے گرد کوئی اینٹ ایسی نہیں ہے کہ جو مصالحہ سے علیحدہ یا صاف ہو۔ دراصل جبکہ خاص شہر بابل کی نسبت یہ کہا گیا تھا کہ وہ برباد ہوگا اور اسمیں کچھ بھی باقی نہ رہیگا اور وہ ایک جلے ہوئے پہاڑ کا منظر بنجائے گا اسوقت ایک ڈھیر کھنڈروں کا اس قسم کا موجود ہے جو ایک شہر عظیم الشان کی تعمیر کے واسطے کافی ہے مگر یہ ایک حیرتناک امر ہے کہ اسمیں سے کوئی انسان اسکا ایک پتھر بھی اپنی کسی عمارت کی بنیاد قایم کرنے کے واسطے نہیں لیتا ہے عام مورخین کی رائے ہے کہ شہر نمرود اور بیلس کے مندر کی جسقدر عمارت کے نشان اسوقت موجود ہیں وہ زیادہ تر اسوجہ ایک تاریخی منظر سمجھی جاسکتی ہیں کہ دنیا میں انکے سوائے کوئی اور مقام اس قسم کا نہیں جسے آگ نے جلا کر اس عبرتناک حالت پر پہنچا دیا ہو۔ بظاہر ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام وسیع عمارت جسوقت اسمیں آگ اپنا اثر کر چکی ہے۔ آتش زدگی کے صدمہ سے بچانے کی کوئی کوشش بھی نہیں کی گئی۔ یہ خیال ہوسکتا ہے کہ اگر کوئی کوشش کی بھی گئی ہے تو وہ صرف اسوقت جبکہ اسکے اندرونی حصہ کی صورت بالکل خاک سیاہ ہوگئی ہوگی کیونکہ جسقدر حصہ برباد شدہ ہمارے پیش نظر ہے۔ اسمیں سے بیلس کی اندرونی عمارت پر بہت زیادہ اثر آگ کا معلوم ہوتا ہے شہر نمرود کی صورت سے آجکل کی عمارتیں بالکل جداگانہ ہیں اور اگر کیسا ہی غور کیا جائے یا اُن روایات پر نظر ڈالی جائے جو اسکی وجہ تعمیر کی بابت بیان ہوئی ہیں یہ بات صحیح طور سے دریافت ہونا مشکل ہے کہ نمرود نے خاص اس مقام کو کس غرض سے بنایا تھا جو لوگ اسے کوئی بتخانہ قدیم خیال کرتے ہیں وہ اسبات پر بہت کم ملتفت ہوئے ہیں کہ خاص بیر نمرود میں سے کوئی پتہ بت پرستانہ مصالحہ کا نہیں ملتا ہے بہرحال یہ امر کسی قدر یقین کے قابل ہے کہ یہ مقام ابتدا مختصر بتخانہ نمرود تھا اور یا یہ وہ کوئی مقام تھا جہاں سے حضرت ابراہیم کی ایذا رسانی پر نمرود اور اسکے سرداروں نے بڑی کافرنعمتی اور قساوت قلبی سے کمر باندھی تھی

ابتدا کی گئی تہی - گویا یہ وہ مکان تہا کہ نمرود نے حضرت ابراہیم کو ایذا رسانی کے واسطے اسکو
ایک خاص جگہہ مقرر کر دیا تہا - مگر اسکا بہت سا حصہ بخت نصر کی عہد حکومت میں منہدم ہوگیا
اور بعض مورخین کی رائے میں یہ عمارت اسقدر وسیع رقبہ پہ بنائی گئی تہی کہ جیسے تمام بابل
کا بتخانہ نہایت اہتمام سے تعمیر کیا تہا اور اسپر کبہی اسکی بہت سی اراضی افتادہ رہگئی تہی - مگر یہ ایک
عجیب امر ہے کہ اسکی آتش زدگی کا نشان جسقدر ایک سیاح کو نظر آتا ہے بمقابلہ بابل کے مندر کے
بہت خفیف ہے - بہر حال اس آتش عالم افروز کی پورے طور سے موثر ہو جانے اور بسبب
زمانہ ہائے دراز گذر جانے کے لعل کے مندر کے موجودہ سامان میں سے جسپر قہر الٰہی نازل
ہو چکا ہے نہ اس حصہ میں سے جسے آگ نے جلا دیا ہے اور نہ اندرونی حصہ سے کوئی قطعہ
اپنے کام میں لا سکتا ہے اور نہ آجتک کسی انسان نے اسکے مصالحہ سے کوئی عمارت اسوقت
تک بنائی - بابل کا گنبد لعل کے مندر کے بعد گویا پہلی شہادت انسانی انتشار اور تفرقہ کی بابت
ہے وہ عجیب صنعتکاری انسان جسنے گنبد مذکور حال کی نسلوں کی سامنے اسبات کی گواہی
دے رہا ہے کہ اسکی موجودہ حالت اسلئے ہے کہ وہ ہمیشہ پامال اور برباد رہیگا -
اس تمام عبرتناک منظر بربادی میں تمام عمارات شہر کے کہنڈروں کا ایک عظیم ترین مجموعہ ابتداً
کسی ناظر سیاح کے پیش نظر ہوتا ہے جو ہیبتناک ہیبت کے ساتہ بہت دور تک سرزمین بابل
کو گہیرے ہوئے ہے - یہ سب کہنڈر جو بالکل ناقابل ضرورت اور ایک سخت اندوہناک تصویر
کا ایک عجیب خاکا ہیں جو نہایت عبرتناک طور سے انسان کی نگاہ کے سامنے آتے ہیں گویا
یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی پہاڑ پر سے ایک بڑی عمارت کو دور تک بلند کر سطح زمین پر اوندہا دیا گیا
مذکورہ کہنڈرات اپنی اطراف کے پست و بلند ٹیکروں اور متحجر ٹیلوں کے ساتہ کسی جگہہ مٹی کے
انبار کی صورت میں اور کہیں اپنی قدیمی بنیادوں کی ساتہ سلسلہ وار پہیلے ہوئے ہیں اور اگرچہ
بیشمار صدیاں ابتک گذر چکی ہیں اور نا معلوم انکا سلسلہ گذرتا چلا جاتا ہے بالخصوص بنی
عباس کے عہد فرمانروائی سے بہ استثنا آتشزدہ عمارت کے اس تمام مجموعہ بربادی یعنے تمام
آبادی بابل کے قریب صد وہی کہنڈروں میں سے بغیر کسی قسم کے روک ٹوک بیشمار اینٹیں
اور مصالحہ نکالکر دیسی باشندے لیگئے ہیں تاہم یہ امر گذشتہ مورخین کے سفرناموں سے ظاہر ہے
کہ انمیں اسقدر سامان عمارت موجود ہے اور اتنا ذخیرہ چونہ اینٹ پتہران اور مختلف سامان
تعمیر کا ان سنگستانی ٹیکروں اور پست و بلند مٹی کے ٹیلوں میں مدفون ہیں کہ اگر ضرورت ہو تو ایک

عظیم الشان اور وسیع الرقبہ شہر کی تعمیر اور ترمیم کے واسطے بخوبی کافی ہو جائے گا۔

## محلات شاہی اور میروڈیخ کی بربادی

ناظرین کتاب ہذا تمام شہر بابل کے آثار قدیمہ کے حالات میں سے جسکو بغور پڑھ سکتے ہیں وہ میروڈیخ کے اصلی حالات ہیں کیونکہ انکی بابت قدیم مورخین نے کوئی اس قسم کی تحقیق ہی کتابوں میں نہیں لکھی ہے جس پر زیادہ یقین کامل اطمینان سے بہرحال ان تمام تواریخ کا لب لباب یہ ہے کہ میروڈیخ اصل میں کسی عمارت کا نام نہیں تھا بلکہ یہ لفظ بابل کے کسی خاص اوصاف رکھنے والوں بادشاہوں یا شہزادوں کے خطاب یا لقب کے معنوں میں مستعمل ہوا کیا تھا انکا حال توریت مقدس میں بھی اختصاراً موجود ہے اس قسم کے خطاب رکھنے والوں کی تعداد سیکڑوں میں محدود ہے یہاں صرف دو شاہزادوں کی مختصر کیفیت لکھی جاتی ہے جو اس نام کے قابل سمجھے گئے تھے یا جنکو یہ خطاب سلطنت ملک کی طرف سے ملگیا تھا انہیں سے ایک میروڈیخ بلاّدان کے نام سے مشہور ہو گیا تھا یہ شاہ بابل کا فرزند تھا۔ اس شاہزادہ کی دست اختیار میں سلطنت کے اکثر انتظامی صیغے تھے اور ملک کے بہت سے کاروبار کا انجام دینا اسکی تفویض تھا۔ اور دوسرا میروڈیخ اس سے پہلے گذرا ہے یہ اہل بابل میں شیطان میروڈیخ کے لقب سے مشہور تھا ان قرائن سے جو انکی خدمات کی نہایت قابل قدر نتیجوں سے تعلق رکھتی ہیں اس لفظ کے معنے محض سلطنت کے ثابت ہوتے ہیں۔ بہرحال شیطان میروڈیخ حضرت یرمیاہ پیغمبر کے زمانہ میں پیدا ہوا تھا اور عرصہ تک انکے بعد بھی زندہ رہا تھا۔ بعل کے مندر کی تعمیر بعض مورخین کے نزدیک میروڈیخ اول کے اہتمام سے ہوئی تھی اور بعض مورخ یہ بھی کہتے ہیں کہ بعل پرستش بھی اسی بادشاہ نے اول اول اختیار کی تھی ان دونوں کی اکثر تعمیرات اور مکانات اور بھی شہر بابل میں موجود ہیں جنکا پورا سلسلہ میروڈیخ ہی کے نام سے اہل بابل میں پکارا جاتا تھا اس تمام سلسلہ تعمیرات مذکورہ میں اس شہزادہ یعنی شیطان میروڈیخ کا خاص بود و باش کا محل ایک زمانہ اسکی اجازت سے بموجب حضرت ارمیا پیغمبر کا قیامگاہ تھا گو یہ بات ان تواریخ سے صاف طور سے نہیں ثابت ہوتی کہ ان پیغمبر عالیمقام کی خاص وجہ اس محل میں قیام کرنے کی کیا تھی۔ پھر بھی ایک تعجب کا امر ہے کہ ایسے جہان کفر یا ایک کفرستان عام میں یہ کسطرح ممکن ہوا کہ محل مذکور کا نام اس زمانہ میں پیغمبر کے محل کے نام سے مشہور ہو گیا تھا۔ یہ بھی یقین کیا گیا ہے کہ اس محل میں حضرت یرمیاہ کی عہد نبوت میں خدائے واحد کی پرستش ہوتی تھی اور جو لوگ نبیوں پر

ایمان رکھتے اور خدائے وحدہ لاشریک کے وجود کے قائل تھے وہ اکثر اِس عظیم الشان ایوان میں فراہم ہوتے تھے اور گو یہ نیک نہاد لوگ بت پرستان بابل اور کافرین کالدیا کے ہاتھ سے نہایت شدید ایذائیں اُٹھاتے تھے اور نہایت خدا ناشناس و کافر باشندگان اسیریا نے ظلم و سفاکی اور ایذا رسانی کا کوئی دقیقہ نہ اُٹھا رکھا تھا مگر انکی خدا پرستی اور اشاعت مذہب حق اور کتب سماوی کی تحریک میں کوئی فرق نہیں آتا تھا۔

بعض مورخین کے نزدیک ایک زمانہ میں اِن خدا پرستوں یا کتب سماوی کی قائلین کے اِسقدر کثرت بابل میں ہو گئی تہی کہ خود بادشاہ اور حکام سلطنت بابل انکی قوت۔ اور حالت مقبولیت عام سے گھبرا گئے تھے اور اِس مسلسل اندیشے اور خوف سے ان خدا پرستوں کے واسطے یہ انجام ہوا کہ تھوڑے عرصہ کے بعد اِن ظالم بابلیوں نے اِس خاص محل میں اکثر انبیاء بنی اسرائیل کو شہید کیا اور بے انتہا خدا پرستوں کا خون بہایا اور انکی زندگی اور انکی نسلیں ہمیشہ کے واسطے کثیر تعداد میں تلف کر دیں اور کچھ زمانہ کے بعد پھر یہ مقام بھی بیلس کے مندر کے مقابل میں ایک مستقل پرستشگاہ کفار کالدیا کا ہو گیا۔ یہ ایک حسرتناک امر ہے کہ جس مقام کو ایک ایسے شخص نے جو نہایت سخت کریہہ لقب یعنے شیطان میرو ڈیچ کے نام سے مشہور کیا گیا ہے تعمیر کیا گیا اور اسمیں اسنے اپنی بود و باش اختیار کی تہی وہ ایک زبردست پیغمبر بنی اسرائیل حضرت یرمیا کی قیام اور نام سے ابتدا منزین اور مشہور ہوا اور آخر تک مشہور رہا اور دوسرا بت پرستوں کا معبد اسی کے قریب زمانہ سے قرار پایا جسنے صدہا بندگان الٰہی کو برباد کر دیا اِن دو لو مکانوں کی بابت جو شاہی تعمیرات یا بادشاہوں کی قیامگاہ کے واسطے بھی مختص تہی بوجہ انکے فطرتی کفر او عجیب مکروہ ضلالت کے یہ یقین ہو سکتا ہے اور اسکے علاوہ کل شاہی مکانات کی نسبت یہ یقین کلیتہً پیدا ہوتا ہے کہ بوجہہ اِس ظلم اور جبر کے جو بنی اسرائیل کے حال پر اُن بادشاہوں نے کیا تہا یہ مکانات قہر الٰہی کے واسطے زیادہ منتخب ہو گئے تھے بہرحال یہ بات ظاہر ہے کہ دوسرا مکان بھی جو ابول میرو ڈیچ یا شیطان میرو ڈیچ کا تعمیر کردہ تہا اور جسمیں حضرت یرمیا کی بود و باش شاید کسی زمانہ تک ہونیکا بعض تواریخ سے جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے پتا چلتا ہے نہایت مستحکم اور ہر طرح سامان آرایش سے آراستہ اور دنیوی زیب و زینت سے معمور تہا بیحد سونا اسمیں صرف کیا گیا تہا اِسکی دیواریں طلائی پتہروں اور چاندی اور جواہرات کے نصب ہونیسے اِس امر کو انسانی نگاہ کے سامنے پیش کرتی نہیں کہ اہل بابل کی ثروت اور تمول اور انکی صناعی اور ہنرمندی جو آخر میں قہر الٰہی کے زیر فرمان گئی تہی اپنے عہد

ہیں لاثانی تہی مگر عنقریب یہ زیب وزینت بالکل بربادی سے تبدیل ہوگئی اور جہاں نازنینان دیتز اور غلامان زرین کمر کا جمگہٹا رہتا تہا وہ برباد ہوکر ایسا ویران ہوگیا کہ مورخین نے اسکی اصل عمارت کا نشان ۱۴ صدی میں بالکل نہیں پایا تہا اور سوائے ملبے کے ڈہیر اور سنگستانی ٹہیکروں کے وہاں کچہ بہی نظر نہیں آتا تہا اسکے قریب ہی ایوان ماکلوب واقع تہا جسکی نسبت بیان ہے کہ نمرود اول کی نشستگاہ اور عیش منزل مدتوں تک یہ محل رہا تہا اس مکان کی وسعت اسقدر بیان کیجاتی ہے کہ جسقدر سیاح بابل کی خرابات اور کہنڈروں کی سیر و سیاحت کے واسطے گئے ہیں انہوں نے ماکلوب کو شہر بابل کے نہایت اعلے درجہ کی عمارات شاہی اور وسیع محلات شہنشاہان بابل میں شمار کیا ہے۔

بعض مورخین قدیم کی رائے ہے کہ محل مذکور عہد نمرود اول میں تمام عمارات شاہی سے زیادہ وسیع اور بارونق سمجہا جاتا تہا یہ محل بابل والوں کی نہایت آراستہ بتخانہ کی مساوی آراستہ اور مزین کیا گیا تہا اور خیال کیا جاتا ہے کہ کرور روپیہ کا سامان اور نہایت بیش قیمت اسباب آرایش اسمیں فراہم کیا گیا تہا۔

بعض مورخین قدیم اس بات پر حجت اور بحث کرتے ہیں کہ موجودہ سنگستانی ٹہیکر ان دونوں محلات مذکورہ سلطنت یعنے یا تو میرو ڈیچ یا ماکلوب کے ملبے یا کہنڈروں پر سلسلہ وار گذرنے اور عمارت منہدم ہوتی رہنے سے فراہم ہوگیا ہے مگر ہولناک اور عظیم الشان بربادی اور پامالی نے اسبات کی تمیز کو مشکل سے قایم رکہا ہے کہ ان دونوں میں سے کونسا محل میرو ڈیچ یا ماکلوب ہے کیونکہ انمیں سے ایک بالکل مسمار و منہدم ہوکر پامال اور بے نام و نشان ہوگیا ہے اور دوسرا چند مقامات سے منہدم ہوکر پامال یا بے نشان اور معدوم ہوجانے کے قریب پہنچگیا ہے بابل کے یہ دونو ایوان رفیع البنیان سلطنت نہایت مستحکم اور مضبوط اصول اور اسلوب پر بنائے گئے تہے اور اسمیں سب سے وسیع اور بڑے محل کی گرد تین دیواریں محیط تہیں اور جسوقت دفعتہً ڈیلی ٹس نے شہر پر قبضہ کیا ہے اسنے نہایت قہر و غلبہ کے ساتہ ان محلات شاہی میں سے ایک پر تسلط کر لیا اور اپنی خونخوار اور سفاک اور قیامت کی زبردست اور بیرحم فوج جسکی تعداد دس ہزار کی قریب تہی اسمیں ٹہرائی تہی مگر دوسری محل پر وہ قابض نہو سکا تہا اسکا سامان عمارت اور استحکام مشین گن کی گولی کے تین سو برس بعد تک اسی حالت پر موجود تہا انہیں سے محل اعظم کی مضبوطی اور استحکام کی حالت چہوٹے محل کے مساوی تہی جسنے انہدام اور بربادی سے مدت دراز تک اپنے کو محفوظ اور مامون

رکھا تھا۔ اور گو مختلف پیشین حملہ آوران ایران و یونان دیار تھیا والوں کی سلسلہ وار طور پر عرصہ دراز
رہیں مگر اس محل کی صورت میں کوئی انقلاب عظیم نہیں ہوا تھا۔ اسوقت اسکی جسقدر بلند دیواریں
بنی ہوئی تھیں اور جنہیں اس محل کی اصل خوبصورتی پوشیدہ تھی اسکے آثار تعمیر کسی سیاح کی نظر سے
بخوبی گذر سکتی ہیں اور ماکلوب کے قدم بقدم مع اپنے دیگر کمروں اور صحنچیوں اور دالانوں اور
تفریح گاہوں کی انسان کو اپنی برباد شدہ حالت کا منظر دکھا رہے ہیں اور علی ہذا مبرو ڈیح کا
تمام بھی اسکی عمارت پامال شدہ اور بربادی یافتہ اور اسکی آثار منہدمہ کے آنکھوں کے سامنے آنے
کے وقت اچھی طرح کسی ناظر سیاح کو دریافت ہوجاتا ہے۔ محل ماکلوب کی آراستگی اور زیب و زینت
اور وسعت اور عرض و طول کی نسبت اکثر مورخین نے اپنی قدیم کتابوں میں تفصیلاً تحقیقات لکھی
ہے اس محل کا احاطہ کہ اسوقت تک موجود ہے اور جو سترہوین صدی عیسوی میں بڑی احتیاط
اور اہتمام سے پیمایش کیا گیا تھا تو اسکی مقدار ایک میل تک دریافت ہوئی ہے اور علی ہذا اسکی بلندی
کی نسبت مورخین مذکور نے لکھا ہے کہ جب اسکا اندازہ کیا گیا تو ایکسو چالیس فیٹ تک یہ بلندی
تھی مگر موجودہ حالت میں اسمیں کوئی بھی عمارت نہیں ہے وہ اسوقت ایک نہایت عبرتناک منظر
اور ایک الم انگیز اور اندوہ خیز مٹی کا ایک انبار ہے اور یہانتک بربادی اور معدومی نے اسپر
تصرف کیا ہے کہ اسکی عمارت کی بابت یہ اندازہ اور تمیز مشکل ہے ہوسکتی ہے کہ اس نہایت نفیس
اور عالیشان محل میں کونسی تعمیر کس مقام پر واقع تھی اسکے کمروں۔ گذرگاہوں چبوتروں اور
دالانوں کا وجود جو مختلف اطراف ایوان مذکور میں واقع تھا اور اسکے علاوہ تعمیرات کا تمام سامان
اور مصالح ایک قدرتی شدید تحریک کی ذریعہ پامال اور برباد ہورہا ہے اگر نظر تحقیق سے دیکھا
جائے تو یہ تمام محل جو بالکل ایک کھنڈر یا ایک ہولناک کھیڑے کے مشابہ ہے وحشی درندوں کا
نشیمن اور مسکن ہے اور اسمیں بیشمار صدیوں سے طرح طرح کے حشرات الارض بود و باش رکھتے
ہیں جنگلی جانوران برباد شدہ عمارتوں اور مکانوں میں بیٹھتے اور چلاتے پھرتے ہیں اور بڑے
بڑے موذی اژدہے جنکی غذا اکثر جسم کا سرے اور بھیڑیں اور بکریاں ہوتی ہیں اور طرح طرح
کے زہریلے سانپ ان مقامات میں جو کسی زمانہ میں آراستگی اور زیب و زینت میں لاثانی اور عجیب
شوکت محلات دنیا سمجھی جاتی تھی بیٹھتے اور قلابازیاں کھاتے نظر آتے ہیں اور بسبب مسلسل انقلاب
یا تغیرات موسم کے ان ٹیلوں کی حالت عجیب قسم کی ہوگئی ہے ہر طرف برسات کے باعث
بڑی بڑی دڑاریں پڑگئی ہیں جو بطور نالوں اور چشموں کی صورت میں ایک دوسرے سے ملے ہوئے

یہ خیال کیا جاتا ہے کہ بارش کے ایک کثیر زمانہ تک اپنے وقت بے وقت ظہور پذیر ہونے کی باعث اِن دراڑوں میں وسعت پیدا ہو کر ایسی صورت اِس قسم کی ہو گئی ہے جسنے عمارت کی اصل حالت باقیماندہ کو بالکل مسخ اور متبدل کر دیا ہے اِن تمام مٹی کے ٹھیکروں اور اِن سنگستانی ٹیلوں اور پامال شدہ عمارت قدیم کی باقیماندہ آثار میں مختلف اطراف سے بعض اوقات انکی بعض مقامات میں آمد و رفت رہتی ہے اِن کھنڈروں کی اکثر اطراف میں بارش کی وجہ سے بڑے بڑے گڑھے پڑ گئے ہیں جو عجیب وحشت اور عسرت طاری ہونے سے ایک سیاح کے دل و دماغ کو بیخود کر دیتے ہیں یا محل[1] ماکلوب کے منظر پر اگر کسی سیاح کی نظر پڑتی ہے جسمیں مشہور یوسی فرشاہ بابل مع اُن لوگوں کے جو اُسکے دلی رفیق اور نیز اپنے دیوتاؤں کی مورتوں کے ساتھ مقیم تہا اِن بتوں کا نام بھی دیگر بتوں کے نام سے جُدا گانہ تہا مورخین قدیم نے اِس لفظ کا ترجمہ جو یوسی فر کے بتوں کے واسطے استعمال ہوتا تہا تیار گان الوہیت کیا ہے تو وہ اُسکی بنیاد ابتدائی اور نہایت جبر تناک زیب و زینت اور آرایش کا خیال اور اندازہ کر کے یہ سمجھ سکتا ہے کہ ایسے مستحکم عمارتیں اور ایسے وسیع اور رفیع البنیان ایوان جنہیں بیحد آرایش اور سرسبزی اور خوشحالی کسی زمانہ میں سایہ گستر تھی اِسوقت صرف قہر الٰہی کے باعث کس عبرتناک حال میں ٹکڑے ٹکڑے اور ویران اور سنسان محل دکھائی دیتے ہیں اور اُنکے ملاحظہ سے جسقدر اندوہ اور فسردگی پیدا ہوتی ہے وہ ایسے ویران منظر کی یادگار اُسکی نگاہ میں مدت تک قایم رکھہ سکتی ہے

کپتان میگنان اِن منہدمہ عمارتوں اور برباد شدہ ایوانوں اور عبرتناک کھنڈروں کے کھلے ہوئے پتھروں اور اینٹوں اور اُنکے جلے ہوئے مصالحہ کی حالت کو ذکر کرتے ہوئے اپنے سفرنامہ میں لکھتا ہے کہ جب یہ مقامات اور اُنکے یہ حالات میری نظر سے گذرے تو مجھے بموجب فطرت انسانی اُس زمانہ کے تصور نے گھیر لیا جبکہ اِن مکانات کی دیواریں اپنی اصل حالت پر استادہ اور قایم تہیں اور جب کہ اُنکے کمرے اور برآمدے اور دالان طرح طرح کے آرایشوں اور زیب و زینت سے انسانی دل و دماغ کو تفریح اور ایک عجیب مسرت بخش تہیں اور تیرہ زمانہ کہ اِس عمارت کے دائرہ اور احاطہ میں اُسکی ساکنین اور مغرور باشندوں کی حاکمانہ صدائیں گونجتی تہیں جنہیں نہایت ہی

[1] اکثر محققین مورخین ماکلوب ہی کو بیچ لاتب کہتے ہیں اِس عمارت کا مفصل حال سر رابرٹ پورٹر کے سفرنامہ دار میں مرقوم ہے بابل پر جو حد سے متجاوز تہا ظہور قدرت الٰہی ان عمارات بابل کی نسبت یاد دلا کر دوا اور شہرت ان برباد شدہ عمارتوں سے بخوبی باقی رہی ہے جس سے یہ امر دریافت ہو سکتا ہے کہ زینت اور عمارتوں آکی استحکام کی کیا حالت تہی [illegible]

ہیں جنہیں دست مرگ نے پہلوئے زمین میں مدت دراز سے لوریاں دیکر سلا دیا ہے۔
وہ نشستگاہیں جو ایک زمانہ میں تمول اور دولت وجاہ کا مخزن تھیں اب بربادی اور پامالی اور تباہی کی نذر ہو رہی ہیں اور اسوقت وہ سب خدائے برتر کے قہر و جلال کے اثر کا ایک نہایت ہی ہولناک اور عبرت انگیز منظر پیش نظر کر رہی ہیں وہ اب بالکل سنسان اور انسانی بود و باش اور اسکی تفریح کے سامانوں سے بالکل خالی ہیں اور جب ان حالتوں پر غور کیا جاتا ہے تو توریت کی اس پیشین گوئی کی کامل تصدیق ہوتی ہے کہ تیری حشمت و شوکت قبرستانوں میں دفن ہو جائے گی اور تیری جھنگ رباب کے ترانے جھینگروں اور وحشی جانوروں کی آواز سے بدل جائینگے اور کیڑے مکوڑے انہیں اپنا مسکن بنائینگے اور تیرے اندر اور باہر صرف کیڑے مکوڑوں کا دور دورہ ہوگا۔

مقام مجولایپ کے اکثر مقامات میں بیشمار سوراخ اور گڑھے اسوقت دیکھے جاتے ہیں جنمیں سے بعض تو تغیرات موسم یعنے بارش اپنے مواقع پر صدیوں تک مسلسل جاری رہنے سے ان عمارتوں میں پڑ گئے ہیں مگر اسکے علاوہ بہت سے غار اور گڑھے یہاں کی حکومت حال کے زمانہ میں صرف خزانہ کی تلاش کے باعث اس پامال شدہ جگہ پر اکثر مقامات میں صرف خزانہ کی تلاش اور تحقیقات ڈالے گئے ہیں کیونکہ اکثر دیسی اشخاص سے یہ اطلاع اس مقام کے حکام ملکی کو پہونچائی تھی کہ یہاں زمانہ قدیم کا نہایت عظیم الشان خزانہ مدفون اور محفوظ ہے لہذا اس شہر میں متعدد جگہوں کو نہایت عمیق کھودا گیا ہے اور پھر اسکو یونہی صورت میں چھوڑ دیا گیا ہے بہرحال بظاہر اگرچہ یہ ٹیلہ ایک سنگی سلسلہ ٹیکروں کے معلوم ہوتے ہیں لیکن دراصل انمیں ہزارہا سوراخ اور گڑھے زنبور کے چھتے کی طرح ہر طرف دیکھی جاتی ہیں مجولایپ کے قریب اس مقام پر کہ جہاں ہنگڈن معلق باغات دنیا کی دلفریبی کے لیے بنی ہوئی تھیں اور جو محل شاہی کی دیواروں کے قریب واقع تھے کسی سیاح کی نظر سے جسقدر کھنڈر اور خرابے اور ویران مقامات گذرتے ہیں وہ اسقدر بے نام و نشان اور ویران اور بالکل مٹی کا ڈھیر نظر آتی ہیں کہ جسکے دیکھنے سے ہر شخص کو یہ خیال سرسری طور سے پیدا ہوسکتا ہے کہ بوجہ قریبی زمانہ کے کسی خاص وجہ کے انکی حالت اصلی عمدہ تقریباً نیست و نابود کر دی گئی ہے سب سے زیادہ جس وجہ کو اس عمارت کے مجموعہ کی حالت اصلی کے تبدیل ہو جانے کی نسبت یقینی سمجھا جاتا ہے وہ مورخین عیسائی کے نزدیک دیسی باشندوں کا ایک عرصہ دراز تک یہاں سے انہیں کھود کر نکالنا ہے جو پچاس پچاس فیٹ تک زمین کو کھود کر بہا نشت یا اینٹیں نکالتے رہے ہیں۔

# بابل کے گلشن آویزاں یا معلق باغ

سرزمین بابل کے یہ نہایت دلفریب باغ دنیا کے عجائب میں انسانی مصنوعات میں قرار دیئے گئے تھے اور انکی صنعت وساخت اور انکی سرسبزی اور شادابی اور خوش فضائی اور دلفریبی کی نسبت مورخین قدیم نے اپنی تاریخوں میں نہایت تفصیل سے ذکر کیا ہے ہیروڈوٹس لکھتا ہے کہ جس پیمانے پر ان باغوں کو انسان کے پیش نظر رکھا گیا تھا وہ کچھ اس قسم کی پیچیدہ اور فن تعمیر کی باریک رموز سے مملو ہے انسانی فہم اسکو آسانی سے دریافت نہیں کر سکتا محل شاہی سے لیکر بیلیس کے مندر کے متصل جسکا فاصلہ آٹھ میل کے قریب تھا ان باغوں کا سلسلہ قائم کیا گیا تھا۔ بعض کی رائے میں اس باغ کے درخت اس طرح لگائے تھے جنکی شاخیں نیچے کی طرف تھیں شاید یہ روایت صحیح نہو مگر اسمیں شک نہیں ہے کہ ان باغوں کی صنعتکاری ایسی دلفریب تھی جو ایک طلسماتی نمونہ انسان کی نگاہوں کے سامنے پیش کرتی تھی

ایک مورخ لکھتا ہے کہ ان گلزاروں اور چمنوں کی سرسبز و شاداب اور آراستہ رکھنے کیواسطے ۴ ہزار باغبان ہمیشہ سلطنت کیطرف سے ملازم و مامور رہتے تھے بڑے بڑے پیلپایوں پر جنکا دور اور محیط پانسو گز سے کم نہ تھا اور جنکی دو ہزار سے زیادہ آہنی اسلیپر اور مختلف قسم کے مضبوط لکڑی کے ٹکڑے بچھا کر انپر مٹی ڈالی گئی تھی اور انکو اس خوبی کے ساتھ بنایا گیا تھا کہ درختوں اور چھوٹے بڑے پودوں کو اپنی اصلی نمود اور سرسبزی میں کوئی دقت نہیں واقع ہوتی تھی ان پیلپایوں اور متعدد برجوں کو قایم کرکے انمیں اس طرح مختلف درجے اور منظر بنائے گئے تھے جہاں خاص خاص اوقات میں سیر و تفریح اور نظارہ اور گلگشت کے واسطے ہزارہا آدمی زن و مرد آمد و رفت رکھتے تھے خصوصاً زوال آفتاب کے بعد سے آدمیوں کا ایک دریا ان باغوں کی تفریح اور سیر کی غرض سے دور تک لہراتا نظر آتا تھا جنمیں بہ نسبت مردوں کے ہزارہا پری رخسار مہر طلعت اور درجے کی عورتیں زیادہ نظر آتی تھیں۔ درختوں کے نصب کرنے میں ایک عجیب صنعت اور کاریگری خرچ کیگئی تھی کہ پیلپایوں اور متعدد برجوں کے ذریعے ان کے سلسلے کو درجہ وار قایم کر دیا گیا تھا۔

مسٹر رچ اپنے سفرنامے میں لکھتے ہیں کہ یہ معلق باغات نمرود نے ابتدا میں اپنی سیر و تفریح کے واسطے بنوائے تھے اور اسکی زمانہ میں انکی وسعت بہت زیادہ تھی ایک یونانی مورخ کی تحقیق میں ان برجوں اور پیلپایوں کا فاصلہ ایک برج سے دوسرے برج تک پانسو گز تھا اور اتنے فاصلے

ہیں باغ کا جسقدر حصہ ہوتا وہ دیگر قطعات سے زیادہ خوشنما اور اپنی سرسبزی اور طراوت میں لاثانی و دلفریبی رکھتا تھا بعض کا خیال ہے کہ جس پیمانہ پر یہ باغ بنائے گئے تھے اگرچہ وہ برجوں اور گول بیلپایوں کے سہارے پر تعمیر ہوئے تھے تاہم بڑے بڑے آہنی شہتیروں کے ذریعہ ان درختوں کی نشو نما کی گئی تھی وسیع روشیں جنہیں سونے اور چاندی کے ٹکڑوں اور اکثر جواہرات کے ریزے بجائے سنگریزوں اور کنکریوں کے بچھا دئے گئے تھے آفتاب کی روشنی یا رات کو چاندنی میں اپنی چمک سے عجیب بہار دیتے تھے۔ اسکے وسط میں ایک نہایت پرتکلف ایوان ایسی شان و شوکت اور طرز و طریقہ پر بنا ہوا تھا جسکی صناعی اور تعمیر کی خوبی بڑے اعلے درجہ کی انجنیر اور ماہر فن تعمیر ہی بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔

اکثر گرم موسموں میں ملک کی گرمی زیادہ ہوتی تھی! اسلئے بادشاہ بابل اس ایوان میں گرمیوں بھر اپنا قیام رکھتا تھا اور صدہا حسینان خورشید جمال اور پری پیکران ماہ تمثال اور غلامان صبح رخسار اور جوانان خنجر گذار اسکی خدمت میں مصروف رہتے تھے جس زمانہ میں زہرہ ستارے کی خاص پرستش کا تیوہار آتا تھا تو ان باغوں کی زیب و زینت اور آرایش بمقابلہ دیگر روزہائے سال کے دوبالا کردی جاتی تھی۔ تمام درختوں میں سونے اور چاندی کی گیندیں لٹکائی جاتی تھیں یا طلائی و نقرئی حباب آویزاں ہوتی تھی اور ایک عجیب طریقہ علم جرثقیل سے دریائے فرات سے ایک نہایت وسیع نہر ان تمام باغوں کی پیڑیوں اور روشوں کے کنارے کنارے دوڑائی گئی تھی جسکی پانی کی صفائی اور لطافت پر رات کے وقت چاندنی میں چاندی کے چھاؤ کا شبہ ہوتا تھا اور جسکے نظارہ سے انسانی ہستی کو ایک کثیر ذخیرہ حیرت اور دلفریبی کا حاصل ہوتا تھا۔ اس نہر کے کنارے پر طلائی منڈیریں قائم کی تھیں اور نہر کے اندر سطح میں جواہرات سے پچی کاری سنگ موسے وغیرہ کی گئی تھی جو نہایت صاف و شفاف پانی کے اندر سے کسی سیاح کو عجیب لطف دکھاتی تھی اور رنگ برنگ کی مچھلیاں بھی تیرتی ہوئی انسانی دل و دماغ کو نہایت تفریح بخشتی تھیں

خاص خاص اوقات خصوصًا زہرہ کی پرستش کے زمانہ میں رقص و سرود اور عیش و طرب کا سامان جسقدر فراہم ہو سکتا تھا وہ ان باغوں میں موجود کیا جاتا تھا اور خود بادشاہ اور تمام سرداران سلطنت اور امرائے حکومت اور عمائد شہر اور عام اشخاص جنہیں عورتیں بچے مرد اور ضعیف جوان و رذیل و شریف سبھی ہوتے تھے اس زمانہ میں ایک عجیب دین و دنیا فراموشی عیش و عشرت میں مصروف مشغول ہوتے تھے۔ اور دنیا کی مسرت کی انتہائی حالت کا نظارہ اسوقت نہایت تکمیل کے ساتھ کسی

ناظر سیاح کے پیش نظر ہوتا تہا ہر طرف ہنگامہ ناے و نوش برپا اور ہر سو جلسہ عیش و نشاط مہیا۔ کہیں بربط و چنگ اور کسی جا عود و طنبور کہیں عشق و عاشقی کے افسانے اور کسی جگہ محبت اور راز و نیاز کے ترانے کہیں مجلس شاہد بازی گرم اور کسی مقام پر صحبت رندان بے شرم غرضکہ یہ زمانہ اہل بابل کی زندگی لہو و لعب کے لیے عجیب بیحیائی اور خود فراموشی کا زمانہ ہوتا تہا۔ اور اس زمانہ میں جسقدر آرایش اور زیب و زینت ان باغوں کی ہوتی تہی اس سے یہ امر ظاہر ہوتا تہا کہ دنیا میں اہل بابل کے سوا کسی اور مقام میں دولت و مال کا وجود نہیں رہا ہے۔ نہایت زرکار اور مرصع لباس اور زرق برق پوشاکیں ان زنان آزاد مشرب و شوخ و شنگ اور پری پیکر اور فسون فریب زیادہ دلفریب ہوجانے کے واسطے اس زمانہ میں ایک خاصیت دکہاتا تہا۔ زیادہ تر ایسا قیمتی لباس محلات شاہی کی فرمایشوں سے خاص اس تیوہار کے ہنگامہ عیش و عشرت کے واسطے مہینوں پہلے تیار ہوتا تہا جنمیں لاکہوں روپے صرف ہوجاتے تہے اور بعد اس تیوہار کے ختم ہونے کے یہ سب لباس مع دیگر سامانوں کے زہرہ کے پوجاریوں کو دیدیا جاتا تہا جس مقام پر ایوان شاہی کے قریب اس باغ میں ہیکل زہرہ (زہرہ کی مورت) رکہی ہوی تہی زناکاری اور بیحد فسق و فجور کا بازار گرم ہوتا تہا اور بیحیائی اور شہوت پرستی کے تمام سامان و اسباب جو حد درجہ تک انسان کو اپنی خودی سے فراموش کردیتے ہیں اہل بابل اس موسم میں فراہم کیا کرتے تہے اس زمانہ میں خوشی اور مسرت اور طرب و نشاط کا مشغلہ عام ہوتا تہا اور ایک شدید حکم بادشاہی کے بموجب اس روز رنج و غم کی کوئی رسم ضرورت پر نہونے پاتی تہی اور اکثر اموات جو اس زمانہ میں شہر بابل میں ہوتی تہیں انہیں عجیب طرز سے مسرت کا اظہار ہوتا تہا کہ مرنے کی روح زہرہ شاہ کی خدمت کے واسطے طلب کرلی گئی غرضکہ یہ زمانہ اسقدر اظہار مسرت و انبساط کا ہوتا تہا کہ سواے مصیبت رسیدہ گروہ بنی اسرائیل کے جو نسلاً بعد نسل بخت نصر کے زمانہ سے ایک کثیر تعداد کے ساتہ غلامی اور اسیری کے مظالم میں گرفتار تہی اور جسے حسرت اور افسوس کے ساتہ زندگی بسر کرنے کے سواے اور کوئی شغل ہی نہ تہا اور کوئی باشندہ بابل رنج و غم کا نام نہیں لیتا تہا اور نہ کسی سے سواے اس مظلوم اور گناہگار قوم کے اس روز کسی قسم کی محبت اور شفقت لیجاتی تہی اور اسکی وجہ صرف یہی تہی کہ وہ لوگ یہودی حق پرست تہے اور ایک خدا کی پرستش کرتے تہے وہ خدا جسنے نمرود جیسے متکبر اور خود پرست بادشاہ کے مقابلہ میں حضرت ابراہیم اپنے پیارے نبی کو جو بالکل تنہا تہے نہایت کامل طور سے غلبہ اور فیروزمندی عنایت

فرمائی تھی۔ یہ سب لوگ اہل بابل کے ان نہایت ذلیل اور متنفر عیش پرستی میں شریک ہو کے
مخمور رہتے تھے۔ تمام باشندگان بابل میں انکی حالت ایسی افسوسناک تھی جس سے انسانی
اختلاف حالات اور طریقہ بسر زندگی کی ایک عجیب نظیر ملتی ہے اور نیز جس سے اسبات کا کامل
ثبوت ہر ایک قابل الہامی مذہب کو حاصل ہو سکتا ہے کہ نہایت خدا فراموش اور خود غرض اور خیرہ
اہل کالدیا کسدرجہ خداے وحدہ لاشریک کی ہستی سے غافل اور اسکے قہر و غضب سے بیخوف تھے
اور انکو بھول کر بھی اسبات کا خیال نہیں آتا تھا کہ مابعد الموت اگر کوئی حالت یقینی ہے تو ہمیں
وہ کیسے نفرتناک طریقہ سے اپنی زندگی جاودانی کا ایک خوفناک درجہ اور عنوان قایم کرتے ہیں
صدیوں سے سلسلہ وار طور سے مصروف تھے اور سوائے بت پرستی اور بدکاری کے انکے لیئے
تفخر کا اور کوئی بھی ذریعہ نہ تھا انکی تمام رسمیں اور شادی و غمی کے طریقے سراسر ذلیل بت پرستی
کے بندھنوں میں جکڑے ہوے اور زہرہ کی پرستش نے انکو اسقدر بیخود کر دیا تھا کہ وہ سوا
عیش و عشرت میں مصروف رہنے اور زناکاری میں زندگی بسر کرنے اور خدا کے بنی اسرائیل
سے دشمنی کا اظہار کرنے کے اور کوئی بھی فکر اور اندیشہ نہیں رکھتے تھے ان آویزاں باغوں کو
جو قدرت کی گلکاری اور صنعت کاملہ الٰہی اور انسانی کاریگریوں کا عجیب تماشہ ایک سیاح کی پیش نظر
کرتے تھے انہوں نے شیطان پرستی اور زناکاری اور بتوں کی نہایت خبیث اور مکروہ
یادگار کے واسطے مختص کر دیا تھا مگر جیسا کہ ایسی مدہوش اور خود فراموش اور حد درجہ ذلیل
بت پرستی کا نتیجہ ہوتا ہے نہایت قلیل اور معین زمانہ میں انکو اپنے نہایت مکروہ کرتوتوں کی
سزا بخوبی ملگئی اور طرفۃ العین میں آتش قہر ربانی اور عذاب بے پناہ یزدانی سے انکے آراستہ
ایوانوں اور محلوں اور زر اندود نشستوں اور نہایت طراوت انگیز اور سرسبز باغوں اور انکی
دلفریب روشوں اور نہایت صاف اور نتھرے ہوے پانی کی نہروں اور مرصع کار شاخوں
کا نام و نشان بھی نہ رہا اور اس بربادی نے اسکو ایسا نیست و نابود اور پامال کیا کہ اب تلاش
کرنے سے بھی ان طلا کار اور دلفریب باغوں اور چمنوں کی بنیادوں کا پتا مشکل سے
ملتا ہے۔ ایک سیاح جو ۱۴ صدی عیسوی میں اس تمام عبرتناک مجموعہ ویرانی یعنی ان باغوں
کے آثار باقیماندہ دیکھنے اندازہ کے واسطے بابل کی سرزمین میں گیا تھا وہ لکھتا ہے کہ ان آویزاں
باغوں کا کوئی نشان اس تمام خطہ میں نہیں پایا جاتا ہے افسوس وہ مقام جو ایک زمانہ میں
بابل زندگی کے طرب افزا نشست و نشاط کے واسطے بطور رگ جان قرار دیا گیا تھا صرف

اہل کالدیا کی نہایت شدید نافرمانی ربانی کے باعث جہانتک نظر کام کرتی ہے ریتلی یا سنگریزہ دار مٹی کا ایک ٹیلہ دکھائی دیتا ہے مسٹر ریچ لکھتے ہیں کہ اسوقت اگر ہم ان باغوں کی بنیادوں کو تلاش کریں تو صرف ایک دو تہخانہ نما راستے ہمارے پیش نظر ہوتے ہیں جنمیں بکثرت سنگی چبوترے بنے ہوئے ہیں اور بعض قراین سے یہ خیال ہوتا ہے کہ ان آویزان باغوں کی بنیاد مذکورہ چبوتروں پر قایم تھی یہ ایک قطا ہے جو نفثت (رال) کی وارنش کیے ہوئے اینٹوں یا پتھروں سے بنائی گئی تھی اب انکو بیشمار اور بڑے بڑے پتھروں کا انبار اور ملبہ ڈھانکے ہوئے ہے مسٹر ریچ کی رائے میں بھی ایک مقام جسکے پتھروں کی بنیاد اور نہایت دلفریب بناکاری اپنی جگہ پر کسیقدر قایم ہے اس عمارت کی موجودہ حالت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دو نزدیک صدہا چبوترے درجہ بدرجہ بنے ہوئے ہیں اور انکو کثیر محرابیں سلسلہ وار گھیرے ہوئے ہیں جو ان معلق باغوں کو اپنے سر و نہر اٹھائے ہوئے تھیں اور آخر میں ان سب سے اوپر کی محرابیں اسقدر مستحکم اور بلند ہیں جنکی نسبت یہ یقین ہوسکتا تھا کہ یہ شہرپناہ کی دیوار پر برابر پہنچا دی گئی تھیں یا یہ کہ یہ محرابیں شہرپناہ کی بلندی کی مساوی بلند بنائی گئی تہیں مگر اسوقت کی حالت اس قسم کی ہے جو نہایت غم آلود اور عبرتناک ہے اور ایک فوری دفعہ میں عذاب الٰہی نے انکی خوبصورتی اور بلندی اور استحکام کو . . . . . . . . بالکل نیست و نابود کر دیا ہے اور یہ دونوں تہخانہ نما راستے بالکل پتھروں کا ایک ہیبتناک غار خیال کیئے جاسکتے ہیں۔

## بابل کی سڑکیں اور گذرگاہیں اور عام عمارتوں کی بربادی

شہر بابل میں بیشمار اور کثیر بڑے بڑے شارع عام اور گذرگاہیں باشندوں کی آسانی کیواسطے تعمیر تہیں جو خطوط متوازی کی صورت میں جو زیادہ تر ایک دوسرے کے اوپر سے گذرتی ہوئی چلی گئی تہیں اور جسقدر مکانات شہر میں تھے جو اکثر سہ منزلہ اور چہار منزلہ ان سڑکوں کے کنارے واقع تھے۔

مگر اسوقت تمام شہر بابل کے کہنڈروں میں کوئی بھی نشان انکا صاف طور سے نہیں ملتا ہے پس سوائے اسکے اور کچھ بھی ان سڑکوں کی بابت پیش نظر نہیں ہوتا ہے کہ یہ سب پامال عذاب الٰہی ہوگئی ہیں جو کوئی سیاح اس مقام کی سیاحت اور سیر کو آتا ہے تو اول اسکی نگاہ یا توجہ ان طویل ٹیلوں کے سلسلے پر پڑتی ہے جو میلوں تک دوڑتا ہوا چلا گیا ہے اور اپنے طول و عرض

پس اس تمام سرزمین شہر بابل پر اسقدر محیط ہے کہ وہ بغیر نہایت سرگرم تفحص و تلاش کے کسیطرح اسبابات کو نہیں معلوم کر سکتا ہے کہ اِس شہر میں یا اِن مسلسل ٹیلوں کے منظر میں بابلیوں کے مندر اور طلائی محلات کس جگہ تعمیر تہے اور عام تفرج گاہیں اور عیش و عشرت کے مکانات اور شاہی عدالتیں اور بنی اسرائیل کا جیلخانہ کسطرف تہا بیلس یعنے بعل کا مندر کہاں بنا ہوا تہا اور آویزاں باغوں اور شہرپناہ کی نہایت عجیب ترین عالم دیوار (شہرپناہ) اور وہ بند جو بڑی صنعت سے دریائے فرات کا زور کم کرنے کی غرض سے تعمیر ہوا تہا کس مقام پر واقع تہا اکثر مقامات پر اصلی عمارت کے جسقدر نشان موجود ہیں انکی حالت اسقدر متبدل ہوگئی ہے کہ عمارت مذکور صرف ایک ٹیلہ کی چڑہائی کا مصرف سمجھی ہے اور بعض جگہ ہزارہا غار اور جنگلی درندوں اور حشرات الارض کے مسکن اور سوراخ ہیں اور بہت سے مقامات پر کہنڈر اور گڑھے اِس قسم کے موجود ہیں جو ایک طویل زمانہ سے اینٹوں کے نکلتے رہنے سے دریائے فرات کی روانی کے دنوں میں ایک پر آب چشمہ بنجاتی ہیں۔ مجولائب کا محل اسوقت ایک سیاح کو عجیب حالت کے ساتھ نظر آتا ہے وہ ایک بلند اور نہایت لمبی چڑہائی کا نمونہ سمجھا ہے جو بعینہ ایک پہاڑ کی چڑہائی سے کم نہیں ہے اور جسپر کوئی سیاح بڑی مشکل سے قدم جما کر آمد و رفت کر سکتا ہے اور اِس ویران منظر (محل مجولائب) کے حالات کی تحقیقات یا سیر و سفر سے اسکو کوئی نتیجہ حاصل ہو سکتا ہے یہ محل اسوقت کوئی عمارت کے آثار قدیمہ کا منظر نہیں ہے بلکہ اسکے تمام کہنڈر ایک الٹے ہوئے کہیڑے کی شکل ہے۔

## بابل کے قدیمی سکے اور کتبے اور مورتیں وغیرہ

میجر ریل اپنے سفرنامہ میں عجیب مورخ کے حوالہ سے اِس عمارت کی بابت لکہتا ہے کہ یہ مقام اور بابل کے تمام کوہ نما عمارت جسے اہل عرب ماکلوب کہتے ہیں بالکل الٹی ہوئے پڑی ہی ہیں ایک واقف کار سے اِس امر کو معلوم کیا تہا جو اِس مقام پر اینٹوں کے نکالنے کے لیئے زمین کہودا تہا کہ اِن مقامات میں جہاں سے اینٹیں نکالی جاتی ہیں اکثر بڑے بڑے مستحکم دیواریں اور چند خوبصورت کمرے اور مکانات تہے مگر اسوقت وہ قطعًا ایک متفرق گڑہوں کے سلسلے میں مخفی ہیں اسکو اِس مقام سے قدیم زمانے کی مٹی کے چند برتن اور سنگ مرمر کے کئی تختے ملے تہے جنپر نہایت پرانے زمانے کے نہایت دلفریب نقاشی کا کام تہا اور آٹھ برس کا عرصہ گذرا کہ ایک پورے قد کی انسان کی سنگی مشبہہ اسکو ملی تہی جسکو اسنے اِس جگہ میں دفن کر دیا ہے۔

مورخ مذکور نے اِس مقام پر کمرہ کی ایک دیوار کے قریب گاٹے کی ایک سنگی مورت بھی دیکھی تھی اور
پھر سورج اور چاند کی مورتیں تھیں جو چینی قسم کے روغن یا نفت درال کی وارنش کی ہوئی اینٹوں سے
بنی ہوئی تھیں اور اسکے علاوہ ہنڈول کی مٹی یا سنگ جراحت کی تراشی ہوئی چند مورتیں دستیاب
ہوئی تھیں جو بالکل انسانی صورت کا نمونہ تھیں۔
اور اسکے علاوہ صدہا بت اسی قسم کے تانبے اور پیتل کے بنے ہوئے اِس ٹیلے سے اکثر دستیاب
ہوتے رہتے ہیں یہ خیال کیا گیا ہے کہ اگر چند ضروری مقامات پر زمین برباد شدہ بابل کے کھودنے
کا خاص انتظام کیا جائے تو قدیمی اشیا اور اِس قسم کی سنگی اور پنجی شبیہوں کی ایک بڑی مقدار دستیاب
ہو سکتی ہے مسٹر رابرٹ کو اپنی دوران سیاحت میں ایک بڑی مقدار قدیمی سکوں اور کانسی کے زیوروں
کی دستیاب ہوئی تھی جو اسوقت لندن کی برٹش میوزیم میں موجود ہے سترہویں صدی عیسوی میں ایک
انگریزی سیاح کو اِس ٹیلے میں سے جو آدیزان باغوں کے گرد یا انکو خود گھیرا چلا گیا ہے ایک سنگی
کشتی دستیاب ہوئی تھی جسکے گرد چاروں طرف کالدی حروف میں کوئی عبارت کندہ تھی تحقیق کرنے سے
معلوم ہوا کہ یہ کشتی بیلس کے مندر کی تھی جو اسکے پرستش کے کام آتی تھی اسکے اطراف میں بالکل
طلائی کام تھا جو مٹی اور گرد سے بالکل خراب ہو گیا تھا۔ اور پرانے زمانے کے سکے جو اِن
مقامات سے دستیاب ہوتے ہیں اُنسے یہ امر تحقیق ہوتا ہے کہ اہل بابل کا تجارتی ترقی تہذیب کے
اعتبار سے کسقدر وسیع اور مستحکم تھا کیونکہ یہ سکے مختلف قسم کے ہیں اور انکے اوزان بھی حالت میں
جداگانہ ہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حسب ضرورت انسان اِن سکوں کو مختلف اوقات میں اپنے
کام میں لاسکتا تھا۔ اشرفیاں اکثر بڑے پیمانہ کی مدور اور مربع ملی ہیں جنپر کالدی نقش ثبت ہیں
اور عالمان خطوط قدیم کے نزدیک یہ امر ثابت ہو گیا ہے کہ اِن سکوں کے نقوش میں اکثر شاہان
بابل کے نام ہوتے تھے اور بعض سکوں میں ایک جانب بیلس کی تصویر بنائی جاتی تھی اور اکثر
سکوں میں شاہان بابل کی تعریف اور انکے نام منقش اور کندہ ہوتے تھے اسکے علاوہ چاندی اور
تانبے کے سکے بھی بکثرت دستیاب ہوتے ہیں جنمیں سے ایک مورخ کا قول ہے کہ ان پر اُس
بابلی دیوتا کی تصویر ہوتی تھی جسکا نصف جسم شیر اور نصف بدن بکرے کا ہوتا تھا۔
عہد بنی عباس میں ایک ٹیلے کو جب اِس شبہ پر کھودا گیا تھا کہ یہاں بابل کا قدیم خزانہ دفن ہے
تو اگرچہ زمین کھودنے پر وہاں سے کوئی دفینہ نہیں نکلا لیکن ایک پنجی ظرف اُسمیں سے برآمد ہوا
تھا جسمیں طلائی اور نقرئی سکے بھرے ہوئے تھے اور اِس زمانہ میں یہ امر اِس دفینہ کے

نکلنے سے معلوم ہوگیا تھا کہ یہ سب سکہ جات تو ساپر بادشاہ بابل کے عہد فرمانروائی کے ہیں سر رابرٹ پورٹر اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں کہ بہ نسبت بیرنمرود یا بیلیس کے مندر اور محلات شاہی کے اطراف جہاں بوجہہ آتشزدگی کے تمام زمین شیشہ کی کان بنگئی ہے اکثر مقامات سے سنگی مورتیں اور پیتل کے بت اور طرح طرح کے قدیم زیورات اور سکے برآمد ہوے ہیں جو اکثر کانسل جرمن یا فرانس کے ہاتھ قیمت مناسب پر اسکے پانیوالوں نے فروخت کیے ہیں۔ اور یہ نہایت تحقیق امر ہے کہ دیسی باشندوں کے ایک خاص گروہ نے اس کام کو اختیار کر لیا جو بہ نسبت پشتینی پیشہ وری کے اس کام کی بدولت بہت دولتمند ہوگئے ہیں اور اگرچہ بعض مورخین کی رائے میں بیرنمرود یا وہ مقامات جو آگ کی شدید حرارت سے ایک سنگلاخ ہوگئے ہیں بہت کچھ اس غرض سے کہود دیے گئے ہیں اور وہاں سے کچھ دستیاب نہیں ہوا ہے تاہم یہ کامل یقین کیا گیا ہے کہ اس مقام کی زمین کے اندر اسوقت مال و دولت کی ایک بڑی مقدار موجود ہے۔

## شہر پناہ بابل اور اسکی بربادی کی حالت پر مورخین کی تحقیقات اور محققانہ رائے

ابتدا میں اس عجیب و غریب اور مستحکم ترین مصنوعات انسانی کی تعمیر کا کسی قدر ذکر اور اسکی تیاری و ساخت کی مختصر تفصیل سابق کے اوراق میں ہوچکی ہے مگر اب ہمیں توریت مقدس کی اس پیشینگوئی کے پہنچنے کی بابت کچھ تذکرہ کرنا ضروری ہے جو ایک ہولناک بربادی لے شہر پناہ کے لیے ہماری نگاہوں کے سامنے پیش کیا ہے حضرت اشعیا نبی علیہ السلام کی معرفت پیشینگوئی بیان ہوئی تہیں کہ بابل کی لمبی چوڑی دیواریں تمام و کمال توڑ کر خاک میں ملا دی جاوینگی اگرچہ مورخین نے اس شہر پناہ کی عرض و رفعت اور محیط کی نسبت اپنی اپنی کتابوں میں اختلاف کے ساتھ ذکر کیا ہے مگر یہ ضرور ہے کہ دیوار مذکور کی چوڑائی اور بلندی کی نسبت سب کی تحقیقات یکساں ہے اور سبکا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ اسکے بعد اسقدر عریض اور بلند کوئی شہر پناہ دنیا میں تعمیر نہیں ہوئی۔ ایک مورخ نے اسکی عرض کی بابت اپنی ذیل کی تحقیقات لکھی ہے کہ (یہ دیوار اسقدر عریض تہی کہ اسپر چھ رتھ پہلو بہ پہلو ایک وقت دوڑ سکتے تہے ایک اور قدیم مورخ لکھتا ہے کہ اسکی چوڑائی اسقدر تہی کہ

اسپر ایک چھرٹ اور چار سوار نہایت آسانی کے ساتھ دوڑتے ہوئے آمد و رفت کرسکتے تھے۔

بعض مورخ لکھتے ہیں کہ اس پیشین گوئی کے ہزار برس کے بعد تک بھی یہ دیواریں اپنی اپنی حالت پر موجود تھیں اور پھر عرصہ تک اس بربادی کی خبر کی تعمیل ہوجانے پر انکا نشان باقی رہا تھا۔ بہرحال تمام مورخین قدیم نے اس دیوار کو دنیا کی ان سات عجائبات میں شمار کیا ہے جو انسانی کاریگری میں اپنی عدیل و نظیر نہیں رکھتی ہیں ہیروڈوٹس اور اسکے علاوہ ڈائوڈورس وغیرہ مورخین اسبات پر متفق ہیں کہ یہ دیوار شہرپناہ نمرود کے عہد میں تعمیر ہوئی تھی اور اسکی تیاری میں تین لاکھ معمار اور مزدور روز کام کیا کرتا تھا اور تیس برس میں اسکی تعمیر تکمیل کو پہنچی تھی۔ اور جسقدر روپیہ اسکی تیاری میں خزانہ بابل سے لیکر صرف کیا گیا تھا۔ اسکی نسبت مورخین کا خیال ہے کہ کئی بڑے بڑے شہر اسکی مقدار کے آباد ہوسکتے تھے ایک مورخ کی رائے ہیں اس دیوار کی تیاری میں جو رقم خرچ ہوئی تھی اسکی مقدار اسقدر ہوسکتی تھی کہ جس سے دس فوجی آدمیوں کی تنخواہ دس برس تک بخوبی ادا ہوسکتی تھی اس دیوار کی تعمیر میں سے زیادہ عجیب امر یہ ہے کہ نہایت بڑے بڑے پتھر جو بطور خود چھوٹے چھوٹے پہاڑی ٹیلے سمجھے جاسکتے ہیں کس طرح اسقدر بلندی پر پہنچائے گئے تھے ان سب پتھروں میں عجیب عجیب حکمتوں اور تدبیروں سے ایسا مصالحہ وصل کیا گیا تھا کہ جس سے ہزاروں برس تک اس دیوار کے استحکام میں کوئی فرق نہیں آسکتا تھا بعض مورخین لکھتے ہیں کہ اس دیوار کی بنیاد بہ نسبت بالائی حصہ کے چارگنی رکھی گئی تھی اور اس شہرپناہ میں مختلف مقامات پر نہایت وسیع برج بنائے گئے تھے جس سے دور تک شہر کی اندرونی اور بیرونی حالت بخوبی ظاہر ہوتی تھی ان برجوں پر ایک بڑی تعداد سپاہیوں کی رہتی تھی جو اپنے اپنے موقع میں شہر کی حفاظت اور نگرانی میں مصروف رہتے تھے اور جنکا کام یہ تھا کہ وہ ان حالات سے خبردار رہیں جو بعض حالتوں میں ناگہانی اہل شہر یا سلطنت کو پیش آجاتے ہیں۔ اسکے سو دروازے تھے جو نہایت مستحکم اور بالکل ہی دیوار کی بلندی اور ساخت کے پایہ پر بنائے گئے تھے۔

تمام مورخین قدیم کی تحقیقات میں ان برجوں پر پانچ پانچ دستے چیدہ چیدہ سپاہیوں اور اہل فوج کے متعین رہتے تھے جو اپنے فرائض اور مناصب نوائی نہایت مستعدی کے ساتھ کامل طور سے تعمیل کرتے تھے اور اگرچہ دیوار شہرپناہ کا ہر ایک موقع نہایت آباد اور پررونق تھا لیکن اسکے متصل بتخانہ بعل بیلس کا مندر اور معلق باغوں کی دلاویزی اور انکی شقائق اور ریاحین کی تازگی اور تمام سطح گلشن کی خوش فضائی تمام شہر بابل کی جان تھی۔ اور اس حالت کے اندازہ کرنے

اور تعمیر کے استحکام پر غور کرنے سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ اہل بابل کو اپنی محافظت اور نیز شہر کی عام محافظت پر اسکی بدولت اسقدر بھروسا تہا کہ وہ کسی زبردست سے زبردست دشمن سے بہی کسی قسم کا خطرہ نہیں رکہتے تہے اور انکو اس مضبوطی اور حفاظت اور وسائل تحصن پر اسقدر غرور تہا کہ دنیا میں کسی دار السلطنت کا وجود انکی رائے میں اس قابل نہیں قرار پایا تہا کہ جو شہر بابل کے مقابلہ میں کوئی عمدہ نمونہ اپنی خوبصورتی یا کوئی زبردست ذریعہ اپنی حفاظت اور بچاؤ کا ظاہر کر سکے

بہت بڑا بھروسا انکو اپنے بڑے بڑے میدانوں پر بہی تہا جو اس دیوار کے اندر کاشتکاری کی غرض سے انہوں نے گہیر لیئے تہے بہرحال ہمیں شک نہیں کہ ایسی حالت کے دیکہتے مورخین قدیم نے اسکو صحیح طور پر عجیب ترین صنائع انسانی میں شمار کیا ہے بخت نصر سے قبل جسقدر حکمراں اور متوطنین شہر بابل میں مقیم رہے ہیں وہ ہمیشہ اسبات کی کوشش میں رہتے تہے کہ جہانتک ممکن ہو اسکی دیواریں اور زیادہ بلند کر دیجائیں لیکن خود بخت نصر نے بمقابلہ اس خیال کے صرف اسکے استحکام اور قدامت کا زیادہ خیال رکہا۔ اور اسیلئے اگرچہ اسکی تعمیر میں کوئی تبادلہ یا ترمیم نہیں ہوئی لیکن اسکی بالائی مضبوطی ہمیشہ ترقی پر رہی تہی عام طور پر مورخین کا بیان ہے کہ دیوار مذکور دنیا کے عظیم ترین عجائبات میں شمار کی گئی تہی اور اب بہی جو لوگ فن تاریخ سے دلچسپی رکہتے ہیں اور قدیمی عمارتوں یا انکی ساخت کی خوبی یا صنعتگری کا اندازہ کرتے رہتے ہیں وہ ان آثار سے جو روایتاً اسکی بابت چلی آتی ہیں اپنی کتابوں میں اس دیوار کی بابت اپنا یہ خیال برابر ظاہر کرتے چلے آتے ہیں کہ شہر پناہ بابل انسانی کارگیری کا ایک نہایت ہی حیرتناک نمونہ تہا بعض کی رائے میں تو دنیا میں اور جسقدر عجائبات کی نسبت جو انسانی ہاتہہ کے بنائی ہوئی ہیں اسکو کیا بہ لحاظ زمانہ تعمیر اور کیا بہ لحاظ اور عجیب طرز تعمیر کی تقدم اور سبقت حاصل ہے۔

زنیوفن کے نزدیک تو اسکی بناوٹ اس طرح کی تہی کہ جبتک اصلی حالت تعمیر سے کوئی سیاح واقف نہو یہ گمان ہی نہیں کر سکتا تہا کہ یہ انسانی ہاتہہ کا کام ہے ہیرو ڈوٹس مورخ کو یہ امر اپنی تحقیقات سے ثابت ہوگیا تہا کہ اس زمانہ کے بڑے بڑے عقلا جو اس شہر پناہ کی سیاحت اور اسکی حالت موجودہ دیکہنے کی غرض سے جاتے تہے انکا یہ خیال اور یقین تہا کہ دیوار مذکور ایک قدرتی کام ہے اور کفار مورخین جو ہیروڈوٹس کے ہمخیال ہیں انہوں نے تو اس رائے کو اور زیادہ استحکام دیکر یہ لکہدیا ہے کہ دیوار مذکور دیوتاؤں کی ہاتہہ کی بنائی ہوئی ہے کیونکہ انکے

حملہ اور تسخیر شہر بابل تک اسکی تعمیر کی حالت میں کوئی فرق نہیں ہوا تہا اور نہ بادشاہ مذکور کے حملہ بابل کے حالات سے یہ امر دریافت ہوتا ہے کہ کسی عمارت بابل کو بالکل نیست و نابود کرنیکا اسنے ارادہ کیا ہو بلکہ اسکی حکومت بابل میں قائم ہو جانے کے بعد جب کالدیا سلطنت ایران کا ایک باجگذار صوبہ قرار دیا گیا تہا تو ان دیواروں کے استحکام کی جانب بہت زیادہ توجہ کی گئی نہیں اور شہر کی خوبصورتی اور عظمت رکہنے کی غرض سے شاہ موصوف کے جانشینوں یا ان لوگوں نے جو باجگذار شاہ بابل کے پاس بطور رزیڈنٹ کے مقیم رہتے تہے ہمیشہ اصلی فرمانرواؤں کی طرح اس جانب توجہ بسند دل رکہتے تہے کہ دیوار شہر پناہ کو اپنی حالت پر قائم رکہا جائے۔

اور کچہ شک نہیں ہے کہ یہ مقابلہ خاندان نمرود کے بخت نصر اور اسکی اولاد نے ایک درجہ تک اسکے تحفظ کی جانب بہت زیادہ خیال رکہا تہا اسکی بڑی وجہہ کہ بخت نصر کی اولاد کو دیوار شہر پناہ کے استحکام کا زیادہ خیال کس وجہہ سے رہا ایک یہ بہی سمجہی جاتی ہے کہ انکے زمانہ میں بیرونی حملہ آوروں نے بڑے زور شور سے شہر بابل پر حملہ کیا تہا اور یہ فاتحان خونخوار اس بات اچہی طرح یقین کر چکے تہے کہ بغیر دیوار کے حصار پر قبضہ کیئے اس ملک پر فتح پانا ناممکن ہے۔

کیکاؤس جسوقت شہر بابل میں یکایک رات کو داخل ہوا ہے تو اسبات پر اسکو بڑی خوشی حاصل ہوئی تہی کہ اس دیوار کی موجودگی میں جسے درحقیقت تمام دنیا کی جنگجو آدمی بہی بمشکل اور بڑی سخت کوشش اور محنت کے بعد دریائے فرات کو عبور کرکے شہر پناہ مذکور کے برجوں اور دروازہ پر قابو پا سکتے اور انکے ذریعہ شہر کے اندر داخل ہو سکتے تہے ایک خاص طریقہ سے کامل طور پر شہر میں داخل ہوئے اور اسپر قبضہ حاصل کرنے کا موقع حاصل کریں اور جسوقت اندرون شہر سے اسکی نگاہ دیوار پر پڑی تو وہ اپنے افسروں سے یہ کہتا تہا کہ اگر دریائے فرات ہماری یاوری نہ کرتا اور اگر اس کا وجود اس موقع پر نہوتا تو تمام ایرانی فوجیں محاصرہ کرکے تباہ ہو جاتیں اور شہر میں داخلہ کسی طرح نصیب نہوتا مورخین کا خیال ہے کہ کیکاؤس کے داخلہ شہر میں شاہ بابل کے اس مفرور غلام نے بڑی امداد کی تہی جسکی بیٹی کو بادشاہ مذکور نے بوجہہ شدید ظلم کے ساتہ قتل کر ڈالا تہا ورنہ خود فوجی سرداران کیکاؤس یہ سمجہے ہوئے تہے کہ اگرچہ دو برس تک ہمکو اس شہر کے محاصرہ کے لیئے بادشاہ نے حکم دیدیا ہے مگر ہم تو یہ سمجہتے ہیں کہ اگر یہی دیواریں ہمارے سدراہ ہیں تو ہم دو سو برس میں بہی شہر بابل پر نہ تو قبضہ حاصل کر سکتے ہیں اور نہ اسمیں داخل ہو سکتے ہیں۔ بہرحال حملہ آوری کیکاؤس تیکر شاہ لہراسپ ایرانی کے اولاد کے زمانہ تک اس دیوار کی تعمیر میں کوئی فرق کسیطرح کا نہیں

استحکام پایا تھا۔ اور خود سلطنت ایران کی یہ خواہش تھی کہ بابل کی کل عمارتوں کو خاصکر شہرپناہ کو اپنی
اصلی حالت پر رکھا جائے مگر دارا کے عہد میں یہاں کے معاملات کی صورت دوسرے طور
پر بدل گئی تھی اور خود بابل اور کالدیہ کے باشندوں نے ایسے سامان پیدا اور فراہم کرنا شروع
کر دیئے تھے اور ان میں خودسری اور تمرد اور بغاوت کا مادہ اسقدر پیدا ہو گیا تھا کہ سلطنت ایران
کے فرمانرواؤں کو اس وقت یہ بات ضرور ہی معلوم ہوئی کہ جب تک بابل کی سب ایسی عمارتیں
جنکے استحکام کے باعث سے اہل بابل کی بغاوت ایک زمانہ میں لاعلاج نقصان پہونچائے گی
منہدم اور کمزور نہ کر دی جائینگی یہ ناممکن ہے کہ اس ملک پر آسانی اور امن و امان کے ساتھ گورنمنٹ
ایران کا قبضہ قایم رہ سکے۔ اسکے عہد میں بابل والوں میں سرکشی اور خودسری کا مادہ اسقدر
پیدا ہو گیا تھا کہ انہوں نے معمولی خراج بھیجنے میں جو ہمیشہ سلطنت ایران کو پیش کیا جاتا تھا کمی
کرنی شروع کی اور سلطنت مذکور کا جو قایم مقام شہر بابل میں رہتا تھا اسکے ساتھ نہایت حقارت
اور نالایقی کا برتاؤ ہوتا تھا چنانچہ سرداران حکومت بابل کے دماغ میں یہ جنون پیدا ہو گیا تھا کہ
اسکے ماسبق اشخاص صرف دہوکہ سے ایرانی سلطنت کے مطیع اور خراجگذار بنگئے تھے ورنہ وہ مثل
اہل بابل جو دیوتاؤں اور زمین و [illegible] کی اولاد ہیں کبھی کسی کی اطاعت اور فرمانبرداری اور
خراجگذاری کے واسطے خلق ہی نہیں ہوئے ہیں اور اس جنون کو اسقدر ترقی ہوئی کہ خفیہ طور
پر خود بہ اپنے نام فرمانروائے بابل اور اسکا تمام خاندان اور بڑے بڑے سردار اسباب پیدا آمادہ
ہوگئے کہ کیونکر اس سخت اور بھاری ان کی تابعداری کا جوا جو انکی گردن پر رکھا ہوا ہے اسکو اتار کر
پھینکیں اور بااستقلال حکومت کریں۔

... ایک بڑے زمانہ تک ... حکومت کے تبادلے نے انہیں شک نہیں
... کے خیالات کو معاملات انتظام کی جانب متوجہ کر لیا گو یہ توجہ نہایت کمزور پیمانہ
پر تھی ... عجیب تحریک کے باعث امرائے سلطنت بابل نے سفیر ایران کو قتل کر ڈالا اور سلطنت
ایران کو جو خراج بھیجا جاتا تھا اسے قطعاً موقوف کر دیا۔ اور فوجی و جنگی انتظامات اس زبردست سلطنت
ایران کے مقابلہ کے واسطے جو ہندوستان تک پھیلی ہوئی تھی نہایت سخت آمادگی
سے شروع کر دیئے دارا جو اس زمانہ میں سرپرآرائے سلطنت فارس تھا اور جسنے بتدریج اس
بغاوت اور سرکشی کا اندازہ کر لیا تھا اور جو اس امر کو بخوبی سمجھ چکا تھا کہ مجنونانہ کالدیا کا خبط
اور سرکشی شہرپناہ بابل کے استحکام کے باعث سے ان واقعات کو سنکر آگ ہو گیا اور نہایت بڑے

عرصہ میں ایک نہایت خونخوار فوج کو ہمراہ لیکر جسکی تعداد مورخین قدیم دس لاکھ سے زیادہ لکھتے ہیں بابل کی تسخیر کے واسطے اپنی دار السلطنت سے روانہ ہوگیا [illegible] ایرانی جوش میں بھرا ہوا تھا بالخصوص وہ لوگ جو قایم مقام ایرانی مقتول مقیم شہر بابل کے [illegible] تھے انکو تو حد درجہ سرگرمی اس امر کیجانب تھی کہ جسطرح ممکن ہو اہل بابل کی خودسری اور تمرد کو [illegible] تہس نہس کر دیجائے۔

یہ بیان کیا گیا ہے کہ جو قائمقام سلطنت عجم بابل میں متعلق تھا وہ فرمانروا خاندان ایران کا [illegible] قریب تھا اسلئے خود بادشاہ ایران اور تمام سرداران سلطنت کے دلوں میں اُسکے [illegible] نہایت خوفناک صورت میں بھڑکی ہوئی تھی خلاصہ یہ کہ جب دارا مع اپنے لشکر جرار [illegible] سرحد بابل کے قریب پہنچگیا تو بابلیوں کی ایک بڑی جمعیت فوجی اُسکی سد راہ ہوئی اور اکثر سرداران کالدیا اپنے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ مختلف لڑائیاں بھی ایرانیوں سے جھگڑتے [illegible] جیسا کہ لکھا گیا ہے انکی بت پرستی اور زناکاری اور ظلم و جور نے انکی عقلوں اور قوت انتظام جنگ کو مسلوب کرلیا تھا۔ چنانچہ ہر مقابلہ میں دارا کی فوج نے انکو کامل شکست دی اور آخر کار شہنشاہ مذکور اپنی تمام فوج کے ساتھ بابل کے ہر قصبہ اور شہر کو جو اسکی راہ میں پڑتے تھے قتل و غارت اور تاخت و تاراج اور پامال کرتا ہوا بابل کے شہر پناہ کے نیچے پہنچگیا اور بابل والوں کو حملہ آور کی طرف سے اسقدر ہراس اور خوف غالب ہوگیا کہ انہوں نے بے تحاشا [illegible] جنگ سے بھاگ کر شہر بابل کے سوا کسی مقام پر دم نہیں لیا۔

اور آخر وہ سب اہل کالدیا مع کل لشکر اور سامان جنگ کے شہر مذکور میں متحصن ہو گئے۔ بابل کے شہر پناہ کے مستحکم اور بلند دروازے اُسی طرح نہایت مضبوطی کے ساتھ بند کردیے گئے جیسے کہ شہنشاہ کیکاؤس کے [illegible] میں بند کیے گئے تھے اور برجوں اور دروازوں پر اندر کی جانب سے ہر ایک ضروری موقع پر ایک بڑی تعداد فوج حراست اور حفاظت کے واسطے متعین کردی گئی۔

دارا اس حال کو دیکھکر سخت پریشان ہوا اور اگرچہ اُسنے [illegible] صدہا تدبیریں کیں لیکن ایک بھی کارگر نہ ہوئی [illegible] ایک عجیب ناکامی کی حالت اُسپر [illegible] استحکام کے باعث رائگاں گئیں تمام بڑے بڑے مدبرین جو اس فرمانروائے ایران کے ساتھ تسخیر بابل کا دعوے کرکے آئے تھے وہ اسپر [illegible]

جب نہایت پریشان ہوا اور کوئی تدبیر اِس شہر پر قبضہ کرنے کی کامیاب نہوئی تو وہ اِس امر پر مجبور ہوا جو زوفائرس کی مذکورہ بالا عجیب وغریب کارروائی اور کامیابی سے متعلق تہا اور جسکا ذکر مفصل طور سے صفحات سابقہ میں ہو چکا ہے - بہرحال جب دارا کو زوفائرس کی تدبیروں سے شہر پر قبضہ حاصل ہوگیا اور اُسکی فوج قتل وغارت کرتی ہوئی شہر کے اندر داخل ہوئے تو اُسنے تسلط اور قبضہ کامل کے بعد سب سے پہلے یہ انتظام کیا کہ بابل کی دیواریں بالکل منہدم کردیجائیں اور انکا نام ونشان صفحۂ روزگار سے مٹا دیا جائے مگر آخر زوفائرس کی صلاح ومشورے کے بموجب یہ تجویز پوری نہوئی البتہ صرف اسقدر اُسکا منشاء پورا کیا گیا کہ شہر پناہ کی نصف بلندی مسمار کرکے کم کردیجائے چنانچہ بیشمار مزدور اور بیلدار دیوار مذکور پر چڑہا دئیے گئے اور اُنہوں نے اِسکا انہدام شروع کردیا - اِسوقت اگرچہ خاندان شاہی بابل بالکل نیست ونابود اور قتل ہوچکا تہا - تاہم اکثر لوگ جو بچ گئے تہے اور عام باشندگان شہر ڈاڑہیں مار مار کر روتے تہے اور انکو اسوقت یہ کامل یقین ہوگیا تہا کہ خاندان فرمانروائی بابل یا یہاں کے اصلی باشندوں کو اب کبہی حکومت اور عزت فرمانروائی اِس ملک پر نہ حاصل ہوسکے گی اور نہ اہل کالدیا اِس شہر کو اب کبہی زمانہ سابق کی صورت پر خواب میں دیکہہ سکینگے مورخین نے لکہا ہے کہ دیوار مذکور کی بلندی اِس شکست وریخت کے زمانہ میں انہدام کے بعد اِسقدر کم کردی گئی تہی کہ اگر حملہ آور فوج شہر کے اندر داخل ہونے کا ارادہ کرے تو اُسکو داخلۂ شہر میں زیادہ دقت نہو - مگر بعض مورخین کی رائے ہے کہ دارا نے شہر پناہ کے بالکل منہدم کردینے اور اِسکی بنیادوں تک کو کہود کر پہینکدینے کا حکم دیدیا تہا اور یہ حکم زوفائرس کی صلاح ومشورہ کے بموجب تہا کیونکہ اہل بابل نہایت ہی دغاباز اور قابو پرست اور مکار تہے اور ایرانیوں کے ساتہہ انکو شدت سے عناد اور عداوت پیدا ہوگئی تہی پس زوفائرس کی رائے میں یہہ اندیشہ یقینی تہا کہ اگر انکو یعنے اہل بابل کو کوئی موقع ذرا بہی ملگیا تو وہ پہر اِسیطرح بغاوت پر کمر باندہ لینگے اور فوج ایران کو نہایت پریشان کرینگے اِسلئے دروازہ ہائے شہر تو بالکل کہود ڈالے گئے اور شہر پناہ اگرچہ بالکل منہدم نہیں کیگئی تاہم اسدرجہ تک کم کردی گئی کہ حملہ کے وقت شہر پر قبضہ کرنے میں حملہ آور فوج کو کوئی دقت نہو بہرحال دارا نے شہر پناہ بابل کو جو اپنے استحکام اور رفعت میں اپنا عدیل ونظیر نہیں رکہتی تہی اِسقدر کمزور اور ناقابل اطمینان واستحفاظ کردیا تہا کہ اگر کوئی خفیف سا دشمن بہی اِس شہر پر حملہ کرے تو اِسکو بہ آسانی فتح کرسکتا اور قابض ہوسکتا تہا -

چنانچہ اسکندر اعظم کے حملہ کے وقت ہرچند گورنر ایران نے جو بابل میں رہتا تہا اسباب کی کوشش

کی کہ دشمن کے حملہ سے شہر کو بچایا جائے مگر اسوجہ سے کہ اسکی شہر پناہ بالکل غیر محفوظ ہو گئی تھی یعنے اسکی دیوارین بہت نیچے کر دی گئی تہیں اور اسکے دروازے بالکل کہود کر پہینکدیئے گئے تہے سوائے اسکے اور کوئی نتیجہ نہ حاصل ہوا کہ حملہ آور فوج کے ہاتہہ سے گورنر مذکور خفیف لڑائی کے بعد قتل ہو گیا اور سرداران لشکر سکندر اعظم نے شہر پر معمولی خونریزی کے بعد قبضہ کر لیا۔ سکندر کے حملہ سے قبل جو ایرانی گورنر اس شہر مین رہتا تہا اسنے بہی مختلف اوقات میں اس دیوار کے اکثر حصوں کو منہدم کرا دیا تہا کیونکہ ایک وقت میں اسکو اسبات کا شبہہ پیدا ہوا تہا کہ اہل کالدیا اپنی فطرتی شرارت اور اپنی اصل سرکشی اور بد باطنی کے باعث یہ منصوبے کر رہے ہیں کہ گورنر مذکور کو قتل کر ڈالین اور نہایت بیخبری میں شہر پر قبضہ کر لیں مگر خوش قسمتی سے اس سازش کی خبر عین وقت پر اسکو پہونچ گئی جبپر اسنے بڑے بڑے عائد اور پس ماندہ خاندانی اشخاص سلطنت بابل کو مجرم قرار دیکر بُری طرح قتل کرا دیا اور انمیں سے بعض کو شہر سے نکالکر مختلف حصص ملک میں آباد کرایا اور دیوار شہر پناہ ایک مقام سے اس وسعت کی بالکل بیخ و بنیاد سے گرا دی گئی کہ جسکے دور میں ایسے ایسے بیس دروازے تیار ہو سکتے تہے۔ اسکے علاوہ حسب الحکم دارا کے بہی شہر کی ایسی عمارتیں منہدم کرا دی گئین جنکی بابت یہہ گمان ہو سکتا تہا کہ کسی خاص موقعہ پر باغی باشندگان شہر کے لیے بطور حفاظت یا کسی قلعہ کی کارآمد ہو سکتی تہیں۔

بہرحال دارا کے زمانہ فرمانروائی سے بابل کی نہایت عجیب شہر پناہ کا استحکام کا انہدام شروع ہوا اور آخر بتدریج اسکا نشان مٹ گیا۔ بعض مورخین بیان کرتے ہیں کہ سکندر اعظم نے اپنے حملے اور گورنر دارا کے قتل و قمع اور کامل طور سے ایرانی تسلط اور قبضہ اس شہر پر سے اٹہانے کے بعد یہہ ارادہ کیا کہ بابل کو پہر اپنی اصلی حالت پر پہونچا دے چنانچہ اس خیال سے اسنے شہر مذکور کی عمارات قدیمہ کو از سر نو ترمیم اور تعمیر کرانا شروع کیا اور نیز شہر پناہ جس جس مقام سے منہدم کرا دی گئی تہی اسکی تیاری اور نئے سرے سے اسکو اپنی حالت اصلی پر قایم کر دینے کی نسبت اسنے اپنے سرداروں کو حکم دیا تہا اور اس مضمون کا بہی ایک فرمان نافذ کیا تہا کہ شہر بابل کے دروازے بہی اپنے قدیم موقع پر اُسی حیثیت اور خوبی سے نصب کر دیے جائین جنہین دارا شاہ عجم نے اکہڑوا کر شہر کے بڑی شاہراہوں میں اہل شہر کی عبرت کے واسطے پہنکوا دیا تہا۔ چنانچہ اسکی تعمیل بہی نہایت سرگرمی سے شروع ہوئی اور تمام یونانی سردار دل و جان سے اس خیال کی جانب متوجہ تہے کہ جسقدر جلد ممکن ہو بابل کی حالت سابقہ قایم ہو جائے مورخین قدیم

لکھتے ہیں کہ اسمیں شک نہیں کہ اگر سکندر کچھ دنوں اور زندہ رہتا توجسقدر تباہی بابل کی ہوچکی تھی اسکا نام ونشان بھی نہ رہتا اسکی عمارتوں کی شان وشوکت اصلی حالت پر آجاتی اور اسکی خوبصورتی اور قدیمی زیب وزینت عود کر آتی لیکن یہہ یاد رکھنا چاہیئے کہ بابل کی بربادی صرف انسانی خواہش اور قوت انتقام کے اظہار کی غرض سے نہ تھی بلکہ اسکی پامالی اور تباہی اور نیست ونابود ہوجانے کی جانب اُس خدائے مقدس اور برتر کو توجہہ تھی جو خالق السلاطین اور مالک الملوک ہے۔

درحقیقت اِس سرزمین پر خدائے اسرائیل واسمٰعیل کا قہر نازل ہوا تھا اور اِسکے لیئے بوجہہ ایک مسلسل زناکاری اور بت پرستی اور نافرمانی خدائے حقیقی کے اور اِسکی شدت کفر وزندقہ والحاد وزناکاری کے وہ زمانہ شروع ہوچکا تھا کہ شمشیر قہر الٰہی اِسکو بالکل نیست ونابود کردے جسکا مقابلہ ضعیف ترین مخلوقات (انسان) کی تدبیریں اور ارادے کسی طرح نہیں کرسکتی تھیں تو بھلا سکندر اعظم اگرچہ تمام دنیا کی سلطنت کا مدعی بنا تاہم اِس قادر ذوالجلال کا ایک بندہ ذلیل تھا پس اسکی کیا حقیقت تھی جو از سر نو بابل کو تعمیر کراسکتا یا اُسکی قدیمی شوکت وحشمت اور جلال وجبروت کو واپس لاسکتا تھا چنانچہ باوجود اِس امر کے کہ سکندر نے کل سامان دیوار شہر پناہ بابل کی تعمیر کا فراہم کرادیا تھا اور ایک خاص محکمہ اِس کام کے واسطے جداگانہ مقرر کیا گیا تھا کہ تمام اِن عمارات قدیم شہر بابل کی حفاظت اور تیاری میں سرگرم رہے بالخصوص شہر پناہ کی تیاری کی بابت تو بڑے شدومد اور سرگرمی سے کام شروع کیا گیا تھا لیکن ہونا ہونی تھی یہ سب کارروائی رائیگان گئی کیونکہ اِس ترمیم اور تعمیر کا کام ابھی طرح سے شروع نہونے پایا تھا کہ سکندر اعظم دفعتہً بیمار ہوگیا اور آخر اسکی بیماری کو اسقدر اشتداد ہوا کہ تمام حکما اور بڑے بڑے ڈاکٹر جو اُسکے ہمراہ تھے اُسکی جان بری اور صحتیابی سے مایوس ہوگئے اور آخر بڑے بڑے یاس وحرمان کیساتھ ایسا بادشاہ عظیم کہ جسکو دنیا کی حکمرانی اور فرمانروائی اور کشورکشائی کا غرور اور دعوے تھا ایک چند منٹ میں صفحہ دہر سے اُٹھہ گیا اسکے مرنے کے بعد اسکے سرداروں میں حکومت اور تخت نشینی کے طرح طرح کے جھگڑے اُٹھہ کھڑے ہوئے اور شدید اختلاف اور نزاع پیدا ہوگیا آخر اس قسم کے ہنگاموں میں بابل کی تعمیر اور تجدید بالکل موقوف رہی اور سیلیوکس جانشین سکندر اعظم نے تو اِس جانب سے اپنی توجہہ بالکل ہی پھیر لی بلکہ اسنے ایک نیا شہر اپنی ناموری اور اطمینان کے لیئے شہر بابل کے متصل آباد کرنا چاہا جسکا نام اسنے سلوکیا رکھا تھا۔ اس شہر کی جسقدر عمارت تھی

وہ شہر پناہ بابل کی اور اسکے علاوہ شہر مذکور کی دیگر عمارتوں کے مصالحہ کو کھود کھود کر بنائی گئی تھی طوبیا ٹری اسکے دوران سلطنت میں اور زیادہ قدیم شہر پناہ بابل مختلف مقامات سے گرائی گئی اور آخر ہمیرس اور پارتھیا والوں کے عہد میں تو اسکی اصلی ہستی بالکل نیست و نابود ہو گئی نہ تو شہر کے باشندے جو اصل اہل کالدیا تھے اس شہر میں مقیم رکھی گئی اور نہ دیوار کا نام و نشان قایم رکھا گیا بیلین کا مندر کھود ڈالا گیا اور تمام وہ احاطہ جسپر شہر پناہ قایم تھی دیوار کو گرا کر بالکل کف دست میدان کر دیا گیا اور آخر اسکے نیست و نابود ہونے کو اسقدر ترقی ہوئی کہ کہیں اب اسکا نام و نشان بھی نہیں ملتا ہے البتہ شہر کی عمارتوں کے کھنڈر اور اُنکے مصالحہ کے انبار اور ٹیلے ایک مسلسل حالت میں دور تک پھیلی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ اور چار طرف سوائے ویرانی اور تباہی کے اور کچھ بھی نہیں نظر آتا ہے۔

اگر دنیا کی فانی ہستی پر غور کیا جائے تو درحقیقت کوئی امر اس سے زیادہ عجیب نہیں کہ کس طرح یہ عظیم الشان اور رفیع البنیان دیوار جو دنیا کے عظیم ترین عجائبات میں شمار کیجاتی تھی صفحہ روزگار سے نیست و نابود ہو گئی درحقیقت اس سے زیادہ اور کیا تعجب ناک اور انسانی عبرت کے واسطے اس سے بڑھکر اور کونسا امر قیاس میں آسکتا ہے کہ ایسے وقت میں جبکہ بابل کی عظمت و شوکت اور جلال و جبروت نقطۂ انتہائی پر پہنچا ہوا تھا اور خاص شہر بابل میں حشمت اور ثروت اور دولتمندی کا سامان کامل طور سے موجود تھا اور ہر طرف جاہ و حشم اور عیش و نشاط میں سرگرمی نظر آتی تھی اور مسرت و خوشی کے شادیانے بج رہے تھے فوج اور لشکر اور خزانے بے حد بلکہ خارج از قیاس موجود تھا جس سے ہر قسم کی ملکی حفاظت متصور تھی شہر پناہ بابل کی ایسی عظیم الشان اور بڑی عریض دیواریں اسطرح منہدم ہو کر نیست و نابود ہو گئیں کہ اسوقت اس امر کا کسی طرح ثبوت نہیں ملسکتا کہ اپنی تعمیر کے زمانہ میں ان کی بنیاد کس مقام پر قایم تھی۔

مسٹر ریچ لکھتے ہیں کہ اسبات پر کل مورخین کا اتفاق ہے کہ زمانہ سابق میں شہر پناہ کی بلندی کا اندازہ ساڑھے تین سو فیٹ تک کیا گیا تھا۔ اور ایک گروہ مورخین لکھتا ہے کہ اسکی بلندی صرف تین سو فیٹ تک تھی مگر جسوقت اہل بابل نے دارا ہشتاسپ سے بغاوت کر کے محصوری اختیار کی ہے اور پھر زوفائرس کی تدبیر سے اُسکو شہر پر تسلط اور غلبہ حاصل ہوا ہے تو اسنے ان دیواروں کی بلندی اسقدر کم کر دی کہ صرف دو سو فیٹ رہ گئی۔

مسٹر ریچ یہ بھی لکھتے ہیں کہ بینے قصبہ حلہ کے متصل اپنی بدنصیبی سے کھنڈروں کے کسی حصہ میں

کوئی آخری نشان اس دیوار کی بنیادوں کا نہیں پایا جسکی نسبت یہ مشہور ہے کہ ایک خاص موقع پر اہل حلہ نے شہر پناہ مذکور کی بنیاد پر کوئی عام تفریح گاہ خفیہ طور سے بنا لیا تھا۔ سولہویں صدی عیسوی میں اس دیوار کا آخری زمانہ ایک یوروپین مسافر نے دیکھا تھا کہ قبل اسکے کہ اسمیں کوئی از سر نو تعمیر کی تجدید کا سلسلہ شروع کیا جائے وہ اسقدر منہدم ہو گئی تھی کہ اسکا بالکل نشان بھی نہیں نظر آتا تھا اور ان دونوں باتوں پر غور کرنے سے کہ اس زمانہ اور طرز پر کہ جب بابل کی دیواریں موجود تھیں اور ایک ایسا شہر اسمیں آباد تھا کہ جسکا فتح کرنا محال تھا اور نیز اسکے بعد کی حالت کی نسبت مورخین نے جیسے خیالات ظاہر کیے ہیں ایک عجیب عبرت حاصل ہوتی ہے۔ مسٹر روڈالف مورخ نے اپنے سفرنامہ میں لکھا ہے کہ جس زمانہ میں مینے شہر بابل اور اسکے آثار قدیمہ کی سیاحت کا ارادہ کیا تو مجکو دیوار شہر پناہ کی حالت دریافت کرنے کی تلاش ہوئی۔

آخر مینے اُن مخروطی یا چڑہائی دار ٹیکروں پر چڑھکر جو دیوار مذکور کے لیے کہیں کہیں بطور نشان تعمیر کے سمجھی جاتی تھی اُسکی سیات کو معلوم کیا جیسا کہ ہیرو ڈوٹس مورخ یونانی نے لکھا ہے۔

یہ دو تو دیواریں پے درپے بنی ہوئی تھیں جنمیں سے ایک اندر تھی اور اسکے قریب ایک خندق کا فاصلہ دیکر دوسری دیوار بنائی گئی تھی اور ان دونوں دیواروں کی صورت دو متوازی دائروں کی سی تھی جو ایک عظیم احاطہ میں چلی گئی تھی یہ حالت قصبہ حلہ کے قریب پائی گئی تھی اور یہ بعض مقامات سے کھلی ہوئی تھیں جنمیں سے ایک مقام پر مجکو دروازوں کا سا نشان معلوم ہوتا تھا اور اسلئے میں خیال کرتا ہوں کہ یہ قدیمی شہر پناہ بابل کی دیواریں ہیں اور جو مقامات کہ کھلے ہوئے ہیں اُنکو میں قدیم شہر پناہ کے قدیم دروازے سمجھتا ہوں کیونکہ یہ کھلے ہوئے مقامات اس قسم کے نشان ظاہر کرتے ہیں جنسے دروازوں کا یقین ہو سکتا ہے۔ یہ نشان مینے متفرق طور سے سو کے قریب بڑی دور تک سفر کر کے شمار کیے تھے اور اس بنیاد پر میرا یہ خیال مستحکم ہو گیا کہ ضرور یہ شہر پناہ کی دیواریں تھیں کیونکہ اسکی تائید کے واسطے مینے جو زیادہ حالات دریافت کرنے کی کوشش کی تو اور بھی اکثر جگہہ اسی دائرہ میں ایسے نشان ریگ میں چھپے ہوئے پائے جنپر شہر پناہ کی دیوار کا کامل یقین ہو سکتا تھا۔

مقامات سلوسشیا۔ سی سی فن۔ دستغیراد۔ کوفہ اور اسکے گرد و نواح میں جو قدیم آبادیاں تھیں مع اُن آبادیوں کے جو نہایت آخرترین زمانہ میں بسائی گئی ہیں مثل نجف اور کربلا وغیرہ اور انکے سوا اور جسقدر قصبے اور مواضع ہیں یہاں وہ غالبًا عام طور سے بابل کی دیواروں کے باہر

تعمیر ہوئی ہیں بہرحال شہر بابل کی مثل اسکی دیواریں بھی ایسی نیست و نابود ہیں کہ انکا بھی نشان خاص عمارات اندرون شہر کی طرح بالکل مفقود ہے۔

صدہا سال کی بارش اور دریائے فرات کی سالانہ سیلاب اور روانی نے ان پامال شدہ اور منہدمہ دیواروں کی مصالح اور سامان تعمیر کو بہاکر اس خندق میں ڈالدیا ہے جہاں سے متصل وہ یہ دیواریں تعمیر ہوئی تھیں اور یہانتک اس قدرتی کارروائی کا اثر ہوا ہے کہ نہایت سوزندہ اور ہولناک صحرا کے ریگ نے ان مقامات کو جہاں یہ دیواریں بنی ہوئی تھیں بالکل ڈھک دیا ہے اور ایسا ان مقامات کو بدل دیا ہے کہ بابل کے مذکورہ نہایت عریض اور مستحکم دیواروں کی نسبت سوائے اسکے اور کوئی گمان نہیں ہوسکتا ہے کہ وہ قطعاً منہدم ہوکر بے نام و نشان ہوگئی ہیں۔ بہرحال ان متواتر شہادتوں سے جو اس شہر کی بربادی کے متعلق ہماری نگاہ کے سامنے موجود ہیں یہ کامل یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ ایسی بلندترین دیواریں جو انسانی کاریگری کا ایک حیرتناک نمونہ تھیں اور جو ایک ایسے شہر کے گرداگرد بطور دائرہ کے کھچی ہوئی تھیں جسپر آفتاب کی شعاعیں نہایت جاہ و جلال اور زینت آرائی کے طرز و طریقہ پر تابندہ رہتی تھیں اور نیز ایک ایسا وسیع اور مسطح اور ہموار ملک جسکا دارالسلطنت بابل اعظم تھا۔ رب قدیر کی نہایت لاعلاج اور عالم سوز عذاب الیم کے نازل ہونے سے برباد ہوگیا۔ مسٹر بکنگھم نے اپنے سفرنامہ میسوپوٹیمیا میں جسکا نام دتحقیقات بعد زوال شہر بابل، ہے یہ ذکر کیا ہے کہ ایک بڑی عرصہ کی محنت اور سخت تحقیقات اور تلاش کے بعد انہوں نے بابل کے کھنڈروں کے مشرقی حصہ کا کچھ حال دریافت کیا۔ وہ لکھتے ہیں کہ اس موقع پر مجھے ایک بیضوی شکل کا ایک ٹیلہ نظر پڑا جسکی بلندی ستر فیٹ سے لیکر اسی فیٹ تک تھی اور اسکا محیط تین سو فیٹ سے لیکر چار سو فیٹ تک تھا یہاں پر مجھے ایک قدیم دیوار کے کچھ آثار پائے تھے جو تیس فیٹ لانبے اور بارہ فیٹ تک دبیز تھے اور جسکی چار طرف نظر کرنے سے اور اسکی موجودہ حالت پر غور کرنے اور نیز اسکے سر ایک حصہ کیجانب جو منہدم اور غیر مکمل تھا توجہ دینے اور اس کھنڈر کی ہیئت گذری سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ یہ مقام یقیناً اصلی اور قدیم برباد شدہ اور منہدمہ دیوار بابل کا ٹکڑا ہے۔ مگر کپتان فریڈرک جنہوں نے خاصکر بابل کے بقیہ آثار اور اسکے دیوار شہرپناہ کے حالات اور نیز خندق کی کیفیت دریافت کرنے کی غرض سے اسکی گرد سفر کیا تھا یہ لکھتا ہے کہ دیوار مذکور کے جس نشان کا ذکر ہوا ہے وہ موجودہ زمانہ کی کسی مسافر کی نظر سے نہیں گذرا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ میری تحقیقات پوری

طور سے جو اہل عرب کے ذریعہ ہوی ہے یا جسکے تمام مبالغہ کا موازنہ اُن چند روایات پر ہو سکتا ہے جنکو اہل عرب نے مجھسے شہر پناہ اور خاص بابل اعظم کی نسبت بیان کیا وہ بہت کم قابل اعتبار ہے اور اسکے ذریعہ مجکو کوئی بھی صحیح حال بالخصوص دیوار بابل کا نہین معلوم ہوا۔

دریائے فرات کے کنارے کا وہ سطح جو کئیں میل طول میں چلا گیا ہے اور جسکا عرض تقریبًا ۱۲ میل ہے میری نظر سے گذرا اور مینے اس مقام کی تمام و کمال تفتیش اس غرض سے کی کہ دریائے مذکور اسوقت اُسی موقع پر لہرین لے رہا ہے جہان وہ وسط شہر بابل میں سے ہو کر زمانہ بخت نصر میں موج زن تہا مگر مینے اُس وسیع مقام میں یا اس بسیط رقبہ میں اپنے تمام دوران سفر میں کوئی مقام ایسا نہیں پایا اور نہ کوئی نشان اس آثار قدیمہ کا نظر آیا جسکی نسبت میں یہ اندازہ کر سکتا ہوں کہ فلان مقام پر قدیم دیوار شہر پناہ بابل واقع تہی اور فلان جگہ پر اسکی خندق بنی ہوئی تہی اگر دیوار شہر پناہ کا کوئی بھی نشان موجود ہوتا تو یہ ضرور ہے کہ اُسکی محیط کی وسعت بہ نسبت اس وسعت کے جسکے سیر اور تحقیقات کا ذکر جغرافیہ دانان حال نے کیا ہے بہت ہی زیادہ ہوتی ہیں تو اس مقام کی نسبت مشکل سے یقین کر سکتا ہوں کہ یہان بابل کی شہر پناہ باقی تہی مگر اسکے ساتہہ ہی میں اُن لوگوں کو اس بات کے قبول کرنے سے کہ تحقیقات سابقہ کو غلط سمجہا جائے یا صحیح خواہ مخواہ کوئی غلط فہمی پیدا کرا دینا نہین چاہتا کیونکہ میری ذاتی تحقیقات اور مسٹر بکنگہم کی تحقیقات مین ایک خاص فرق ہے۔

مگر اسقدر آگاہی دیدینا ضرور ہے کہ صرف اسبات کی آگاہی کے واسطے اور اس تحقیق کے لیے کہ قدیم شہر پناہ بابل کس مقام پر واقع تہی میں اس گردش اور سفر سے اپنے تمام زمانہ قیام دیار بابل میں بہت کم خالی رہا تہا پورے دن کے آٹہہ گہنٹے تک صرف اس کام میں پہر پہر کر سفر کرتا تہا اور گردش کرتا رہتا تہا اور چہہ روز تک میری یہی حالت رہی تہی اکثر میرا یہ سفر سواری پر ہوا اور ساتوان جبکہ مجھے اس سفر میں گذرا تو مینے پورے بارہ گہنٹے اس تلاش اور تجسس میں ضائع کر دیئے تہے کہ میں مسٹر بکنگہم کی تحقیقات کی اصلیت کا ثبوت حاصل کروں۔

مسٹر کیل اپنے سفرنامے میں لکہتے ہیں کہ میں اور میرے ہمراہی مع دیگر سیاحوں کے اپنے دوران سیاحت بابل میں عرصہ تک اسی بات کی تلاش میں مصروف رہے کہ بابل کی اصلی شہر پناہ کی بنیاد کا کوئی نشان ملے مگر یہ سب محنت ضایع ہوی اور کسی موقع پر کوئی نشان ان قدیم دیوارونکا مجھے نظر نہ آیا پس میں اپنی تحقیقات سے تہاںک کر یہ امر یقینی طور پر کہتا ہوں کہ بابل کی بربادی

اور اسکی دیواروں کی مسماری اور نیست و نابود ہونے کی نسبت جو کچھ حکم پیشگاہ خدائے جلیل سے ہو چکا تھا اور جو کچھ ربانی پیشین گوئی اسکے خلاف لوگوں کو بطور اطلاع کے سنائی گئی تھی وہ تمام و کمال اسکی بربادی کی پورے طور سے مکمل ہوجانے کے لیئے ایک خاص دستاویز ہے۔ اور میں خصوصیت یرمیاہ نبی کی ان الفاظ کی پوری تصدیق کرتا ہوں کہ (عریض اور طویل دیواریں شہرپناہ بابل کی بالکل منہدم ہوجائینگی) اور نیز یہہ پیشین گوئی بھی جو بابل کی نسبت ہوئی پورے طور سے صحیح ہوئی کہ بابل کی بربادی ایک تعجب انگیز منظر ہوگی اور جو کوئی شخص بابل کو جائیگا وہ متعجب ہوگا کیونکہ یہ نسبت یہ خیال کرنا نہایت مشکل ہے کہ بابل در اصل کیا چیز تھی اور ایک جستجو یہ شہادت اسبات کو بغیر تعجب کے اور کچھ اندازہ نہیں کرسکتی کہ اسکی موجودہ حالت کیسی قسم کے آثار قدیمہ میں داخل ہے۔ مسٹر رابرٹ پورٹر جسوقت ان کھنڈروں کی حالات دریافت کرنے کے واسطے انمیں داخل ہوئے تھے تو وہ لکھتے ہیں کہ مجھے کسی مقام میں اسقدر جوش اور زمانہ کی بے ثباتی کا خیال نہیں پیدا ہوا جیسا کہ اس مقام پر ہوا جہاں مجھسے یہ کہا گیا تھا کہ اسجگہ شہرپناہ بابل کے قدیم دروازے بنے ہوئے تھے جو بالکل منہدم اور عبرتناک حالت میں آنکھوں کے سامنے اپنا ویران منظر پیش کرتے تھے۔ کپتان مِنگنان لکھتے ہیں کہ میں اسحالت کو کسی طرح نہیں بیان کرسکتا ہوں کہ جو اس کھنڈروں کے مجموعے کے سلسلے اور ویرانوں کی عظمت اور طول و طویل دائرہ کو دیکھکر میرے دل و دماغ پر طاری ہوا کیونکہ اسوقت سوائے ویرانی اور ہولناک بربادی کے جو چارطرف چھائی ہوئی تھی مجھے اور کچھ بھی نظر نہ آتا تھا۔ بہرحال جس طرح زمین کی خوبیوں کا دار المصدر پامال اور تباہ و برباد ہوا ہے اسکی بابت ذیل کی عبارت قابل غور ہے۔ مسٹر رابرٹ پورٹر اپنے سفرنامہ میں کھنڈروں کے حالات کے تحریر کرنے اور اسکے نہایت مسلسل اور ویران مناظر کی تفصیل لکھنے اور نیز اس امر کے ظاہر کرنے کے بعد کہ اسوقت شہر بابل کی موجودہ سطح کی کیا حالت ہے اور اسکی عمارتوں کی قدیم بنیادوں کی نسبت کیسی قسم کا اندازہ کہ وہ کہاں پر موجود ہیں اور نیز اس امر کا اظہار کرتے ہوئے کہ موجودہ ویران اور برباد شدہ ٹیلوں کا سلسلہ کیسے کیسے عجیب آثار قدیمہ کو اپنے پہلو میں چھپائے ہوئے ہے یہہ لکھتے ہیں کہ اس ویران سطح کا تمام و کمال منظر ایک عجیب اندوہ اور خاموشی کی حالت میں ہے۔

عظیم الشان دریائے فرات کی لہریں یا خود نہر فرات ایک نہایت تنہائی کی حالت میں اسطرف آوارہ گردی میں مصروف ہے اسکی حالت اسوقت اس قسم کی ہے کہ گویا نہایت آزردہ سیاح

ان ویرانوں کے قریب اِس تباہی رسیدہ دارالسلطنت کے طواف میں مصروف ہے۔ اِسکے کنارے نرکل کے جنگل سے کچھ دور تک پھیلے ہوے ہیں اور یہی مقام ہے جہاں قیدیان بنی اسرائیل اپنے بربط اور چنگ بجاتے تھے نرکل اور عجیب قسم کی گھاس ہرطرف اُگی ہوی ہے بہرحال اسوقت اِس تباہ لنکو دیکھنا چاہیے جو یہ ویرانہ منظر ہماری نگاہوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔ موجودہ حالت میں تو یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ شکستہ چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں شاہی ایوان تھے اور یہہ جو ملنے سلسلے میں چند ٹیلے دکھائی دیتے ہیں یہ شہر بابل کی سڑکین تھیں اور اِس نہایت عبرتناک تنہائی اور خاموشی سے متکبر اور زیانکار دختر مشرق (شہر بابل) کی روزانہ چہل پہل اور گرمجوشی اِن کا عجیب نشان ملتا ہے اِسوقت اِسکی بربادی اور خرابی سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شہر مذکور کا نام و نشان نہ باقی رہنے والا تھا اور نیز یہ کہ اُسپر کیڑے مکوڑے رینگتے نظر آنے والے تھے اِسکے محلات سے بدلکر ٹوٹی ہوی پہاڑیاں ہوگیئں اور سڑکوں سے منقلب ہوکر ایک طویل سلسلے کا ملبہ بنگیا اور باوجودیکہ یہ مقام دنیا کا نشست گاہ سمجھا جاتا تھا وہی اب تاریکی اور خوف اور دہشت کا مخزن ہوگیا ہے۔

بجائے عظیم الشان غلغلہ طرب و شادمانی کی جسکے باعث شہر بابل کی شگفتہ مزاجی اور زندہ دلی مشہور تھی ہرطرف محشری خاموشی چھائی ہوئی ہے گویا موت اور معدومی کا بار اِس سب سطح پر ڈالدیا گیا ہے جسنے ایسے پرساز و سامان اور زندہ دل وسعت آباد طبعی کو ایک نہایت کہنہ شہر خموشاں کی شکل کردیا ہے اور وہ مقام جو دنیا کے ہرایک قیمتی چیز کا مخزن تہا اور جہاں دنیا کے خزانے ہرایک طرف سے آکر جمع ہوتے تھے اور جہاں قیدیان بنی اسرائیل کا اِس قسم کا قیدخانہ بنا ہوا تہا جسکا قیدی تمام عمر نہیں چھوٹتا تہا اور جہاں مظلوم اسیروں سے بیحد محنت اور مشقت لیجاتی تہی اور جسجگہ دنیا کی بیشمار اقوام جمع تہیں۔ بڑے بڑے تاجداران باحشمت و جاہ جسکے دروازوں کو اپنا محترم دادرسی گاہ اور ماس جانتے تھے اور تمام زمانہ کے سردار اور حکمران جسکے نام اور جسکی طرز حکومت اور دولتمندی اور جبروت و جلال سے حسد کرتے اور ہمیشہ کاسہ لیسی کرتے رہتے تھے اور جہاں کا حسن و جمال اور علم نجوم و ہیئت اور سنگتراشی اور مختلف صناعیاں اُسوقت دنیا میں لاثانی خیال کیجاتی تہیں اور جسکی نہایت بازیب و زینت عمارات شاہی اور باغ اور عدالتیں اور بتخانے دنیا کے انسانی صناعی اور عظمت و جبروت کے لحاظ سے بطور نظیر و مثال پیش کیئے جاتے تھے اب وہی بابل ہے کہ جسکی آثار قدیمہ کا نشان

بہی مشکل سے ملتا ہے۔ چار طرف وحشت اور عبرت چہائی ہوئی ہے اور سوائے ویرانی کے اِس عظیم الشان شہر کی کسی شئے کی ہستی کا یقین ہر ایک سیاح کو مشکل سے ہو سکتا ہے۔ وہ جگہہ جو ایک زمانہ میں نہایت وسیع البنیان دار السلطنت اور گویا طرح طرح کی خوبصورت ایوانوں اور عمارت کا معدن اور مسکن تہا اور جسکی آبادی کا اندازہ ساٹھہ لاکہہ آدمیوں تک کیا گیا تہا اور جسکی فوج کی تعداد تمام دنیا کی سلطنتوں سے مجموعی طور پر پانچ حصہ زیادہ تہی اور جو زراعت اور سرسبزی اور کاشت کے طریقوں سے انتہائی نفع حاصل کرنے میں دنیا کے ملکوں کے واسطے بطور تقلید پیش ہوتا تہا اور جو دنیا کی تمام گورنمنٹوں اور حکومتوں کی عزت اور احترام کا باعث خیال کیا جاتا تہا اور جسکی وسعت اور انتہائے آبادی کی نظیر اِسوقت تک دنیا کے کسی آباد شہر سے نہیں ملسکتی ہے اِسوقت ایک ہو کا مقام ہے اور حد درجہ ویرانی اسپر محیط ہے سموم سوزان اسکی اُن مقامات کے سنگستانی ٹیلوں کو جہلس رہی ہے جہاں نسیم وصبا سے انسانی دماغ فرحت اٹہاتے تہے۔ آفتاب کی شعاعیں اِس سطح ارض کو تہہ زمین بنا دینے اور اسکی قلب ماہیت کرانے میں مصروف ہیں جو اپنی لاثانی خوبصورتی سے ایک زمانہ میں دلفریبی میں مشہور تہیں۔ اب وہاں نہ کوئی انسانی آبادی ہے اور نہ کوئی اِس مقام پر بود و باش کرنے کے لئے توجہہ کرتا ہے اور نہ کوئی عمارت بنائی جاتی ہے اور بیشمار نسلیں و ربیے انتہا زمانے اِس حال عبرتناک کو دیکہتے گذر گئی ہیں کہ کسی انسانی ہستی نے وہاں کبہی آباد ہونے کے واسطے گذر کیا ہو۔

جس جگہہ ہمیشہ تمام اہل عرب و شام تجارت اور سیاحت کی غرض سے وارد ہوئے رہتے تہے اور دنیا کی سوداگری جس مقام کے لیئے خاص ہوگئی تہی اور جو عرصہ دراز تک خرید و فروخت کا ایک نہایت عظیم الشان بازار بنگیا تہا۔ جہاں ایرانی قالین اور ضرورتی اور ہندوستانی ساخت کے نہایت خوشنما اشیا اور ہر قسم کا رومی پارچہ اور افریقہ کی عجیب صحرائی قیمتی پرند اور جزائر کے طرح طرح کے طیور اور چوپائے سوداگری کی غرض سے جمع ہوتے تہے اور جہاں ناچ گانے سے ہر گلی کوچہ میں کان پڑی آواز نہیں سنائی دیتی تہی جو خوشی اور شادمانی کا مسکن تہا وہی مقام اِسوقت ایک عجیب ہولناک ویرانہ نظر آتا ہے نہ وہاں اُن عربوں کی خیمہ دکہائی دیتی ہیں جنکے آزادی اور دلاوری نے اہل کالدیا کو یہ ذہن نشین کردیا تہا کہ بوجہہ بت پرستی کے ہمخیال ہونے کے یہ قوم ہماری شریک ہوگی اور نہ کوئی بازار ہے جسکی

ہو د اور رونق اور جسکی آمد و رفت اور آیندہ و روند سے شہر بابل انسانی جنگل ایک زمانہ میں مشہور تھا اور نہ وہ رونق وار گذرگاہیں اور وسیع سڑکیں ہیں جنپر امرا اور سرداران بابل اپنی سواریوں پر تفریح کے واسطے نکلتے تھے وہ آویزاں باغ جسکی حیرتناک طرز تعمیر نے بابل والوں کے دماغ میں ایک مستقل غرور پیدا کر دیا تھا اب انکا نام و نشان بھی نہیں ہے اور جہاں بادشاہی محلات تھے وہاں شیشے کے کانوں کا سلسلہ دور تک نظر آتا ہے آویزاں گلزار اور باغ جہاں ہمیشہ نازنینان پری جمال اپنی دلفریبی اور رعنائی سے وارستہ مزاجوں کے دلوں کو پامال کیا کرتی تھیں اب اس جگہ ہیبتناک زہریلے اور طرح طرح کے حشرات الارض رینگتے ہیں وہ مقام جہاں بیشمار تہخانے اپنی تاریکی اور وسعت میں اسلیئے مشہور تھے کہ انمیں بیحد پوشیدہ خزائن و دفائن موجود ہیں اب انکی یہ حالت ہے کہ انکی اینٹیں تک نکال لی گئیں اور سوائے بیشمار گڑھوں اور ایسے تالابوں کی جنہیں اپنی طغیانی کے زمانہ میں دریائے فرات لبریز کر دیتا ہے اور کچھ بھی نظر نہیں آتا ہے ایک ایسا تبادلہ نہایت دردناک اور ہمیشہ عبرت حاصل کرنے کے واسطے انسان کو بتا دیا گیا ہے کہ شہر بابل جو دنیا میں ایک نہایت ہی باجاہ و جلال اور تمام دنیا کا سرتاج یقین کیا گیا تھا کسطرح ایک ایسا ویران منظر ہو گیا انکی یہ حالت ہماری غور کے قابل ہے کہ حملہ آوروں نے کس طرح سرنگیں لگا کر مختلف زمانوں میں اسکی زمین کو متزلزل کر دیا تھا اور کسطرح گروہ کے گروہ اور دنیا کے تمام اقوام اسکے خلاف جنگ و جدل اور حملہ آوری پر آمادہ ہو گئی تھیں ایک ذرا ہمکو ان قوموں کی کثرت پر لحاظ کرنا چاہیئے جنہوں نے بابل کی تباہی پر کمر باندھی تھی اور نیز ان بادشاہوں کی یورش کو ہم سوچیں جنہوں نے ساحل سمندر یا بابل کے حدود سے نہایت عظیم فاصلے پر اس بات کا عزم کیا تھا کہ سرزمین بابل کو تسخیر کریں اور نیز صیاحت کو خیال کریں کہ کس طرح مزدوری پیشہ اشخاص نے اسکی زمین کو اینٹوں کی غرض سے کھود کریہ کا ڈھیر کر دیا ہے اور نیز ان چشموں اور تالابوں کا اندازہ کریں جو بیشمار تعداد میں ان ٹیلوں میں موجود ہو گئی ہیں۔ ایک ذرا اس جھیل کو یاد کرنا چاہیئے جو ملکہ نمرود نے اپنی یادگار بیشمار صنعتوں سے ایک ایسے محیط میں جو بیس میل سے کم نہیں تھا دریائے فرات سے ... کے ساتھ بنوائی تھی اور نیز اس نہایت رفیع الشان بتخانہ بزرگ کو جو ... تصور کریں اور پھر صیاحت کو دیکھیں کہ صرف ایک جلا ہوا پہاڑ ہمارے ... بیشمار صدیوں سے ویرانی اور بربادی کا منظر بنا ہوا نظر آتا ہے جسمیں ...

جو چالیس فیٹ بلند تھا اور اس بتخانہ (بیلس کا مندر) کی چوٹی پر نصب تھا۔
تمام دیوتاؤں کی مورتیں زمین پر توڑ کر پھینک دی گئی ہیں اور انکے ذروں کو خاک میں ملا دیا گیا ہے
ان نہایت باشان و شوکت مذہبی تقریبوں اور سالانہ بارونق تیوہاروں کو بھی پیش نظر رکھنا
چاہیے جو فرمانروایان بابل کے عہد میں بڑی سرگرمی سے ہوتے تھے یہ تصور بھی اسکے
ساتھ ہی ہونا چاہیے کہ ہم سلطنت بابل کی نہایت ہی آبادی اور سرسبزی کی حالت میں ان
تمام گلی کوچوں میں پھر رہے ہیں جہاں ہر طرف رباب و بربط و سرود کی آوازوں کے سوا
اور کچھ بھی نہیں سنائی دیتا ہے اور بیل شیزار کی تیوہار کو بڑے دھوم سے منایا جاتا ہے
اور نہایت ناخدا ترس اور ظالم سرداران سلطنت بابل ان سنہری ظروف میں جو [illegible]
بیت المقدس سے بخت نصر لوٹ کر لایا تھا بڑے جوش و خروش کے ساتھ بادہ گساری
اور بے محل عیش شراب نوشی میں مصروف ہیں اور پھر دفعۃً ہماری پیش نظر اسی مقام پر
ایک ایسی حالت ہوتی ہے کہ جسمیں سوائے جنگلی جانوروں اور حشرات الارض کی بھیانک
آوازوں کے اور کچھ بھی نہیں سنائی دیتا ہے اور جو اس کثرت اور فراوانی کے ساتھ ان
مکانات میں جو پہلے شاہان و امرا اور ارباب دولت و ثروت سے بھرے ہوئے ہیں کہ ہم
انکا شمار نہیں کرسکتا ہے ہر طرف اژدروں کے آشیانے اور چمگادڑوں کے مسکن ہمکو
ایک نہایت مہیب خرابہ کا نمونہ دکھاتے ہیں۔
ہر طرف ایک ایسے مقام پر جہاں انسانی رقص و سرود کا ایک عجیب دلفریب منظر تھا ہمارے
نظر کے سامنے وہ سمان لایا جاتا ہے کہ جسمیں جنگلی درندوں کی قطاریں گردش کرتی ہوئی
دکھائی دیتی ہیں اور جس طرف نظر اٹھ جاتی ہے سوائے انکی چنگھاڑوں کے اس ویرانہ
قطع کے ساتھ اور کچھ بھی نظر نہیں آتا ہے کہ جو ان درندوں کا اسوقت ایک اصلی وطن اور
قدیمی مسکن معلوم ہوتا ہے ہر طرف اژدہوں کے غار اور نہایت زہریلے سانپوں کی بانبیاں
ایک ایسے شخص کو جو ان طلسمات دنیا کو تصور میں دیکھ چکا ہو کیسا مرکز اندوہ اور حسرت بناتی
ہیں۔ تمام درجہ بدرجہ اور محراب در محراب آویزان باغ اسوقت ایک پہاڑی ٹیلے کی صورت
میں نظر آسکتے ہیں اور انکی آرایش ایک سطح قوت اور تباہی کی وسعت میں بدلی ہوئی ہمیں
دکھائی دیتی ہے۔ دنیا کی تمام زیب و زینت جو بابل کی آراستگی ایک وسیع سلسلے میں
گروہ انسانی کے واسطے دوامی سمجھ لی گئی تھی اب ویرانی اور بربادی کے ساتھ انقلاب پذیر

ہوگئی ہے۔ اسکے نہایت حیرت انگیز شگوفے اور دلفریب پتیں اور نہایت سرسبز اور عجیب و غریب سایہ دار درخت اسوقت ایک خاک کا ڈھیر نظر آتے ہیں۔ اور اینٹ ملبے اور مٹی کا ایک پہاڑ اٹھا ہوا دکھائی دیتا ہے ہر طرف گیدڑوں اور مختلف درندوں کی آوازیں گونجتی رہتی ہے۔ جہاں طیور خوش الحان کے زمزمے اور عندلیبان نغمہ سرا کے چہچہے بلند رہتے تھے اسجگہ محشر کی خاموشی زبان حال سے ایک سیاح کو یہ سنا رہی ہے کہ سوائے خدائے ذو الجلال کے ہر ایک شے مٹ جانے والی ہے اور بغیر خدا کی یہ نافرمان بندے کس حال خراب سے نیست و نابود ہوکر آیندہ کے واسطے اپنی زندگی کا ایک عبرتناک نمونہ چھوڑ جاتے ہیں وہ محلات شاہی جنکی زیب وزینت دلفریبی میں مشہور تھی اور وہ امرا اور صاحبان دولت جو بڑے بڑے سرگروہ ہوں اور اپنی مصاحبوں کے ساتھ اپنی نگارخانہ عشرت میں نہایت مغرورانہ زندگی بسر کرتے تھے اور جو خدائے ذوالجلال کے نام اور احکام سے بالکل غافل تھے اب انکی یہ حالت ہے کہ نہ تو انکا کوئی نام لینے والا ہے اور نہ انکی زرق برق پوشاکوں کا پتہ ہے اور نہ انکی تعمیرات کا نشان ہے جنپر انکو اسقدر ناز اور غرور تھا اور نہ انکی وہ شان و شوکت نظر آتی ہے جسے بالکل غیر فانی سمجھتے تھے انکا جسم خاک میں ملگیا ہے انکا گوشت پوست خاک کی خوراک ہوگیا ہے اور انکی خاک جسم اسوقت جنگلی جانوروں اور حشرات الارض اور دور دست سیاحوں کی پائمالی میں ہے۔ نہایت عریض و طویل اور رفیع البنیان شہرپناہ بابل اب کہاں ہے وہ تاریخی مقام جسجگہ سائرس (کیکاؤس) اپنے عظیم الشان اور جرار لشکر کے ساتھ ان دیواروں کے نیچے خیمہ زن ہوا تھا بھلا کوئی بتائے تو سہی کہ کسی جگہ بھی اسکا نشان نمودار ہے وہ جگہ جہاں بابل کی بربادی اور تباہی کے لیئے دنیا کی تمام اقوام متحد الخیال ہوکر فراہم ہوگئی تھیں اور جنکو اپنی عجیب و غریب منصوبوں میں کامیابی حاصل ہوگئی تھی۔ اب ایک ایسا فرضی مقام سمجھا جاسکتا ہے جسکا وجود خیالی صرف افسانہ نویسوں کے کارآمد سمجھے جانے کے قابل ہے۔ ایک ذرا اس خیالی مقام کا اندازہ کیجیئے جہاں انکی شہرپناہ کی بنیادیں قایم ہوی تھیں اور جواب بڑے بڑے محققوں کے دل و دماغ میں اسلیئے اپنی جھلک دکھلاتا ہے کہ ہم اسکی ہستی کے مٹ جانے پر عبرت حاصل کریں اور اسکی تباہی کے ابتدا اور اس نہایت ہولناک انقلاب سے اس قسم کا نتیجہ حاصل کریں جو انسانی ہستی کی آیندہ نسلوں کو سبق خداپرستی کی یقینی سمجھنے کے لیئے ہو اور جسنے ایسی عبرت انگیز بربادی

اور ایسے زبردست اور اندوہناک ایک نہایت وسیع عالم انسانی کی غرض سے ظہور پذیر ہو گئی تھی جسکو اسباب کا تصور لازم ہے کہ بل نینر جسکی بادشاہت اور شوکت فرمانروائی نے خاندان بخت نصر کے نام و نمود کو دائرہ عظمت و جبروت کی انتہائے نقطہ پر پہونچا دیا تھا اور جسکی آرزو اور تمنا کے بموجب سلطنت بابل تمام دنیا کے لیئے ایک نہایت باجاہ و جلال مرکز سمجھی گئی تھی اسکے افعال کس طرح کی نفرت انگیز تھے اور ان خطرناک اور مکروہ افعال نے یہہ مصیبت انگیز انجام ہمیشہ کے لیئے قایم کر دیا۔ وہ اسکا اب احمقانہ غرور کہاں ہے اور اسکی مصنوعی جلال و جبروت اور مالی شوکت کا کہیں نشان بہی نہیں ہے اور یہ مکمل نتیجہ اس امر کا بہی ایک خاص نمونہ ہے کہ وہ ایک قادر مطلق اور وہ خدائی ذوالجلال ہی دنیا و اہل دنیا کا خالق اور من جمیع الوجوہ اسپر حکمران ہے۔ اور اسکی مخلوق میں جو کوئی نام آوری اور نمود کی نظر سے سر برآوردہ شمار کیا جا سکتا ہے وہ صرف اُسی کی نظر رحمت اور تفضل کے باعث ہے ورنہ درحقیقت ہر قسم کی مخلوق اپنے وجود میں سراسر محتاج ہے اور اُسکو اپنے درجہ اور اقتدار کی حالت قایم رکھنے میں اپنی ذاتی ہمت اور جذبات نفسانی سے کوئی بہی فائدہ نہیں پہنچ سکتا ہے۔ فنائے ابدی اسی نہایت مکروہ مغرورانہ خصلتوں کا نتیجہ ہے اور ایک ایسی ہستی اپنے خالق کے فراموش کر دینے اور اسکے احکام کو بہلا دینے سے ظہور پذیر ہوتی ہے کہ جو قوت وجود کو بالکل ہی فنا کر دیتی ہے اور جسکا ایک ادنے نمونہ ہماری نگاہوں کے سامنے بابل کی متکبرانہ زندگی اور اسکی خاتمہ پر خیال کرنے سے ہماری پیش نظر ہوتا ہے صرف اس خیال پر کہ ہماری ہستی ہمارے اختیار میں ہے یقیناً اہل کالدیا کو ایک ایسا انقلاب رو بکار ہوا جسکی نظیر ابتدائے خلقت دنیا سے اسوقت تک نہیں ملتی ہے اور محض ایسا دہوکہ ہے کہ جو کچھ اہل بابل نے کر دکہایا وہ انسانی زندگی کے زوال اور ...گی کے واسطے فطرتاً ناموزوں و نامناسب ہے انکی مجموعی قابلیت اور کمال اور دانشمندی ایک خبط کا سودا ہو گئی۔ بہتیرا نسلیں اور صدہا پشتیں گذر گئیں اور گذرتی چلی جاتی ہیں اور اسی طرح گذرتی چلی جاینگی لیکن شہر بابل اور اسکے متکبر باشندوں کی ہستی اسیطرح نہایت عبرتناک خواب مرگ میں ہے اور کوئی بہی اس یقین کی صورت نہیں ہے کہ انہیں اس جہان فانی میں نام و نشان کے باقی رہنے کے اعتبار سے کبہی کروٹ بدلنے کا بہی خیال آئیگا اور کیونکر ایسا ہو سکتا ہے جبکہ انکی زناکاری اور بادہ پرستی اور شاہ بدنصیب کی فراموشی نے اسکے فرشتہ روحانی کو بالکل فنا کر دیا ہے

اور وہ خاک کا ڈھیر اور طویل ٹیلوں کے سلسلے جو ہم اسوقت دیکھ رہے ہیں صرف اب اسی لیئے باقی رہگئی کہ کچھ عرصہ کے بعد انکی ہستی کی یقین کو صفحہ عالم سے محو کردیں۔ اس موقع پر کہ جہاں دولت اور ثروت اور سرسبزی اور حشمت و اجلال کی نسیم وصبا کے جھونکے دل و دماغ کو بیخود بنائے دیتے تھے اگر کوئی سیاح اور مسافر بنظر تحقیق حالات ایک سمت کھڑا ہوکر چار طرف نظر دوڑائی تو سوائے فنا اور نیستی کے آوازوں کے اور ان مٹی کے انباروں کی جو نہایت ہی حیرتناک اور ایک عجیب افسردگی آلود منظر کا مجموعہ ہیں نہ وہ کچھ دیکھ سکتا ہے اور نہ سمجھتا ہے اور نہ کچھ سن سکتا ہے اور سب کا خلاصہ یہ ہے کہ بابل اعظم خود دنیا کی نگاہوں کے واسطے انسانی عجیب و غریب خیالات اور صناعیوں کی ایک عجیب عظیم الشان مثال تھی اور جسکو صرف الفاظ حیرت و تعجب کے واسطے ہر ایک حالت کی بابت ایک خاص افتخار حاصل تھا انکی موجودہ نیستی اور پامالی اپنی ہستی اور قیام اور زیب و زینت کے زمانہ سے زیادہ تعجب انگیز ہے بوقلمونی روزگار تو اس سے زیادہ اپنی زندگی کے واسطے کوئی موزوں کامیابی کے لیئے آمادہ نہیں رہسکتی ہے۔ اگر نہایت ہی عمیق نظر سے دیکھا جائے تو اسکی بربادی کے سامان کیسے اہم اور ضروری تھے اور نیز ان قرائن اور اسباب پر خیال کریں جنسے بابل کی اصلی حالت کسی زمانہ میں بالضرور معدوم ہوجانے والی ہے یہ ثابت ہوتا ہے کہ واقعات اور حالات سے کیسے عظیم تغیرات کا نمونہ پیش کرتے ہیں اور جو حالتیں ابتدا میں اپنی ہستی قایم کرنی چاہتی ہیں وہ بعض صورتوں میں اپنے خاتمہ کی نظر سے کیسی ہولناک اور عبرت انگیز ہوجاتی ہیں۔

شہنشاہ کیخسرو یا کیکاؤس کے حملے سے قبل کوئی شخص یہ بدگمانی بھی نہیں کرسکتا تھا کہ یہہ انسانی جنگل (بابل) بالکل ایک ویران اور وحشی درندوں کا مسکن اور نشیمن ہوجائے گا اور بخت نصر کے وہ مظالم جو اسنے یروشلم اور یہودیوں کے ساتھ کیئے تھے وہ اسکے نام اور خاندان اور ملک کو آخرکار اسطرح مٹا دینگے کہ ایک زمانہ میں سوائے افسوس اور گمان کے اسکی پایاں زندگی اور مغرورانہ ہستی کے لیئے اور کچھ بھی نہ باقی رہیگا۔

نمرود کے زمانہ سے دارا کے حملہ تک جسقدر نسلیں اس ملک پر حکمران ہوئیں وہ سب کے سب ایک حالت میں اپنی طرز زندگانی کو پورا کرتی رہیں اور انکی بادہ پرستی اور زناکاری اور خدا فراموشی کو ایک ایسا مسلسل استحکام اور ترقی ہوئی کہ جیسے فعل خودسری اور نمرود کی تقلید سے تقاضا [illegible] لباس کی طرز عمل سے [illegible] نہیں ہوسکتی ہے۔ اور شاید انکی فنا پذیر ہستی کے فنا [illegible]

غلط اور سراسر قیاسی اصول کے ساتھ اپنے فاسد تخیلات پر کاربند رہنے اور جنہیں
فطرت انسانی اپنی آخری زندگی کے واسطے نہایت خطرناک سمجھتی ہے ان باتوں یا طرز
عمل کے مفید یقین کرنے میں جسقدر اہل بابل مستغرق تھے اس سے زیادہ عجیب کوئی بھی
عمل قصص الاصنام اور دیگر قدیم تاریخوں میں نہیں پایا جاتا ہے بہرحال ایک مورخ کی حیثیت
سے اگر زوال سلطنت بابل کے اسباب کو ظاہر کیا جائے تو سب سے مقدم یہ امر ہے کہ قدیمی
تاریخوں پر ایک بسیط اور گہری نظر ڈالی جائے اور انہیں سے ان اختلافات کی بابت خاص تحقیق
کیا جائے جو ایسی ایک نہایت قدیم زمانہ کی تاریخ کے واسطے ضروری ہے اور اسکے ساتھ
ہی اسکے آثار باقیماندہ کو بھی نہایت محققانہ نظر سے قلمبند کیا جائے مگر ایک نہایت ہی وسیع
ذخیرہ واقعات اور ہزارہا برس کی پامال شدہ حالات کو عمدہ بنیاد تفصیل کے پیمانہ پر صحیح صحیح
دکھا دینا بنظر اتمام تاریخ بابل کامل طور سے ممکن نہیں ہے کیونکہ یہ امر ہر ایک منصف سمجھتا
ہے کہ کیسے کیسے عظیم الشان تغیرات اور انقلابات کے اندوہناک نتائج اس کی سلطنت بابل
کے آثار باقیہ میں پوشیدہ ہیں اور انکی قلمبند یا تالیف میں کیسی دقت اور مشکل روبکار ہوتی ہوگی
یہ تاریخ بابل جس پیرایہ پر شروع کی گئی ہے وہ ایک عجیب منتشر طرز بیان اور مختلف پریشان
حالات کے مجموعہ کی ساتھ اب ختم ہوتی ہے اب صرف اسکا ایک نہایت مختصر تکملہ باقی
رہگیا ہے اور محض اس خیال سے وضاحت کی ضرورت ہے کہ جسقدر پیشین گوئیاں کتب سماوی
میں اسکے زوال کے واسطے موجود ہیں انکے بموجب اسکی بربادی کے حالات تمام وکمال
لکھی گئی ہیں گویا وہ سب حالات ایک جگہہ کر دیئے گئے ہیں جو پیشین گوئیوں کے ذریعے سے وقتا
فوقتا بابل کی بربادی کی بابت ظہور پذیر ہوتی رہیں۔ ایک ناظر کتاب ان فیصلجات آسمانی کو جو
اسکی بابت سلسلہ وار ہوئے تھے نہایت صراحت کے ساتھ دیکھ سکتا ہے اور نیز
ان اصلی واقعات کو کم و بیش ملاحظہ کر سکتا ہے جو بارگاہ قادر ذوالجلال سے اسکے لئے ابتدا
خلقت ہی سے بطور رمز و فطرت اسکے ساتھ پوشیدہ چلے آتے تھے۔ کیا اس سے یہہ امر
ظاہر نہیں ہوا ہے کہ بابل کے خلاف ہر ایک منشاء ایزدی پورا نہیں ہوا اور ہمارے
سامنے ایسا مرقع اسکی بابت پیش نہیں ہو گیا۔ جو سراسر فنا و نیستی کے خدوخال سے مرکب ہے
اگرچہ سدوم اور عمورہ جو کسی زمانہ میں مشہور شہر بدالنفاق اور بت پرست شہر پناہ ہوئے
اور حضرت لوط کے زمانہ میں ایسے شدید عذاب نازل ہوا تھا اور اسکے علاوہ اور بھی بہت سا

اقوام اور ملک ایسے ہیں جنپر نافرمانی الٰہی کی وجہہ سے متواتر عذاب نازل ہوتے رہے اور خود قوم بنی اسرائیل بہی اپنی نافرمانیوں کے باعث اکثر اوقات طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا رہی مگر جسطرح بابل کی بربادی اور پامالی ہوئی ہے وہ اسباب کی نظیر اور اپنی قسم کا نمونہ ہماری نگاہوں کے سامنے پیش کرتی ہے کہ اس سے بڑھکر کسی قوم اور ملک نے خدا کی نافرمانی نہیں کی اور نہ کسی قوم میں اسقدر ثروت اور دولت اور جاہ و حشم دریافت ہوتا ہے اور نہ کسی قوم اور سلطنت کی تباہی کے واسطے اتنی پیشین گوئیاں کتب سماوی کی پائی جاتی ہیں جو درحقیقت حرف بحرف پوری ہوئیں - کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی بہی صداقت اس پیشین گوئی کی ایسی باقی رہگئی ہو جسکا ظہور بربادی کو بطور گواہ نہ ثابت کرتا ہو اور کیا روئے زمین پر کوئی ایسا مقام ہے کہ جو اسقدر شدید انقلاب کا مرکز ہوگیا ہو کہ اسکی صورت بہی تلاش کرنے سے نمل سکتی ہو - اس امر میں ذرا بہی خلاف نہیں ہے کہ نسل انسانی کی محافظ خانۂ دل و دماغ میں ابہی کوئی بہی نہایت مشترک اور عجیب و غریب حالت جیسی کہ زینت و شوکت و شان اور رونق بابل اور اسکی سرسبزی اور پھر اسکی نہایت ہی عبرتناک بربادی کی کیفیت ہے موجود ہو -

یورپ اور ایشیا کی عالی دماغ سیاحوں نے نہایت ہوشیاری اور احتیاط سے مورخانہ اور محققانہ طور پر اسباب کی تلاش کی کوشش کی ہے کہ زوال بابل کی پیشین گوئیاں کتب سماوی میں موجود ہیں انکی صحیح اور مکمل ہونے کا کونسا ذریعہ ہے تو انکو مفصل حالات او واقعات خرابی بابل اور ان کہنڈروں کے دیکھنے سے جو میلوں تک برباد شدہ سرزمین بابل میں نظر آتے ہیں اسباب کا کافی ثبوت ملسکتا ہے کہ درحقیقت یہہ پیشین گوئی ربانی تہیں اور جو کچہہ زوال اور بربادی بابل کی بابت کہا گیا تہا وہ حرف بحرف پورا ہوا - دنیا کی مختلف اقوام اسکی مخالفت پر کمر بستہ ہوگئی تہیں اور شہر بابل کا محاصرہ بڑی سرگرمی سے کیا گیا تہا اسکے باشندے تہ تیغ ہوے خود شاہ بابل اپنے خاندان کے ساتہہ مارا گیا اور تہا عظیم الشان شہر پناہ کی دیواریں نیست و نابود ہوئیں بیل مع اپنے بتخانہ کے ٹوٹ کر بالکل نیست و نابود ہوگیا - سرزمین بابل میں ہر طرف ویرانی اور بربادی محیط ہوگئی - ہیرو ڈیج کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اسکی تمام زیب و رونق معدوم کردی گئی - کیکاوس نے جو خدا کے بنی اسرائیل کے حکم سے بابل پر حملہ آور ہوا تہا اپنی زبردست حکومت وہاں قایم کی - بیرس نمرود - اور مجولائیپ کی قدیمی رونق اور زرنگاری ایک افسانہ ہوگئی اور باغہائے آویزاں کا نام و نشان

بھی نہ رہا اور جسقدر دیوتا اور دیبیان اہل بابل اور اہل کالدیا کے نزدیک واجب الاحترام
اور قابل پرستش قرار پائی تھیں انکی مسماری اور بربادی کی یہ حالت ہوئی کہ بالکل خاک میں
ملگئیں اور وہ محلات جو بڑے بڑے بادشاہان ذی جبروت اور باجاہ وجلال شاہزادونکی
مسکن تھی ایسی آتش عالم سوز سے جلادیے گئے کہ جسکی بابت انسانی عقل نہایت حیرت کے ساتھ
کوئی قیاس نہیں قایم کرسکتی کہ وہ کیس طرح جلائی گئی۔ انکی زمین اور مکانات اور مصالحہ
اور تمام عمارت شیشے اور نہایت سخت معدنی قسم کی ڈہیموں اور ٹیلونکا سلسلہ ہوگئی
وہ جہیل جو ایک زمانہ میں تمام سرسبزی اور خوش فضائی کے شہر بابل کے لیئے بطور روح
سمجھی جاتی تھی اور جسے اس شہر کے انتہائی رونق کا اعزاز حاصل تہا صفحہ دہر سے بے نشان
کردیگئی۔ بعض مصری بادشاہوں اور ایران کے فرمانرواؤں کی لاشیں ابتک میناروں
اور دخموں میں موجود پائی جاتی ہیں مگر بابل کی بادشاہوں کی ہڈیاں اور انکے خاک
تک اسطرح معدوم ہوئی کہ اب انکی نسبت یہہ گمان بہی نہیں ہوسکتا کہ زمانہ میں یہ لوگ
ایسی بڑی سلطنت کے فرمانروا تھے اور تمام دنیا کی حکمرانی انکے اختیار میں تھی۔ یہہ کہا گیا
تہا کہ بیل گرا کر توڑ ڈالا جائیگا اور بابل کی دختر دوشیزہ زمین کے اندر سرنگوں معروف خواب
ہوگی، اگر کوئی محقق مورخ غور کرے تو اسکی کامل طور سے تعمیل ہوگئی بیل اور اسکا بتخانہ دنیا
میں بالکل بے نام ونشان ہے اور بابل کی آبادی زیر زمین اپنے اعمال کی یاداش بھگت
رہی ہے پیشین گوئی تہی کہ بابل کا نام ونشان نہ باقی رکھا جائیگا، تو یہ ظاہر ہے کہ
صفحہ دہر پر کوئی حصہ اس آبادی کا تلاش کرنیسے بہی نہیں ملتا ہے جو سرزمین بابل کی نام سے
مشہور تہا اور شہرہائے سدوم اور عمورہ سے زیادہ خدائے قدیر نے اس شہر کو بے نام و
نشان کردیا۔ ہر طرف جنگلی جانوروں اور اژدہوں اور چمگادڑوں اور طرح طرح کے خوفناک
موذی درندوں کی مسکن اور بیشمار سوراخ اس قطعہ زمین میں نظر آتے ہیں جسے ایک زمانہ میں
طلسمات دنیا کا خطاب تمام اقوام نے دیدیا تہا اور جسکی زرنگاری اور حشمت و دولت روئے
زمین پر بان لی گئی تہی۔ کالدیا کا علم ہیئت اور نجوم اب زیر زمین دفن ہے اور انکی آلات
جر ثقیل اور نیز وہ اسباب جنسے اتنی عظیم الشان اور ایسے رفیع المنزلت محلات اور بتخانے
اور حیرت انگیز باغ بنائے گئے تہے اب بالکل پیشین گوئیوں کی موافق خواب وخیال ہوگئی
بڑی بڑی سلطنتیں اور کیسے کیسے جلیل القدر بادشاہ گذر گئے جنکو اس سرزمین کی حکومت

حاصل ہوئی مگر نہ تو کسی کو اسکی از سر نو آباد کرنے کی جانب توجہ ہوئی اور نہ کوئی اسکو دوبارہ آباد کر سکا۔ اِسوقت سرزمین بابل کی نسبت صرف پیشین گویوں کی تقین کے واسطے اگر غور کیا جائے تو کسقدر متعدد اور کثرت سے نشان موجود ہیں جو صرف مٹی کے ڈھیر کے سوا اور کسی خیال کے قابل نہیں ہیں۔ اِسمیں شک نہیں ہے کہ اسوقت بابل کی زمین ہمارے سامنے ایک ایسے نمونے کا نقشہ پیش کرتی ہے جو اسکی آبادی کی قدیم حالت اور اسکی زوال عظیم کی ایک نہایت سچی اور عبرتناک تصویر ہے۔ صدہا نسلیں اور پشتیں گذر گئی ہیں لیکن جیسے یہہ پیشین گوئیاں پوری ہوی ہیں کوئی شے انکی مثل پوری نہیں ہوئی اور جبکہ اِس امر کا خیال کیا جائے کہ بابل کیا چیز تھا اور کس جگہ آباد اور واقع تھا اور کیونکر برباد ہوا اور نیز یہ امر کہ جب کسی شے کی فنا کا وقت قریب آتا ہے تو ایک لمحہ میں اُسکی حالت بالکل منقلب ہو جاتی ہے اِسکو نہ دانشمندوں کی دانائی بچا سکتی ہے اور نہ بڑے اولوالعزم بادشاہ روک سکتے ہیں اور نہ دنیا کی کوئی زبردست ترین قوت اسکے حملہ سے محفوظ کر سکتی ہے اور بربادی ایک ایسی چیز ہے جسکے مقابلہ میں انسانی زندگی اگرچہ کیسی ہی خوش منظر حالت میں ہو لیکن ایک دم میں رنج و غم اور حسرت و اندوہ کی صورتوں میں بدلجاتی ہے اور معدومی کا زلزلہ ایسا زبردست اور پر قوت ہے کہ گو دنیا کی کیسی ہی طاقتور مخلوق ہو لیکن جسوقت اِسکا اثر محیط ہوتا ہے تو کسی طرح اُس سے نجات حاصل نہیں ہو سکتی ہے اور پھر یہ سمجھنا بھی ضرور ہے کہ یہ سب امور اور یہ سب حالتیں کسی معمولی شخص کے اختیار میں نہیں ہیں اور کوئی دنیوی ہستی اِسپر قادر نہیں ہے بلکہ جو اِسکو پورا کرتا ہے اور جو اِسکی نہایت ہی لاعلاج اور انتہائے طور سے خاتمہ کرنے کا ارادہ اور عملدرآمد کرتا ہے وہ ایسا با اختیار اور ایسا حقیقی زبردست قوت والا ہے جو قدرت اور طاقت اور ہر قسم کے اختیارات کا پیدا کرنے والا اور پھر جب اُسکی مرضی ہو تو ایک لمحہ میں اِسکا مٹا دینے والا ہے اور جب اِسکا ارادہ کسی کے فنا اور نیست و نابود کر دینے کے واسطے ہوتا ہے تو پھر تو بڑے بڑے دانشمندوں اور فلاسفروں کی دانائی اِسکا مقابلہ کر سکتی ہے اور نہ خود اِن قوتوں کا وجود باقی رہسکتا ہے جو اِس قادر مطلق خالق السلاطین وحدہ لا شریک جبار و قہار کی نا فرمانی کا مجموعہ ہوں۔ اختتام بعون الملک العلام

# قدیم شہر نینوے کی بربادی

زمانہ کی ظلمت آلود طوفان پر سرزمین اسیریا میں عجیب تماشے نظر آرہے ہیں سب سے زیادہ حیرت انگیز سین شہر نینوا کی آبادی اور پھر اسکی بالکل بے نام و نشان ہو کر معدوم ہو جانیکا ہے نینوا جو زمانہ قدیم میں عرصہ دراز تک فرمانروایان اسیریا کا دار السلطنت رہا ہے روئے زمین پر ایک نہایت ہی آباد اور وسیع اور مردم خیز شہر تھا۔ اسکی آبادی اور تمدنی حالت کی نسبت دنیا کی مختلف متمول اقوام ایک عجیب حسد اور عناد کا برتاؤ رکھتی تھیں کیونکہ اسکے تمام باشندے ابتدائی آبادی شہر مذکور سے اپنی حالتوں میں ایک عجیب طریقہ زندگانی جس سے انسانی عیش و عشرت کا پتہ چلتا ہے اختیار کر چکے تھے۔ یہ امر کہ جس ملک نے اس شہر کو آباد کیا تھا اسکی شان و شوکت کس درجہ پہ پہنچی ہوئی تھی تمام تواریخ قدیم سے بخوبی ظاہر ہے اور جسقدر تمام اسنے شہر مذکور کی لاثانی بناوٹ کی نسبت کیا تھا وہ اس زمانہ میں جبکہ زمانہ حال کی طرح بہت سے وسائل تعمیرات اور اعلےٰ درجہ کی علمی آلات معماری کا وجود نہیں پایا جاتا ہے درحقیقت ایک عجیب صنعت انسانی کا نمونہ یقین کئے جا سکتے ہیں نینوے کی وجہ تسمیہ کی تفصیل کے واسطے ایک جداگانہ کتاب چاہیئے لیکن جن مورخین نے اسکی آبادی اور مردم خیزی اور شان و شوکت کے حالات اپنی کتابوں میں لکھی ہیں وہ ایک محقق کے لیئے بڑی دلچسپی سے پڑھی جانیکے قابل ہیں۔ اسکی آبادی کی کثرت اور دولت و ثروت کی فراوانی۔ اور اسکے ساتھ ہی اسکی دفعۃً بربادی کے حالات انسانی عبرت کے واسطے کچھ کم سامان یادگار و فغانت قدیم نہیں ہیں اور شہر مذکور اگرچہ تاریخوں میں بطور ایک شہر کے دائرہ کے سمجھا گیا ہے لیکن دراصل وہ ایک انسانی قلعہ تھا جو تقریباً ایک سو میل کے محیط میں واقع تھا۔ اسکی شہر پناہ کی دیواریں اپنی تعمیر کے استحکام اور صنعت کے اعتبار سے نہایت رفیع الشان تعمیرات عجیب و غریب کے لیئے جو اسکے بعد دنیا میں بنائی گئیں ہیں ایک سبق رموز نمونہ تھیں شہر پناہ مذکور کی نسبت تمام مورخین اس امر پر متفق ہیں کہ اسکی بلندی سو فیٹ کی تھی اور محیط ساٹھ میل کا تھا۔ اگرچہ اسکی بربادی کے

لہ انس کی قدیم تاریخ ملک اسیریا جو ایک بہت بڑا مورخ زمانہ قدیم میں گذرا ہے اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ شہر نینوا شہر بابل سے ہر حال میں زیادہ وسیع اور بہت زیادہ آباد تھا۔ کالمٹ مورخ لکھتا ہے کہ نینوا ایک قدیمی اور سب سے زیادہ نامور اور روئے زمین کی تمام آبادیوں سے زیادہ آباد اور معمور تھا

متعلق جسقدر پیشین گوئیاں تہیں وہ اسکے نہایت قریب ترین زمانہ میں معدومی میں مشہور ہوئی نہیں تاہم سب مورخین نے جو حالات اسکے تباہ اور برباد ہونے کے لکھے ہیں انکے ضمن میں ایک نہایت قدیم پیشین گوئی کا بہی ذکر کیا ہے۔ ڈایوڈورس سیکولس ایک قدیم مورخ لکھتا ہے کہ جسوقت شاہ اسیریا نے دشمنوں سے شکست فاش کہائی اور اسکا لشکر تباہ ہوگیا اور بعض کی رائے میں جب وہ دشمنوں کو برباد کرکے اپنے شہر نینوا لے میں محصور ہوگیا تو اسنے یہ محصوری اس بنیاد پر زیادہ گوارا کی تہی کہ شہر نینوا ایسی وقت برباد ہوگا جب دریائے فرات اس سے دشمنی پر کمر باندہیگا یا یہ کہ نینوے پر دشمن ایسے وقت مسلط اور فتحیاب ہوسکتا ہے کہ دریائے فرات جو اسکی دیوارونکے نیچے لہریں لیتا ہے شہر کے ایک بہت بڑے حصہ کو غارت اور منہدم کردیوے۔ دراصل یہ ایک پیشین گوئی تہی جو نینوے کے بت پرستوں میں عرصہ دراز سے مشہور تہی کہ وہ نینوے پر دشمن اسیوقت قابض ہوسکتا ہے جبکہ دریا کی موجیں شہر مذکور کی دشمنی پر کمر باندہ لیں۔ یہ ضرور ہے اگرچہ بت پرست سرداران مذہب صاف طور پر تمام انبیائے الہی اور بہیز انکے ارباب صداقت واتقان سے دلی دشمنی رکہتے تہے جنہوں نے بت پرستی کے رواج کی بنیاد اکہاڑنے یا بت پرستی کے خلاف اپنی منصبی کوشش اور توجہ کے پورا کرنے میں کوئی دقیقہ اٹہا نہ رکہا تہا تاہم وہ ان بہت سے باتوں کو جو انبیا کے ذریعہ تمام باشندگان ملک میں عرصہ سے مشہور ہوچکی تہیں کسی وجہہ خاص سے اپنے دلوں میں محفوظ رکہتے چلے آتے تہے اور یہ باتیں زیادہ تر انکی یعنے بت پرست لوگوں کی بربادی اور نیست و نابود ہوجانے کے متعلق بیان کی گئی تہیں بہرحال جس غنیم سے اور شاہ اسیریا سے ہنگامہ پیکار گرم ہوچکا تہا اسنے بڑے شد و مد سے اس شہر یعنے نینوا کا محاصرہ کرلیا تہا اور بادشاہ مذکور ایسی پیشین گوئی کے بہروسے پر شہر کے اندر محصور تہا تمام دروازے جو نہایت مستحکم فولاد اور دبیز برنجی تختوں کی بنی ہوئی تہے بند کردئیے گئے تہے اور اسوجہہ سے کہ دریائے فرات سے صدمہ پہونچے یا اس سے کسی قسم کے نقصان کا کوئی وہم بہی محصور اشخاص کے دلمیں نہیں پیدا ہوتا تہا لہذا انکو کامل اطمینان اسجانب سے بطور ایک حتمی یقین کے تہا کہ اگر سو برس بہی اسی طرح محاصرہ کو گذر جائیں تو بہی دشمن کسی طرح شہر کے اندر داخل نہیں ہوسکتا ہے۔

علاوہ ہتہیار سامان جنگ کے غلے کے بڑے بڑے ذخیرے اور سامان رسد کی کل چیزیں نہایت افراط کے ساتہہ شہر کے اندر موجود تہیں اور جو اس مقدار کے ساتہہ تہیں کہ اتنے بڑے شہر کی بڑی زندگی کی غرض سے سالہا سال کے واسطے کافی تہیں تمام دروازوں پر

جنگی افسروں کی نگرانی تھیں اور جسقدر برج شہرپناہ میں بنے ہوئے تھے اپر ایک بڑی تعداد فوج کی رہتی تھی غرضکہ ہر اعتبار سے محصورین کو اپنی حالت اور حفاظت پر کامل اطمینان تھا۔ مگر اسکے ساتھ ہی وہ اپنی بت پرستی کے خمار میں مدہوش اور اپنی زناکاریوں کے نتائج سے بالکل غافل تھے وہ جسطرح عظیم الشان کی قوت محاصرہ کو اپنی تدبیروں کے مقابلہ میں بےحقیقت سمجھتے تھے اس سے زیادہ خداوند قدیم وقدیر کی نافرمانی میں مصر تھی اور اس بات سے بالکل غافل تھے کہ خدا ئے قدیر انکی تمام حفاظت کی تدبیروں کو توڑ دیگا اور انکی حفاظت کے مغرورانہ طرز عمل کو خاک میں ملا دیگا۔ چنانچہ یہہ نتیجہ جسکا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے نہایت جلد تمام ان لوگوں کے پیش نظر ہوگیا جو نہایت شد و مد سے بت پرستی اور انتہا درجہ عیش پرستی میں مبتلا تھے یعنے دو برس کے مسلسل اور متواتر محاصرۂ شہر مذکور کے بعد ایک عجیب قدرتی اتفاق پیش آیا یعنے بارش اس سال میں نہایت شدت سے ہوئی جسکا انجام یہ ہوا کہ دریائے فرات میں بیحد طغیانی ہوگئی دامن دریا نے بے انتہا وسعت حاصل کرلی اور سر لفاک موجیں ایک عظیم الشان سیلاب کی صورت میں شہرپناہ نینوا کو بیخ وبن سے بہالیجانے پر آمادہ ہوگئیں ہر طرف سوائے عالم آب کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا پانی شہرپناہ کے متصل آناً فاناً بڑھتا جاتا تھا اور جو حصہ زیادہ تر اس رخ پر تھا جہاں دریائے فرات لہریں لے رہا تھا وہ اس سورش و سیلاب و طغیانی دریا سے نہایت خطرناک معلوم ہونے لگا تھا جب شاہ اسیریا کو اس سیلاب اور طغیانی کی اطلاع ہوئی تو وہ اس پیشین گوئی کا وقت قریب آجانے کا انتظار کرنے لگا جسکا اوپر ذکر ہو چکا ہے گو یہ انتظار صرف ایک معمولی حالت کے ساتھ تھا کیونکہ اسکو یہ یقین تھا کہ نینوا کی مثل ایک نہایت ہی عظیم الشان شہر کی شہرپناہ کسی ایسے موقع پر کہ دشمن جس جگہ سے بخوبی شہر پر قابو حاصل کرسکتا ہے گر جائے گی اور ایک ایسا انجام پیش نظر ہوگا جسکا وہم و گمان بھی ان منکران الہی کو نہیں تھا بہرحال شاہ اسیریا کے انتظار نے کچھ زیادہ طول نہیں کھینچا کیونکہ اس زمانہ طغیانی میں دریائے فرات نے ایک روز اسقدر زور باندھا کہ شہرپناہ کی دیوار ٹھیک بیس فرلانگ کے فاصلہ میں گر کر زیر آب ہوگئی اور پانی نے شہر کی طرف رخ کردیا بادشاہ اسیریا نے اس حال کو سنکر یہ یقین کیا کہ جو پیشین گوئی عرصہ سے مشہور تھی وہ ٹھیک اب پوری ہوگئی اور اسلئے وہ اپنی حفاظت کی جانب متوجہ ہوا اسنے ایک بہت بڑا مینار اور بعض مورخین کا قول ہے ایک نہایت بلند برج اس عرصہ میں نہایت مستحکم تیار کرالیا تھا جس سے یہ غرض تھی کہ

ایسے حالت کے روبکار ہونے کے وقت شاہ مذکور مع اپنے ساز و سامان کے پناہ گزین ہو جاے چنانچہ شاہ اسیریا نے دیوار کے گرنے کا حال سنکر بہی کہا کہ اپنا جسقدر خزانہ اور مال و دولت تہا وہ اس تہ خانہ[1] یا برج میں محفوظ کر دیا بعض مورخین نے اسکے خلاف لکہا ہے انکے نزدیک شاہ اسیریا نے خود اپنی ایوان کی گرد ایک نہایت مستحکم سنگی حصار تعمیر کرایا تہا اور اسمین اپنا مال و دولت اور تمام سامان محفوظ کر دیا تہا اور اسکے علاوہ اسکے قریب عزیز اور خاندانی انتخاص بہی اس ایوان میں نہایت استحکام کی حالت میں محصور تہی مگر عام مورخین قدیم کا اسپر اتفاق تہا کہ بادشاہ مذکور کی اس کارروائی سے اسکو کوئی بہی نفع نہیں پہونچا اور جسطرح کتاب ناحم نبی میں بربادی نینوا کی پیشین گوئی کی گئی تہی اور جسکا مضمون حسب ذیل ہے (دریا کی طرف دروازے کہولدیئے جائینگے اور ایوان شاہی برباد ہو جائے گا) اور نیز یہ بہی اس پیشین گوئی کا مضمون (قدیم نینوا پانی کی ایک لہر ہو جائے گا اور اسکی تمام سطح پر طغیانی اور سیلاب کی حکومت ہوگی) وہ تمام و کمال پوری ہوی ایک مورخ قدیم نے اس مجموعہ واقعات کا نہایت صحیح طور پر اُس نبی مکرم کی پیشین گوئی کی متعلق تفصیلی ذکر اپنی کتاب میں لکہا ہے یعنے انکا جسقدر بیان ہے وہ زیادہ ناحم[2] نبی کی پیشین گوئی یا اسکی تکمیل کی بابت تمام واقعات سے مملو ہے وہ لکہتا ہے کہ بعد اس سیلاب کے واقع ہونے اور دیوار شہر پناہ کی گرجانیکے اگرچہ شاہ اسیریا نے اپنی حفاظت کی جانب بہت کچہ توجہہ کی تہی تاہم وہ اپنی قدیم فتوحات اور اپنی قومی سرداروں کی شجاعت پر اسقدر مغرور تہا اور اسکو اہل بکٹیریا (باختر) کی وفاداری پر ایسا یقین تہا کہ اسنے اس دشمن کی دفعیہ کے لیئے جو شہر مذکور کے محاصرہ یا فتح کی جانب نہایت سرگرمی سے مصروف تہا ذرا بہی توجہہ نہیں کی بلکہ اس سیلاب کے واقعہ کی دو ایک ہی روز کے بعد اسنے اپنے شہر کے باشندوں کے واسطے ایک روز جشن اور تیوہار کا مقرر کیا کہ اس روز اسکی کل فوج اور سرداران لشکر شراب نوشی میں مشغول تہے اور انکو دین و دنیا کی خبر نہ تہی۔ ہر طرف شاہد بازی کا جلسہ اور سامان لہو ولعب جمع تہا اور تمام اہل اسیریا اپنی زندگی کی خوبی اُس روز صرف اسی بنیاد پر مجموعہ راحت یقین کرتے تہے کہ تمام زمانہ کی شاہ پرستی اور سارے جہان کی زناکاری آج ہی ختم کر دیا ہے۔ ہر مقام پر بربط اور چنگ بج رہے تہے اور گانے بجانے سے کان پڑی آواز نہیں سُنائی دیتے تہے۔ عام طور سے نینوا کے رہنے والے اگرچہ نہایت

[1] ڈائوڈورس سکیولس [2] ناحم نبی کی کتاب ۱۲

ضعیف الاعتقاد اور دنیا کی ہر ایک شے کی پرستش اپنے مذہب کا ایک جزو خاص سمجھتے تھے لیکن مذہب حق اور وہ مذہب کہ جسکے باعث بنی اسرائیل سے انکو سخت دشمنی ہو گئی تھی انکے نزدیک سراسر بے وجود سمجھا گیا تھا اور اس مذہب کے جسقدر ہادی راہنما یعنی بنی اسرائیل اور پیرو اُنکی ہدایت کی جانب توجہ کرتے تھے اس سے زیادہ تمام باشندگان نینوا میں ایک عام عداوت اور عناد خاص اس مذہب اور مقلدین شریعت ابراہیمی سے پیدا ہو گیا تھا اور اسکو وقتاً فوقتاً ترقی تھی۔ ایک معمولی شخص بھی جب ہمکنار اجل ہوتا تھا تو دم واپسین اپنی اولاد کو نہایت شد و مد سے نصیحت کرتا تھا کہ ایک ایسا دایرۂ مذہب جسکا اصول تمہاری آبائی بتونکا پامال اور نیست و نابود کرنا ہے قبولیت اور عمدہ سمجھنے کے لیئے ہرگز نہیں ہے اور تم اسکو ہمیشہ دشمن کی نظر سے دیکھتے رہنا اور دیکھو خبردار اسکے راستہ پر اپنا قدم نرکھنا جہاں باختری دیوتاؤں کی مذمت علے الاعلان اور نہایت سرگرمی سے بیان کیجاتی ہے، بہرحال ایسے نہایت عمدہ موقع پر اور ایسی عجیب سہولت پذیر زمانہ میں کہ شاہ اسیریا مع اپنے کل لشکر اور رعایا کے جشن اور عیش و عشرت میں مصروف اور شاہد پرستی میں مصروف اور بے غل و غش بادہ گساری میں مصروف تھا کہ یکایک دشمن نے کثیر فوج سے دِرّانہ شہر میں داخل ہوکر قتل عام شروع کردیا اور اسقدر لوگ تہ تیغ کیئے گئے کہ شہر کے گلی کوچوں میں خون کا دریا بہنے لگا آخرکار ایک عظیم قتل و غارت کے بعد جسمیں خود شاہ نینوا بھی مارا گیا باشندگان شہر نے حملہ آور گروہ کی جنکی نسبت مورخین قدیم کا بیان ہے کہ وہ اہل کالدیا تھے اطاعت اختیار کرلی اور شہر میں امن و امان ہو گیا۔

## اہل نینوا کے ہاتھ سے بنی اسرائیل کی گرفتاری اور شہر ٹیالس کی بادی

مورخین قدیم نے اس بابت اتفاق کیا ہے کہ سب سے پہلے جس ملک یا شہر یا سلطنت نے مقلدین مذہب حق یعنے بنی اسرائیل (یہود) کو تباہ اور برباد اور قتل و اسیر کیا ہے وہ شہر نینوا ہی ہے بیان کیا جاتا ہے کہ اس زمانہ میں یہودیوں میں نہایت نفاق اور خود رائی پھیلی ہوئی تھی اور تمام امرائے سلطنت یہود اپنی حالت میں گرفتار تھے اور اگرچہ انکے مذہبی اصول میں ایک عجیب طرح کا خلط ملط ہو گیا تھا لیکن یہ ضرور ہے کہ اسوقت تک اُنہوں نے اپنی

کتاب اور اصول شریعت میں کوئی اس طرح کی خرابی نہیں پیدا کی تہی جس سے اس مذہب کی اصلی بنیاد میں شدید فرق نمودار ہوگیا ہو۔ وہ یعنے بنی اسرائیل ظلم اور دروغگوئی پر کمربستہ ہوگئی تہی اور اپنی گروہ قوم سے انکو ہمدردی بہت کم تہی اور ایک خاص طریقہ کی عیش پرستی اور خدافراموشی نے انکو دین و دنیا سے بیگانہ کردیا تہا۔ اور اسی باعث انکی ملکی حالت نہایت کمزور ہوگئی تہی۔ وہ پہلا شہر جسکی پہلی دفعہ ایک آبادی بنی اسرائیل کی حیثیت سے تباہی اور بربادی باشندگان نینوا کے ہاتہہ سے ہوی خبیائل[1] والونکا شہر تہا۔ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس شہر کی بربادی کی نسبت پہلے سے کوئی پیشین گوئی ہو چکی تہی اور جو کچھ مورخین قدیم نے اس شہر کی اس زمانہ کی نسبت اپنی تحقیقات لکہی ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شہر مذکور کے باشندوں نے اپنی زندگی کے عمدہ پیمانے کو بالکل فراموش کردیا تہا ہر طرف وحشت اور جہالت پہیلا شروع ہوگئی تہی اور حکام کے ظلم اور ایذا رسانی سے بہت سی آبادی یہاں سے جلاوطن ہوکر نینوا میں آباد ہونے کو چلی گئی تہی۔ کواب معدلت عامہ بالکل بند ہوگئی اس حالت سے جب اہل نینوا کو اطلاع ہوئی تو انکے بادشاہ نے موقع پاکر ایک بڑی جمعیت کے ساتہہ یہودیوں پر حملہ کیا اور انکی ایک بڑی تعداد قتل و غارت کے بعد گرفتار کرلی اور یہ سب بنی اسرائیل غلامی کی حالت میں لائی گئی اور انسے ذلیل خدمات لیجاتی تہیں۔ یہ بہی ایک مورخ لکہتا ہے کہ کفار نینوا نے اس روز کہ جب بنی اسرائیل پر فتح پائی تہی ایک عید کا دن قرار دیا تہا۔ یہ حالت اسدرجہ ظلم و جور تک پہنچگئی تہی کہ بنی اسرائیل اور جانوروں میں کوئی فرق نہیں رکہا گیا۔ انکے خاندان کے خاندان مختلف مقامات میں جلاوطن کردیئے گئے اور زبردستی انکو بت پرستی پر مجبور کیا جاتا تہا۔ یہودی عورتیں مردوں سے زیادہ طرح طرح کے مظالم میں گرفتار تہیں اور اس فتح کے بعد جسقدر سرگرمی بداعمالی اور بت پرستی میں باشندگان نینوا کو ہوگئی تہی وہ ایسی شدید تہی کہ خود انکی ہم مذہب اہل تحقیق نے انپر نہایت آزادی سے نکتہ چینی کی ہے۔ اور انجام ساکنان نینوا کے ظلم و جور کا یہ ہوا کہ انکی بابت پیشگاہ رب الافواج سے نہایت سخت وعید اسوقت کے انبیاء کی معرفت نازل ہوے اور بہت سی پیشین گوئیوں سے اسبات کو عام طور سے شہرت

[1] قبیلہ نیوشن ایک انگریز مورخ لکہتا ہے کہ دنیا میں نینوا ہی پہلا شہر ہے جسکے باشندوں نے یہودیوں کی قتل و غارت اور اسیری پر کمر باندہی اور علمداری بنی اسرائیل میں پہلا شہر جو انہوں نے اسطرح تباہ کیا تہا وہ خبنابلس کا شہر کہلاتا تہا ۱۲

ہوگئی کہ نینوا عنقریب برباد ہوجانیوالا ہے چنانچہ ایک خاص پیشین گوئی جو سر استر تکمیل آگئی اِس موقع پر لکہی جاتی ہے کہ جب وہ اِسمیں ایک دوسری سے کانٹوں کی طرح اُلجہنے لگینگے اور جسوقت وہ نشہ بازوں کی طرح بالکل نشہ میں مدہوش ہونگے تو وہ بالکل ایک سوکہا ہوا ٹہنٹہ ہوجائینگے؂ اِس مقدس پیشین گوئی کرنے والے نے دشمنوں سے لوٹ کا بہی وعدہ کیا تہا چنانچہ ذیل کے الفاظ سے اِسکی تصدیق ہوتی ہے کہ ؂ اُنکے نقری سامان کو لوٹ لو اور اُنکی طلائی سرمایہ کو غارت کردو کیونکہ اِس موقع پر بیشمار سامان دولتمندی ہر قسم کا موجود ہے؂ اور ایک مورخ لکہتا ہے کہ سونے اور چاندی کے بیشمار سکے اور ٹکڑے جو اِس شہر میں آتش زدگی سے بچائے گئے تہے وہ شہر اکبا تانا کو بہیجدیئے گئے۔ تمام مورخین قدیم مع ناحم اسبات پر متفق ہیں کہ شہر نینوا صرف سیلاب فرات اور دشمنوں کی قتل و غارت ہی سے برباد نہیں ہوا بلکہ زیادہ تر نقصان اِس شہر کو آتش زنی سے ہوا تہا اور جسطرح ڈایوڈورس مورخ لکہتا ہے شہر مذکور ایک حصہ تو طغیانی سے اور ایک حصہ صرف آگ لگا دینے سے نیست و نابود ہوا۔

حملہ آور فوج جسنے نینوا کے نام و نشان کو بہی نیست و نابود کردیا خود ایسے گروہ سے تہی جو مذہب اور ملت میں اہل نینوا کے شریک تہا اور اِسکے افسر ایک ایسے بادشاہ کی ماتحت تہی جسکے مورث اعلے نے دنیا میں پہلے پہل فرمانروائی اور سلطنت آرائی کا فخر و اعزاز حاصل کیا تہا۔ اِسمیں کسی طرح کا بہی شک نہیں کہ اہل باختر (بکٹیرینس) جو اپنے کو آسمان کی اولاد کہتے تہے زمانہ میں اِس بات کے واسطے ہمیشہ نامور رہینگے کہ اُنہوں نے حکمرانی اور ملکی تعلقات قایم کرنے کے اصول اور ایسے قواعد ایجاد کیے جسنے دنیا میں شخصی سلطنت کی بنیاد پڑی

---

؂ ناحم نبی کی کتاب۔ ڈایوڈورس اِس پیشین گوئی کی شرح میں لکہتا ہے کہ وہ حملہ آور لشکر شہر نینوا کے لوٹ سے دولتمند ہوگئی تہے ۱۲ اکثر عیسائی مورخ لکہتے ہیں کہ جسقدر پیشین گوئیاں انبیاء بنی اسرائیل کی تکمیل شہر نینوا کی بربادی کی بابت ہوگئی وہ سب ناحم نبی کی کتاب خورد میں تفصیل کے ساتہہ موجود ہیں اور اِسکے علاوہ طبقا بناسکے تینوں منتدوں میں بہی اُنکا ذکر موجود ہے گو بسبب گذر جانے مدت دراز اور بعید زمانہ کی ہماری جدید عہد میں اِس کتاب کی صداقت میں شک کیا جائے خورنفس مورخ نے عہد جوتہم بادشاہ کے حالات کے ذکر میں ایک مختصر سا نوٹ یہہ بہی دیا ہے کہ ؂ اِس زمانہ میں ایک نبی مبعوث ہوئے تہے جنکا نام ناحم تہا اور اُنہوں نے اہل نینوا کی بربادی اور معدومی کی نسبت حسب ذیل پیشین گوئی کی تہی کہ ؂ نینوا ایک دریائے آب کیطرح جوش مارتا ہوا نظر آتا ہوگا اور اِسی مورخ کا بیان ہے کہ ناحم نبی نے اور بہی

اور تمام بندگان خدا ایک ہی شخص کی جبارانہ حکومت کی اطاعت و پابندی پر مجبور کیگئ گو ایک مسلسل تحریر قدیم سے یہ بات بخوبی ذہن میں آسکتی ہے کہ شہر نینوا کی آبادی کی ابتدا جس پیمانہ پر ہوئی تھی وہ اس بات کا مجوعہ تھا کہ آیندہ ایک عظیم بربادی اوس شہر کے واسطے پیش آنے والی ہے۔ گویا شہر مذکور کی عظیمترین آبادی اسی لیئے تھی کہ وہ دنیا کی طرز رفتار اور زمانہ کی کروٹ سے پس جانے یا پامال ہونے کے واسطے قایم رکھی جائے۔

بادشاہ نینوا جو بعض مورخین کے نزدیک پورے ساٹھہ برس تک یہودیوں کی تباہی میں مبتلا رہ چکا تھا اور جسکے عہد میں دولت و مال اور قوت و اقبال کی حد نہیں رہی تھی اپنی اِس جفا شعاری اور سب سے زیادہ بت پرستی کی پاداش میں اپنی ہی ہم قوم دشمن کے ہاتھہ سے کتے کی موت مارا گیا اور ایک ایسے شہر کی عظمت و بزرگی دفعتہً خاک میں ملگئی جس سے بڑہکر باجاہ و جلال شہر روے زمین پر اتبک آباد نہیں ہوا ہے۔ اِس شدید اور نہایت ہولناک بربادی شہر مذکور کی نسبت یہ پیشین گوئی بہی مشہور ہو چکی تہی کہ ”خالق قدیس کی سرزمین کا ایک نہایت عبرتناک خاتمہ لوگوں کے سامنے لائیگا۔ تباہی اور ایذا رسانی اسکی طرف سے اب کیسکے واسطے ہوگی وہ اب بالکل خالی اور برباد اور ویران ہے۔ رب الافواج نے اسکی شمال و جنوب کی خلاف اپنا ہاتہہ بلند کر دیا ہے اور علے ہذا اسیریا کی بربادی ضرور ہوگی اور نینوا ایک پامال اور ایک جنگلی ہولناک حصہ زمین قرار پا جائے گا اور وہ وقت کب آئیگا کہ آبادی نینوی ایک برباد اور ایسی سرزمین ہو جائے گی جسمیں صرف حشرات الارض مسکن بنائینگی اور جا بجا جنگلی درندے اور حیوانات موذیہ اسمیں لوٹتے اور چلتے پہرتے نظر آئینگے“

سے پیشین گوئیاں کی تہیں جنکی تفصیل کی اس موقع پر ضرورت نہیں ہے اور جو نیدرہ سو برس کے عرصہ میں تمام و کمال درجہ تکمیل کو پہنچ گئی۔ جیروم اپنے دیباچہ کتاب تواریخ میں جو سنہ ۳۹۲ مسیحی میں تصنیف ہوئی ہے لکھتا ہے کہ اسی طرز و طریقہ پر جیساکہ ذکر ہو چکا ہے نینوا کی بربادی کا حال بالاتفاق یونانی اور عبرانی مورخوں نے بہی لکہا ہے اور ایک مورخ نے اپنی شرح کتاب ناحم نبی میں شہر مذکور کی اور بربادی اسیریا و بابل کی بابت نہایت تفصیل کے ساتھہ اسکا ذکر کیا ہے کہ نینوا کی بربادی او تاخت و تاراج اہل کالدیا اور باشندگان بابل کے ہاتہہ سے ہوئی تہی اور اسی عنوان سے سر سائرل مورخ باشندہ اسکندریہ جو سنہ ۴۱۲ عیسوی میں پیدا ہوا تہا اس پیشین گوئی کی شرح کی ہے جسمیں یوجارٹ مورخ کی تحقیقات کا بہی حوالہ ہے اسمیں نہ صرف بربادی نینوا ہی کا ذکر ہے بلکہ جسقدر مفصل حالات نوشتیں ایک ارمنی مورخ نے آبادی و خرابی نینوا کی لکہی ہیں۔ اسکی بیانات کی تطبیق علاوہ متوسط مورخین کے جنہوں نے اس ہیکیٹ

دوسری صدی عیسوی میں ایک دیسی باشندہ کنارہ دریائے فرات مسمے لوشین نے اسبات کی شہادت دی ہے کہ نینوا برباد ہوکر بالکل نیست و نابود ہوگیا یہانتک کہ اسکی برباد شدہ آثار قدیمہ کا بھی اب نام و نشان اور پتہ نہیں نظر آتا ہے بلکہ یہہ بھی دریافت ہونا مشکل ہے کہ شہر مذکور کس موقع پر آباد تہا۔

لوشین مورخ کی اِس اظہار اور نیز بہت سے صدیوں کے گذر جانے پر دیکھنے مابین زمانے یہ نتیجہ ہمارے سامنے پیش کردیا ہے کہ شہر مذکور کی بابت یہ امر بھی دریافت کرنا مشکل ہے کہ وہ کس جگہ آباد تہا۔ غور کرنے سے اگرچہ یہ ناامیدی پیدا ہوتی ہے کہ نینوی کی آبادی اور اسکی سرزمین کی اصلی حالت سے کہ کس موقع پر وہ آباد تہا آگاہی ہونا ہم بعض آثار قدیمہ سے اِس شہر کہنہ کی بابت یہ شبہہ ہوتا ہے کہ وہ حال کی آباد شہر موصل کے نہایت ہی متصل آباد تہا جسکو اکثر نہایت محقق سیاحان ارض شام اور عراق و حجاز کی سیر و سفر کی حالات نے اور قوی کردیا ہے۔ اکثر مورخین لکھتے ہیں کہ اسکے نام اور حالات مذکورہ کی تحقیق باشندگان ملک مذکور سے سات صدی عیسوی میں بخوبی ہوگئی تہی کیونکہ یہہ وہ زمانہ تہا جبکہ خسرو پرویز نے جنگ نینوا میں اپنی قسمت آزمائی کی تہی اِس لڑائی کی حالت کی نسبت مشہور مورخ گبن اِسطرح لکھتا ہے کہ "رومی جنرلوں نے نہایت دلیرانہ طور پر مقام اکنزس سے دریائے دجلہ کی جانب پیشقدمی کی تہی اور رراہبزاتس کی بزدلانہ دانشمندی نے اِس امر کو پسندیدہ سمجہا کہ اِسکی فوج کا قیام ایک نہایت قدیم اور ویران ملک میں ہونا چاہیئے چنانچہ اِس حکم کی قطعی تعمیل سے عنان قسمت سلطنت عجم کی اِس سرزمین میں بالکل اُلٹ دیگئی"۔

دریائے دجلہ کی مشرقی جانب موصل کے پل کے متصل نینوائے اعظم اِس معرکے واسطے انتخاب کیا گیا تہا۔ گو شہر مذکور اور نیز اسکی قدیمی آثار عرصہ دراز ہوا کہ صفحہ دہر سے مٹ گئی ہیں لیکن اِسکے سطح وسیع پر اِن دونوں یعنے رومی اور ایرانی لشکروں نے نہایت گھمسان کی معرکہ

---

پر بہت کچہ بحث کی ہے بوچارٹ۔ مارشم۔ اور لوکل مورخین نے سترہوین صدی میں۔ ڈاایوڈورس سکولس مورخ نے جسنے مذکورہ بالا معاملہ پر نہایت تفصیلی رائے دی ہے بحالیکہ اسنے جسقدر اسبابت کہ نینوی کی بربادی کس طرح ہوی لکہا ہے ہیروڈوٹس۔ اسٹرابو۔ ٹاکٹس بلینی کی تحقیقاتوں کا خلاصہ ہے۔ زوال و بربادی نینوی کی حالات بالتفصیل شایع ہوچکے ہیں اور ناحم اور صفنیاہ کی پیشین گوئیاں بھی عام طور سے مشہور ہوگئی ہیں اور ۱۸۱۵ء میں یہہ حالات مطبوع بھی ہوچکی ہیں۔

آرائی کی تہی اور اسقدر خونریزی ہوی تہی کہ کوسوں تک آدمیوں کی نعشیں ہی نعشیں نظر آتی تہیں۔ دراصل گویا شہر نینوا کا رقبہ آبادی اِس واقعہ کے لیے خاص مقام امتحان جانبازی مقرر ہوا تہا۔ مشہور مورخ مسٹر ریچ اپنے سفرنامہ میں لکہتے ہیں کہ ایک محقق شخص کے واسطے اسقدر غور کرنا کافی ہے جو درحقیقت اِن تمام آثار قدیمہ کی مسلسل حالات قدامت کا آئینہ ہے کہ باوجود ایسی شدید جنگ اور نیز اسقدر عرصہ کہ آرائیوں کے شہر مذکور کی رقبہ کی گذشتہ حالت میں کسی قسم کا فرق نہیں ہوا، نینوا کے قدیم ظروف اور صناعی کے اشیا اور بہتر پر نقش و نگار کی ہوی چیزیں اہل بابل اپنے ملک میں لوٹ کر لیگئے۔ یہ سب اشیا باشندگان نینوا کی بنائی ہوی ہیں اکثر بابل کی قدیم خرابوں اور کہنڈروں سے اب تک برآمد ہوتی ہیں بہرحال اِس عظیم ترین آبادی اور ملک و سلطنت کی سرسبزی اور وہاں کے مغرور اور دولتمند اشخاص کی ثروت و دولتمندی کی دفعتًہ تباہ و برباد ہو جانے کی باعث اِس بربادی کی انتظار کی حالت میں خداوند قدیم کی اِس ارشاد نے پوری تکمیل پائی جو ناحم نبی کی زبانی بیان کیا گیا تہا کہ وہ سب سے اول یہ امر ہے کہ باوجود ایسی عظیم آبادی اور دولتمندی کی اُنکی سرسبزی کہ وہ نہایت رونق دار اور دلفریب چشموں اور طراوت بخش انہار کی سرزمین بالکل ویران میدانوں کی صورت میں بدل جائے گی صاف الفاظ جو پیشین گوئی کے اسبات ہیں وہ حسب ذیل ہیں (تو ایسے کو سبزہ زار کا کیڑا بنا لے اور تم بتعداد کثیر ٹڈوں اور ٹیڑیوں کی صورت میں تبدیل ہو جاؤ گی تیرے سوداگر آسمان کے نیچے ستارے مضروب کرینگے اور کیڑے مکوڑے تجہیں دوڑاتے اور رینگتے پہرینگے۔ تیرا تاج و تخت ٹڈیوں کی صورت میں دکہائی دیگا اور تیرے کتانوں کی ہڈیاں اِس سبزہ زار کی مٹی میں ملجائینگے جو موسم سرما میں اپنی خضارت اور سرسبزی سے ایک عجیب طرح کے جنگل کا نمونہ ہوگی اور انکی قیام گاہیں بالکل نہ ثابت کر سکینگے کہ وہ دراصل کسجگہ واقع تہیں ہم امیں شک نہیں کہ دنیا کے رہنے والے اِس سے زیادہ اور کونسا عبرتناک منظر پا سکتی ہیں کہ وہ نظر غور سے نینوے کی ویرانوں کو دیکہیں جو سرزمین بابل سے زیادہ پامالی کی حالت میں ہیں۔

## شہر نینوی کی عمارتیں

اگرچہ عام طور سے اِس شہر کی قدیم عمارتیں بہ لحاظ اپنے استحکام اور پیچ در پیچ ہونے کی نہایت

عجیب وغریب خیال کی گئی تھیں لیکن سب سے زیادہ حیرتناک اہل شہر کی مندر اور دو منزلہ مکان تھیں جو تمام شہر کی عمارتوں سے بلند اور مضبوط اور بارونق تھیں اور باشندگان نینوی کثر اپنی تمام عمر کی دولت صرف ایک چھوٹے سے مندر کی تعمیر میں صرف کر دیتے تھے - اسکے علاوہ شاہ اکباٹانا کا محل جسکو نمرود یا بابل سے بلحاظ قرابت نہایت قریب تعلق تھا ایسا رفیع الشان اور بلند اور بازیب وزینت تھا کہ صرف اسکے دروازوں کی آرایش ملک کی ایک برس کی محاصل سے کی گئی تھی - اسکے علاوہ ایک اور شاہی مکان تھا جسے اہل بابل و کالدیا نے اپنی تسلط و قبضہ کے وقت منہدم کر ڈالا تھا اس شاہی مکان میں صرف دو ہزار ستون سنگ و رخام کے لگائے گئے تھے اور اسی کی مثل دیگر عمارت کی حالت خیال کرنا چاہیئے جس مکان میں اسیران بنی اسرائیل قید کیئے گئے تھے وہ بھی ایک نہایت عظیم الشان حصہ شاہی محل کا جو اپنے زمانہ اپنی آرایش اور زیب وزینت میں تمام ملک میں لاثانی تھا - مشہور ہے کہ اہل نینوی کی عمارتیں زیادہ تر سنگ رخام اور اسی قسم کی پتھروں کی تھیں جو بہ نسبت زمانہ حال کی عمارات تعمیرات کی نہایت زیادہ کرخت اور بمقابلہ صنعت حال کے ایک نہایت ہی اعلے درجہ کی صناعی کا نمونہ تھے -

راکا مندر اور اوسس کی خانقاہ جنتک بعل کا بتخانہ بابل میں نہیں تعمیر ہوا تھا اپنی خوبی تعمیر کے اعتبار سے روے زمین پر بے عدیل و نظیر سمجھا جاتا تھا - اور اسکی تیاری میں سلطنت کی طرف سے جو لاگت صرف ہوئی تھی اسکا اندازہ صرف اسی سے ہو سکتا تھا کہ ہر روز پچاس ہزار مزدوران و دو نو تعمیروں میں کام کرتے تھے جنکی روکھی پھیکی روٹی میں پچاس ہزار کیل دال ایک قسم کا پیمانہ آٹا صرف ہو جایا کرتا تھا -

## باشندگان نینوا کے بت اور انکا طریقہ پرستش

اسمیں شک نہیں ہے کہ تمام نینوا کے رہنے والے بت پرست تھے اور وہ خداے وحدہ لاشریک اور واجب الوجود حقیقی کے وجود کے قطعی منکر تھے باوجودیکہ انمیں ایک بہت بڑی جماعت ایسے اشخاص کی تھی جو حکما کے لقب کی سزاوار تھی کیونکہ انھوں نے بہت سے اسرار تاثیرات اشیا کے ایسے دریافت کر لیئے تھے جو سوائے نہایت درجہ ذی علم ارباب تحقیق کے دوسروں سے تقریبا ناممکن تھے علوم ذہنی میں بھی انکو نہایت اعلے درجہ کی مہارت تھی اور نظریات کے سمجھنے اور سمجھانے میں ایسی دستگاہ رکھتے تھے

کہ دور دراز سے شایقین علم انکے پاس درس و تدریس کے واسطے جاتی تہی۔ علم اشراق
جسکی بہت سی شاخین اسوقت بہی دنیا کی اکثر حصص ہات مین بطور علم شایع ہین بیان ہے کہ
انکی خاص ایجاد ہے گو بہت سے مورخین نے اسبابت اختلاف کیا ہے۔ ایسے علم و دانش
اور ایسے ذہن و ذکا اور قوائے انتقال ذہنی کی موجودگی پر وہ اس سرچشمہ سے بالکل بیخبر
بلکہ اسکی قطعی منکر تہے اور اسکا مضحکہ اُڑاتے تہے جو ایک واجب الوجود خدائے نامرئی
قادر مطلق کے فیضان سے جاری ہوا تہا یعنے مذہب حق سے انکو دشمنی ہوگئی تہی اور جسقدر
اس بابت انکو سرگرمی تہی وہ سراسر کفر اور الحاد اور زندقہ سے بہری ہوی تہی۔ وہ بیشمار
دیوتاؤنکی پرستش کرتے تہے اور ان پتہروں اور لکڑی کے بجیس اور بیجان ٹکڑونکو معبود
اور الہ سمجہتے تہے جو خود اپنی نقل و حرکت اور ساخت کے محتاج ہیں وہ نہایت تہ دل سے
خبیث ارواح اور بیشمار ستاروں اور قسم قسم کے درختوں اور گہونگہوں اور ساندے کی
چہلکوں کو قابل پرستش یقین کرتے تہے اور انکو اپنی حاجات و مشکلات کا ادا کرنے والی جانتے تہے
انکی منتیں مانتے اور انکے آگے نذر بہیٹ چڑہاتے اور انکی فرضی عظمت اور جلال اور خیالی
فائدہ رسانی اور قوت کی بہجن گاتے تہے لیکن ایک صرف اُس خدا کی پرستش سے انکو انکار
تہا جو درحقیقت الہ تحقیقی اور خالق عالم اور قادر علے الاطلاق ہے اور جسکی قدرت اور مبداء
فیضان رحمت نے تمام مخلوق کو عالم ہستی سے طرفۃ العین مین ظاہر و آشکارا کردیا۔ اور نہ صرف
ایسے خدائے حقیقی کے وجود کی وہ لوگ منکر ہی تہے بلکہ بوجہہ انبیاء بنی اسرائیل کے متواتر
اصرار کوششونکی کہ ہیں خدائے حقیقی کی نام اور کاروبار قدرت کی قدر ان لوگونکی نگاہ میں پیدا ہو باشندگان شہر نینوا
اس رحیم و کریم خدا کے نام کے دشمن ہوگئے تہے اور یہانتک اس عداوت اور عناد کو اشتداد ہوگیا تہا کہ مذہب حق
کے جسقدر مقلدین انکی قابو اور اختیار میں آجاتے تہے انکو ایسے شدید اور ہولناک ایذائیں پہنچاتی تہے جسے ایکبار یک سی بار
خلقت انسانی بہی گوارا نہیں کرسکتی ہے۔ ہر گلی کوچے میں را کی پرستش علانیہ ہوتی تہی
جسکا بت اکثر لکڑی کو تراش کر بنایا جاتا تہا اور اسکے علاوہ اور بہی بعض مورتین انکے مندرون
میں اس قسم کی رکہی رہتی تہین جنکی عظمت و قوت الوہیت کے یہ کافر لوگ تہ دل سے معتقد
تہے اور ہمیشہ اس تلاش میں بہی رہتے تہے کہ سوائے ان دیوتاؤں کے کوئی اور بہی دیوتا
ایسا ہے جسکی مورت تراش کر پرستش کرنے سے انکے معبودوں کی تعداد میں ترقی ہوجائے
یہ ایک عجیب حیرتناک غلطی اس گروہ نابکار کی تہی کہ اپنی فطرت کے خلاف اسبات پر ہمیشہ

سرگرم رہتے تھے کہ بطور شوق اور تفریح ایسے معبودوں کی تعداد دریافت کریں جو اپنی قوت مجموعی سے کسی دوسرے شخص کی دیوتاؤں کی قوت پر غالب آجائیں اور اس سے یہہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ باشندگان نینوا سراسر اوہام پرستی اور مادہ پرستی اور ضعیف الاعتقادی میں اپنا عدیل و نظیر نہیں رکھتے تھے۔

## اہل نینوا کی طرز معاشرت اور انکی علمی ترقیات

اگرچہ ساکنین بابل و کالدیا کی طرز معاشرت نے دنیائی تہذیب میں زمانہ قدیم میں ایک عجیب انقلاب ہر قسم کے اصول زندگی میں پیدا کر دیا تھا اور یہہ بھی ضرور ہے کہ انکی طرز معاشرت سے اس قسم کے نتیجے پیدا ہوئے تھے جنکی قدیم طریقہ زندگانی میں بہت کچھ اصلاح ہو گئی تھی لیکن اس بات کے یقین کرنے میں ذرا بھی شبہہ نہیں ہو سکتا کہ یہہ جسقدر تمدنی حالت کی عمدگی اور علمی ترقیات اور مختلف فنون اور صنایع و بدایع اور تہذیب کے اصول تھے وہ سراسر اہل نینوا کے قایم کیئے ہوئے بلکہ ایجاد کیئے ہوئے تھے اور ایک مسلسل تحقیق منبع التواریخ سے یہہ امر بخوبی ثابت و منکشف ہے کہ دنیا میں تہذیب کی اشاعت اور تمدنی معاملات کی ترویج صرف اہل نینوا کی ذات سے شروع ہوئی اور یہی وہ لوگ تھے جو نہایت تاریک زمانہ قدیم میں ایک عجیب و غریب طریقہ زندگی انسان میں سہولت سے انجام پا جانیکا اصول قایم کر چکے تھے انہوں نے ہر قسم کی رسم و رواج جو مختلف مذہبی تیوہاروں میں کفار کے یہاں ضروری سمجھی جاتی تھی علاوہ اصل اصول مذہب کے اس غرض سے کہ دائرہ مذہب میں ایک مستحکم وسعت ہو جاوے جاری کر دی تھی اور گویا یہہ امر یقینی ہے کہ مختلف زبانوں میں مذہب میں علاوہ قطعی ارکان کے جسقدر زیادہ اسمیں انجام دیجاتی ہیں انکے سلسلہ اور ضرورت کو اہل نینوا نے اپنی حماقت اور یادہ پرستی کے جوش میں تمام دنیا میں پھیلا دینیکے واسطے سرگرمی ظاہر کی تھی۔ اور وہ ہمیشہ اور ہر روز ایسے طریقہ ایجاد کرتے رہتے تھے جن سے انکا باطن بھی اپنی اصلیت کی نظر سے عجیب و غریب پلٹے کھاتا رہتا تھا۔

شادی و غمی اور اسکے علاوہ بہت سے ایسے عجیب و غریب تقریبیں انہوں نے اپنی زندگی کے واسطے ضروری سمجھ لی تھیں جن سے کوئی وقت کسی نہ کسی رسم کے ادا کرنے سے انکے لیئے خالی نہ تھا۔ وہ نجوم کی تاثیر کے قایل تھے اور سفر و سیاحت میں اسکے نتائج پر پورا پورا

عمل کرنے میں اپنی قطعی فلاح سمجھتے تھے اہل نینوا کے اطفال کے پیدا ہونے سے انکے پیوند زمین ہونے تک ایک عجیب رسموں کا دریا فطرت انسانی پر لہریں مارتا ہوا نظر آتا ہے جسمیں ایک بہت بڑا گروہ بالکل ڈوبا ہوا تھا اور بعض صرف اسقدر فارغ رہتے تھے کہ دنیا کی ضروری یا منصبی کاروبار میں کوئی مشکل روبکار نہو۔

شادی کی رسمیں عموماً ایک ہی طرف کی تھیں تاہم خاندان شاہی کے واسطے انمیں سے بہت سی باتیں ایسی خاص تھیں جو وقت پر اِسکو بکمال سرگرمی سے ادا کرنی پڑتی تھیں اور جنکی ضرورت ایسی لازمی سمجھی گئی تھی کہ اگر ان تقریبوں میں کوئی معمولی رسم بھی پوری نہوتی تھی تو وہ بدشگونی سمجھی جاتی تھی۔ غمی کی تقریبات میں شاہی خاندان کی طرف سے بہت بڑا اہتمام ہوتا تھا اور ہر ایک شخص جو ذرا بھی خاندان شاہی کا ممبر سمجھا جاتا تھا مدتوں تک اُسکا ماتم رکھا جاتا تھا اور بہت سی وہ رسمیں جو اکثر دور دست دیار مشرق میں اسموقع پر ادا کیجاتی ہیں وہ اِس زمانہ میں بھی کسی قدر اختلاف کے ساتھہ پوری کیجاتی تھیں گویا جسقدر ایسی رسمیں اسوقت تک ان مقامات میں اتبک موجود ہیں وہ دراصل اہل نینوا سے ہی کی ایجاد نہیں جنہیں اہل کالدیا نے بھی بلا اختلاف اپنے یہاں شایع کرنا ضروری سمجھ لیا تھا اور اِسکے ساتھہ ہی تمام ایشیا کی بت پرست اقوام میں اُنکو درجہ قبولیت حاصل ہوگیا تھا۔

اہل نینوا عام طور سے سیاحت کو بہت کم پسند کرتے تھے تاہم تجارتی ترقی کی طرف انکا خیال ازحد رجوع اور انکے تاجروں کے کارواں تمام عراق اور شام اور ہندوستان کی سرسبز اور متمدن اقطاع میں آمد و رفت رکھتے تھے اور اطراف عالم میں کوئی جگہ ایسی نہ تھی کہ جہاں دو ایک اہل نینوا بطریق تجارت نہ پہونچے ہوں اور اُنہوں نے اپنی تہذیب اور عجیب و غریب طریقہ مذہب سے وہاں کے باشندوں کو آگاہ نہ کردیا ہو۔ گو اسبابت بہت شک کیا جاسکتا ہے کہ ایسے مقامات جہاں نینوے کے تاجر بنظر تجارت آمد و رفت رکھتے تھے انمیں تہذیب اسدرجہ پر پہونچی ہوئی تھی کہ وہ ان اصول زندگانی کو جنہیں اہل نینوا نے بڑی سرگرمی سے اختیار کیا تھا قبول کرسکیں یہ لوگ ہندوستان سے گذر کر چین کے اندرون ملک تک پہنچ جاتے تھے اور گو اِس بابت کوئی قطعی تاریخ سے نہیں ملتا ہے لیکن بعض قراین حالیہ اِس قسم کے پائے جاتے ہیں جنسے یہ امر بخوبی دریافت ہوتا ہے کہ اہل نینوا کے تاجران مقامات میں سلسلہ کے طور پر اپنے ملک کے اشیا کا تبادلہ کرتے رہتے تھے

اور اِس طریقہ سے جسقدر نفع انکو حاصل ہوتا تہا وہ بہی ملکی سرسبزی کی ایک نہایت قابل اطمینان
شاخ اور حصہ سمجہا جا سکتا ہے۔ قالین اور مشک اور شتر مرغ کے پر اور سونا اور چاندی اور
جواہرات اور ہر قسم کی نہایت خوشنما بنی ہوی کانسی کے برتن اور گہوڑے انکے خاص
تجارتی اشیا میں داخل تہے۔ لیکن با اینہمہ ترقی تجارت یہہ حالت صرف ایک خاص گروہ
کی تہی عام طور سے تجارت کا پیمانہ نہایت ناقدری کے ساتہہ اندازہ کیا جاتا تہا اور نینوا کے
اہل ملک زیادہ تر فوجی زندگی یا علمی تحصیل میں اپنا وقت صرف کرتے تہے۔ سنگتراشی میں انکی
نادرستی اور نادر الکمالی کا ثبوت اِس بات سے ظاہر ہے کہ انہوں نے ایسی ایسی صناعیاں
در و دیوار نینوا میں جو بالکل پتہر کی تہیں دکہائی تہیں جنہیں اہل کالدیا بہی جو بعد کو فن سنگتراشی
میں ایک قسم کے موجد سمجہے جاتے تہے نہایت تعجب اور حیرت کی نظر سے دیکہتے تہے
انکی قیدیوں کی حالت نہایت عبرتناک اور از حد ظالمانہ تہی اور یہی حال اہل نینوا کی کنیزوں
اور غلاموں کا تہا انکو کوئی بہی انسانی حق حاصل نہیں تہا اور بالکل جانوروں کی مثل انکے ساتہہ
برتاؤ ہوتا تہا۔ زیادہ تر غلامی کی مصیبت میں بنی اسرائیل مبتلا تہے جو اہل نینوا کی ہر ذلیل سی
ذلیل خدمت بہی انجام دینے کے واسطے مستعد رکہی جاتی تہی۔

یہہ غلام اور لونڈیاں گہر کی بیجان اشیا کی طرح سمجہی جاتی تہیں اور انکے خون اور جان کی
کوئی بہی پُرسش حاکم وقت کی طرف سے نہیں تہی۔ اور سب سے زیادہ ایک خرابی یہہ تہی کہ
اگر غلام کیسی اعلے سے اعلے خاندان کا کیوں نہو اور اُس سے کیسی ہی عمدہ خدمت اپنے مالک
کی ظہور پذیر کیوں نہو وہ اسیر بہی ایک ایسے جانور کے مانند سمجہا جاتا تہا جو گہوڑوں اور گائے
بیلوں میں اپنی خوبصورتی یا محنت یا کسی اور وجہہ سے مالک کی نگاہ میں کوئی خاص درجہ
قایم کر لیتا ہے۔ قانون ملکی عام حالت میں عجیب طرح کا تہا جسطرح ایک چور اپنے جرم کے باعث
قطعًا قابل قتل سمجہا جاتا تہا اِسی کی مثل ایک ایسا شخص بہی واجب القتل قرار دیا جاتا تہا جو
بنی اسرائیل کو کیسے ایسی خدمت پر مقرر کر دینے کا ساعی ہو جسکو خاص وہیں باشندوں سے
تہوڑی سی بہی مساوات حاصل ہو سکتی ہو۔ مالگذاری کے حقوق کچہہ عجیب طرح کی تہی رعایا
کو اپنے رفاہ اور فلاح کے واسطے کاشتکاری سے صرف اِسقدر حصہ ملتا تہا جس سے وہ
اپنی احتیاج ضرورتیں پوری کر سکے اور اسکے ساتہہ ہی تمام غلہ سرکاری محفوظ مکانات
میں بہر دیا جاتا تہا جسکا ایک مطلب یہہ بہی تہا کہ ملکی حفاظت کی غرض سے ایسا انتظام

ضروری ہے کہ دشمن کی حملہ آوری اور غلبہ کے وقت اہل شہر کو اس غلہ کی موجودگی سے آسانی ہو
فوجی حالت بہ نسبت دیگر انتظام ملک کے ایک زمانہ تک باشندگان نینوا کی بہت کچھ
قابل اطمینان رہی ہے اور اسمیں شک نہیں کہ آلات کی عمدگی اور آدمیوں کی کثرت پر جو
بدل خدمات فوجی میں شریک ہوتے تھے نینوا کا بادشاہ بالکل اپنی غفلت اور زناکاری
اور ظلم اور بت پرستی کے آئندہ نتائج سے غافل ہو گیا تھا۔

یہہ ضرور ہے کہ اگرچہ اس قطعہ ملک کے اطراف وجوانب کی سلطنتیں اور حکومتیں اپنی حالت
کو ایک عمدہ پیمانہ انتظام پر لا چکی تھیں اور انمیں فوجی ترقی بھی ایک درجہ تک موجود تھی تاہم
جیسی با اصول فوج اور اعلے درجہ کے سپاہی اور افسر نینوا کے بادشاہ کے ساتھہ تھے وہ
کسی حکومت میں نہیں اور اسی باعث جسطرف اس ملک کے ایک چھوٹے سردار نے
بھی کوئی ارادہ تسخیر کا کیا تو اُسکو نہایت آسان طور پر فتح کر لیا۔ انکی اسلحہ تلوار اور تیر اور
نیزہ اور تبر تھے جنکی خوبی اور عمدگی بطور نظیر دوسرے ملکوں میں بیان کیجاتی تھی اور بعض
مورخین کا بیان ہے کہ پیش قبض جو نہایت ہی تنگ وقت میں ایک سپاہی کی جان بچا سکتا
تھا یہہ اسی ملک کی ایجاد ہے۔

اکثر مورخین لکھتے ہیں کہ تیر اندازی کا ہنر اہل نینوا ہی نے ایجاد کیا ہے اور گو یہہ تحقیق
مشتبہ ہو مگر بعض تاریخی اسباب کی شاہد ہیں کہ اہل نینوا اپنے زمانہ میں فن تیر اندازی
میں اپنا عدیل و نظیر نہیں رکھتے تھے اور اس فن سپہگری کو اور تمام فوجی امور ایک طرح کا
امتیاز اور درجہ حاصل تھا۔ یہہ ضرور تھا کہ شمشیر زنی میں کامل مہارت کے بعد ہر ایک باشندہ
شہر تیر اندازی کے فن میں کمال حاصل کرے اور کم سے کم اسقدر تو بالضرور اسکو مشق کرنی
پڑتی تھی کہ ضرورت کے وقت اپنے اہل ملک کی مدد کر سکے اسباب کے دریافت کرنے سے
کمال حیرت ہوتی ہے کہ جسطرح شاہان عجم اپنے فوجی اشخاص کو فن تیر اندازی میں
کامل ماہر کر دینا چاہتے تھے اس سے زیادہ اہل نینوا کی مصروفیت کا پتہ اس فن کی بابت
اکثر کتب تواریخ سے ملتا ہے۔

عام جرائم کی سزائیں اگرچہ معمولی تھیں لیکن بعض سزائیں اسقدر سخت اور ہیبتناک دیجاتی
تھیں کہ جسکے خیال کرنے سے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں عام طور سے زانی
کو اگرچہ کوئی سزا نہیں دیجاتی تھی لیکن اگر کوئی عورت اعلے خاندان کی کسی شخص کے ساتھہ

ناجائز تعلق پیدا کرکے فرار ہو جائے تو اُسکو مع اُسکے آشنا کے قتل کی سزا دیجاتی تہی اور بعض جرائم میں زندہ مجرم کی کہال اُتار لیجاتی تہی اور دربار شاہی میں ذرا ذرا سے قصور پر آنکہیں نکلوا لینا تو ایک معمولی بات تہی۔ آرے سے کسی انسان کو دو ٹکڑے کرنا عام عبرت کے واسطے پسندیدہ طریقہ انتظام میں داخل کیا گیا تہا اور سلطنت سے بغاوت یا سرکشی کے جرم کی سزا نہایت ہی سخت تہی ایسا مجرم ایک ایسے چکی میں رکہکر مصالحہ کی طرح پیس دیا جاتا تہا جو انسانی آخری زندگی کے اختتام کے واسطے اہل نینوا میں کل جرایم کے واسطے ایک خاص ایجاد قرار دی گئی تہی۔

جسوقت کوئی قریہ یا قصبہ سلطنت سے باغی ہو جاتا تہا تو اسکے تادیب اور گوشمالی بیحد سختی کی کیجاتی تہی اور جہانتک ممکن ہوتا شاہی فوج تمام تر وہاں کے باشندوں کو تہ تیغ کر دیتے تہے اور وہاں کی عمارتوں کو کہود کر خاک میں ملا دیتے تہے۔ اہل نینوا بہت بڑے تفریح دوست تہے اُنہوں نے اپنی دلچسپی کے واسطے طرح طرح کے شغل ایجاد کر لیئے تہے اور زیادہ تر اُنکا وقت عجیب اور خوش رنگ باجوں کے بجانے میں صرف ہوتا تہا علاوہ جنگ وغیرہ کے چند خاص باجے اُنہوں نے اپنے طور سے ایجاد کیئے تہے جنکا نشان بیشمار صدیوں کے گذر جانے سے اسوقت صفحہ روزگار پر نہیں ملتا ہے۔ شہر کے اندر بہت سے ایسے مقامات بنے ہوئے تہے جنمیں عام باشندگان نینوا ہر روز جاکر مختلف قسم کی فوجی مشق اور کہیل خاص اوقات میں کہیلا کرتے تہے۔ خود بادشاہ اور تمام شاہزادے اور امرا فن چوگان بازی کے مانند ایک نہایت ورزشی شغل میں اکثر اوقات مصروف رہتے تہے گہوڑے کی سواری عام تہی اور بعض طبقہ کے اشخاص گدہے کی سواری کو گہوڑے پر ترجیح دیتے تہے۔ بہت سی اکثر تاریخوں سے ثابت ہے کہ امرائے نینوا کو سانڈوں کی لڑائی دیکہنے کا از حد شوق تہا اور اسکے واسطے مہینوں پیشتر سے بڑے بڑے اہتمام اور سامان کیئے جاتے تہے اور جسمیں حریف کی فتح اس معرکہ میں ہوتی تہی اُسکو بہت کچہ انعام اکرام امرائے شہر دیتے تہے شہر کے اندر بڑے بڑے شوارع اور سڑکیں تعمیر تہیں جنپر دونو طرف سایہ دار اور بامیوہ درخت لگائے تہے جنکا سلسلہ شہر میں ساٹہہ میل کے دور سے کم نہ تہا اور ان سڑکوں کے ساتہہ نہایت آبدار پانی کی نہریں دوڑائی گئی تہیں جو گرمی تمازت رسیدہ مسافروں کو نہایت اطمینان قلب پہونچا کر سیراب کرتی تہیں اور اسکے علاوہ دہوپ میں گرمائے ہوئے

ہو یشی ان نہروں سے ہمیشہ تروتازہ رہتی تہو۔

ان شہروں اور نہروں کی حالت پر غور کرنے سے نہایت حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح ایسے وسیع اور فراخ تعمیرات کا کام جنمین بے نظیر کاریگری صرف ہوئی تہی اس زمانہ میں انجام پذیر ہوگئی تہی جبکہ موجودہ زمانہ کی طرح علمی آلات تعمیر کا وجود ہی نتہا۔ دہوپ کا رنگ بدلنے یا زوال آفتاب کے وقت سے بے انتہا شایقین اور اہل تفریح کا ہجوم ہوتا تہا جنمیں مردونکی عوض عورتیں بہت زیادہ ہوتی تہیں اور جنکو حسب قانون ملک ایک خاص درجہ تک آزادی حاصل تہی تاہم بعض اوقات میں انکی آزادی اسقدر بڑہجاتی تہی کہ ان نہروں کے کنارے اندہیری راتوں میں ایسی ایسی بدکرداریاں ہوتی تہیں کہ گویا تمام روے زمین کی بدافعالی نے اس قطعہ شہر کو اپنے واسطے منتخب کرلیا تہا بیحیائی اور بے شرمی ان معاملات میں عام تہی جو ایسی زندگی سے تعلق رکہتی تہیں جنکی ابتداء اور خاتمہ صرف نفس پرستی اور شراب نوشی پر ہوتی تہی اور جنکے نتایج اکثر اوقات ایک وسیع سلسلہ نسل انسانی کو تلف کردیتے تہے۔ خود خاندان شاہی اور تمام امرا کی عورتیں اس بلا میں مبتلا تہیں۔ ایک جام شراب پر زناکاری میں کامیابی حاصل کرلینا اس زمانہ مین کچہہ بہی مشکل نہین تہا۔ اکثر مورخین لکہتے ہیں کہ عورتوں اور مردوں کے لباس میں جسقدر فرق تہا وہ صرف ٹوپی سے تمیز ہو سکتا تہا کہ نینوا کے باشندوں میں مردونکی ٹوپیاں مخروطی ہوتی تہیں اور عورتوں کی ٹوپیاں بالکل سر پر منڈہی ہوئی معلوم ہوتی تہیں تاہم عورتوں کو اپنے لباس میں طرح طرح کی اختراع اور ایجادوں کی جانب بڑی توجہہ تہی جس سے ایک عجیب دلفریبی پیدا ہوجاتی تہی۔ روزانہ گہر کے کاروبار میں عورتیں اور مرد اکثر دونو شریک ہوتے تہے اور عورتونکو جسقدر آزادی اپنے معاملات خانگی میں تہی اسکی وجہہ صرف یہی تہی کہ وہ گہر کے تمام کاروبار مرد کی نسبت بہت زیادہ انجام دیتی تہیں۔

یہہ امر بہی اکثر تاریخوں سے ثابت ہے کہ باشندگان نینوا بہ نسبت کاشتکاری کی صنعت اور تحصیل علوم کو زیادہ پسند کرتے تہے اور اسکی تصدیق اسبات سے بخوبی ظاہر ہوتی ہے کہ سوائے ایک خاص گروہ کے جو فلاحین مصر کے مانند صرف کاروبار زراعت میں مصروف رہتا تہا اور اکثر طبقہ کے اشخاص کے متعلق اس قسم کے آثار قدیمہ کی موجودگی بیان کیجاتی ہے جو انکی عالی ذہنی اور قوت متفکرہ اور نہایت حدت فہم پر دلیل واضح ہے۔

فن تعمیرات میں انکو اس زمانہ میں جیسے اعلے درجہ کی دستگاہ حاصل تہی وہ انکے ان صنایع سے ظاہر ہے جنکی بابت تمام تواریخ قدیمہ نہایت اعلان کے ساتھہ شہادت دے رہی ہیں۔ علوم متداولہ میں سے اکثر علوم یہاں کے لوگوں کی خاص ایجاد ونمیں سے یقین کیے جا سکتے ہیں اور چند ذرایع تحقیق سے یہہ امر بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ انہیں ایسے زمانہ میں سلسلہ تصنیف جاری ہو چکا تہا اور بہت سی کتابیں مختلف علوم میں انکی زبان میں تصنیف ہو چکی تہیں۔ جنکی بابت بیان ہے کہ وہ خط ظاہری میں تانبے اور لوہے کے پتروں پر لکہی گئی تہیں۔ اور گو کاغذ کا وجود اسوقت میں مشتبہ ہو اور قلم دوات زمانہ حال کی طرح ایسے نہایت ہی قدیم زمانہ میں سہولت انسانی کی غرض سے نہ ایجاد ہوئی ہوں لیکن اس بات کے خیال کرنے سے ایک محقق مورخ کو کمال حیرت ہوتی ہے کہ اہل نینوا اپنے ہر قسم کے خیالات اظہار اور انکے اظہار کی حفاظت کیسے عجیب ذریعوں سے کرتے تہے انہوں نے علامات اور نشانات ہر قسم کے خیالوں کے متعلق باہم قرار دے لی تہیں جو رفتہ رفتہ اسدرجہ پہنچی کہ مقامات دور دست میں انسانی ضروریات کے لیئے ایک عجیب طریقہ سے سہولت کا سلسلہ قایم ہوگیا تہا۔ انکی رسم الخط پر غور کرنے سے یہہ امر دریافت ہوتا ہے کہ اسکے پہلے کوئی ذریعہ اظہار خیالات کا انسانی طبقات عام میں نہیں جاری تہا۔ کیونکہ جہانتک خیال کیا جاتا ہے یہہ ذریعہ جس سے اپنے خیالات کا اظہار ایک شخص دوسرے شخص پر باشندگان نینوا میں سے کرتا تہا تو وہ بالکل ان روا رسم خطوط سے جداگانہ ہیں جو انکے بعد بتدریج گروہ انسانی میں ایجاد اور رایج ہوتے رہے وہ جسوقت کسی خیال کو ظاہر کرتے تہے تو اسکی اکثر غالب اجزا کی تصویریں بنا دیتے تہے جو رموزات ذہنی تصور کیئے جا سکتے ہیں اور جنکے سمجہنے میں اگرچہ ابتدا کوئی دقت واقع ہوتی ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ بتدریج اس طریقہ اظہار خیالات کو بڑی ترقی ہوتی چلی جو عرصہ دراز تک اپنی تکمیل پر پہنچتی رہی یہ امر نہایت حیرتناک ہے کہ کسطرح انکے دل میں یہہ خیال پیدا ہوا کہ اپنے تمام تعلقات کے لیئے ایسا کوئی ذریعہ ایجاد کریں جو ہماری ضروریات کی آسانی کے واسطے ایک بہترین واسطہ ہو کیونکہ ایسے حالت کے عدم موجودگی سے انکو یہ کامل یقین ہوگیا تہا کہ نسل انسانی ایک ایسی صفت کی واقفیت سے محروم ہو جو اسکی نہایت زبردست مشکلات

اور حاجات کو کیسے عجیب طریقہ سے رفع کر سکتی ہے۔ اُنہوں نے ابتداً شاید کچھہ معمولی ذریعے اظہار خیالات کو رواج دیا اور اسکے بعد اسطرف توجہہ کی کہ انکے سب متہم بالشان معاملات اور عظایم امور جو اکثر حالتوں میں یا تو ناقص رہتے تھے اور قطعاً دور مقامات پر ہونے یا کسی قسم کی خاص مصالح کے باعث سرانجام نہیں پا سکتے ہیں وہ کیونکر بہ آسانی تکمیل کو پہنچ سکتے ہیں۔

اور یہہ حالت ایسی مشکل تہی جو ابتدائے زندگی میں کسی طرح حل ہو جانے کی قابلیت سے محروم سمجھی گئی تہی مگر جیسے عجیب طریقہ سے اسکو سہل کر لیا گیا قابل تعریف تہا یہہ خط مرموزہ ہر ایک قسم کی ضرورت اور خیال کے متعلق جزواً اور کلیتہً ظاہر کیے جاتے تھے فرض کیجئے کہ ایک شخص کو یہہ خیال ظاہر کرنا ہوتا تہا کہ دشمن اُس پر رات کے وقت چاندنی میں دریا اُتر کر حملہ کرنیوالا ہے۔ تو اسکی تصویر اس طرح بنائی جاتی تہی جو مکتوب الیہ کی سمجھہ میں بہی آسانی سے آجاتی تہی یعنے اس تحریر میں اول چاند اور اسکے بعد چند آدمیوں کی صورت اور اس کے بعد دریا اور کشتی اور اپنی تصویر بنا دیتے تھے۔ اگرچہ ہمارا یہہ بیان مورخین قدیم کی اکثر صحیح تحقیقاتوں کا اقتباس ہے لیکن ہمیں اس سے انکار نہیں ہے کہ اہل نینوا میں اسکے سوا اور بہی کوئی خط ہو یا اس خط کا قطعاً وجود نہہ بلکہ اور کوئی ذریعہ اس قسم کے اظہار خیالات کا ہو لیکن اس شخص سے کسی حال میں انکار نہیں کیا جا سکتا کہ باشندگان نینوا کو تحریر کے ذریعہ جسقدر آسانی سے اظہار خیالات میں انسان کو ہوتی ہے اس سے بہت اچہی طرح واقف ہوگئی گو یہہ بات دریافت کرنا مشکل ہے کہ یہہ خیال انکے دل میں کس طرح پیدا ہوا تہا اور اسکی عملدرآمد اور تکمیل تحریک کس بنیاد پر ہوئی تہی۔

بہرحال یہہ امر اکثر قراین اور قدیمی روایتوں سے بخوبی ثابت ہے کہ خط کی ایجاد تمام گروہ انسانی اور کم سے کم ان ممالک میں باشندگان نینوا نے کی تہی اور اس طریقہ سے جسقدر فائدہ اُنہوں نے اُٹھایا وہ بہ نسبت اس احسان کے بہت کم ہے جو اس طریقہ اظہار خیالات کی ایجاد سے تمام بنی نوع انسان پر اُنہوں نے ایک ایسی نہایت ابتدائی اور تاریک زمانہ میں کیا ہے جبکہ نسل انسانی بالکل اپنی ضرورتوں کے رفع کرنے میں ایک معمولی طبیعت سے کام لیتی تہی اور جو قطعاً اس بات سے ناواقف

تھے کہ علاوہ کلمہ و کلام اور باہم گفتگو کرنے کے انسانی خیالات کے تبادلہ کا اور
بھی کوئی نہایت ضروری اور کارآمد ذریعہ ہے جسکی بدولت دنیا میں بڑے بڑے معاملات
اور نہایت اہم امورات بلا دقت و مشکلات انجام پایا کینگے۔ بہر حال یہہ عام حالت اہل
نینوا کی طرز معاشرت کی تھی جسکو مورخین نے مختلف صورتوں میں بیان کیا ہے اور ہمارا خیال
ہے کہ اگر اس اختلاف کی نوعیت پر غور کیا جائے تو چنداں قابل اعتراض بھی نہیں ہے
کیونکہ جس زمانہ میں یہہ تاریخ لکھی گئی ہے وہ انسانی نسل کے پہلے ایک نہایت سادہ اور
صاف موسم طلوع ستارۂ تہذیب کا تھا اور جبکہ دنیا [illegible] پاتی کو اپنا لباس اور جڑی بوٹیاں
کو اپنی غذا اور پہاڑوں کی غاروں میں جانوروں کی طرح زندگی بسر کرنے کو ایک نہایت
عمدہ حالت اپنی خلقت کی سمجھتی تھی۔ اور جبکہ اس بات کا وجود بہ استثنا بعض قطعات
دنیا کی کہیں نہیں پایا جاتا ہے کہ مہذبانہ طور سے کیونکر انسانی دنیا میں آسکتا ہے۔ اگر نہایت
عمیق نظر اہل نینوا کے غرور اور انکی شدید بت پرستی اور انکی اس عجیب و غریب قوت ذہنی
کے نتائج پر ڈالی جائے تو ایک مورخ کو عجیب حیرت اور عبرت دامنگیر ہوتی ہے کیونکہ
جبکہ ایسی عقل کسی گروہ انسانی میں موجود ہو تو اسکا ایسی حالت گمراہی اور خرابی افعال
میں مبتلا ہو جانا جیسے کہ اہل نینوا کی نہایت مذموم صفات تھے فطرت انسانی کی ایک
نہایت ابلہانہ طرز عمل کو پیش کرتا ہے اور بعض مورخین کا یہہ خیال نہایت صحیح ہے کہ
صرف اس قسم کے نتائج کے باعث جنکا سرچشمہ عجیب و غریب صنائع و بدائع نے انکا
میں اہل نینوا کے قوائے ذہنی کا مدار سمجھا جاسکتا ہے۔ مذکورہ گروہ انسانی اپنی ہستی اور
حالت خلقت کو بالکل بھول گیا تھا اور نہ صرف اسنے اپنی ہستی کو فراموش کر دیا تھا بلکہ
اُسنے اس ذات عظیم القدر کو بھی بالکل اپنے صفحۂ ذہن سے محو کر دیا تھا کہ جسکے ایک لمحے
حکمت سے ایسے عظیم الشان دنیا اور یہہ نباتات عالم ظہور میں جلوہ گر ہوئی ہے۔ اور آخر
اس غرور نے انکی غفلت کو اسقدر ترقی دی کہ وہ ایک خدائے حقیقی کی پرستش کے
بجائے کروروں دیوتاؤں کی پرستش کرنے لگے اور آخر اس بت پرستی کی پاداش
میں انکو شہنشاہ رب جلیل سے وہ سزا دیگئی جو نہایت موزون و مناسب تھی۔ اور نہ صرف
انکے جسموں کو اس تباہی کا مزا چکھایا گیا بلکہ انکی نسل اور گروہ بالکل بے نشان ہوگئی
اور انکے حکمران اشخاص کا نام بھی اب کوئی نہیں جانتا ہے اور خود شہر نینوا جسکی تعمیر

پرانے باشندوں کو ایک نہایت نفرت انگیز فخر و ناز تہا وہ ایسا نیست و نابود کیا گیا کہ اگر اسوقت اسبات کی تحقیقات کیجائے کہ دراصل شہر مذکور کس مقام پر آباد تہو کوئی صحیح نشان اس خیال اور تحقیق کے اطمینان کے واسطے نہیں ملسکتا ہے۔ بہر حال یہہ ایک نہایت ہی عبرتناک حالت ان دو شہروں کی تہی جسکی مثال ہر اعتبار سے اسوقت دنیا میں نہیں ملسکتی ہے اور جسپر غور و فکر کرنے سے ہر ایک اہل بصیرت کو عمدہ سبق حاصل ہوتا ہے۔